عمران سیریز
مظہر کلیم
ایم اے
زیرو بلاسٹر

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول " زیرو بلاسٹر" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول عمران اور کرنل فریدی کا مشترکہ کارنامہ ہے۔ قارئین کا طویل عرصے سے اصرار تھا کہ کرنل فریدی اور عمران کا مشترکہ ناول لکھا جائے کیونکہ ان دونوں عظیم کرداروں کے ایک ہی ناول میں اکٹھے ہو جانے سے ناول میں دلچسپی بے حد بڑھ جاتی ہے۔ لیکن عمران اور کرنل فریدی دونوں ایک ناول میں اس وقت ہی اکٹھے ہو سکتے ہیں جب کوئی ایسا مشن سامنے آجائے جس میں دونوں کو بیک وقت دلچسپی ہو اور موجود ناول میں ایسا مشن سامنے آگیا۔ اس ناول میں عمران اور کرنل فریدی دونوں ایک ہی مشن کی تکمیل کے لئے بیک وقت کام کرتے ہیں اور دونوں کی جدوجہد جس طرح سامنے آتی ہے اس سے ان دونوں عظیم کرداروں کی کارکردگی کے کئی ایسے گوشے قارئین کے سامنے آئیں گے جو شاید اس سے پہلے سامنے نہ آئے ہوں۔ جس ناول میں یہ دونوں کردار بیک وقت کام کر رہے ہوں اس میں قارئین ہمیشہ اپنی پسند کے کردار کو دوسرے پر برتر دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس لئے ایسے ناول کا انجام ہمیشہ چونکا دینے والا ہی ہوتا ہے۔ موجودہ ناول میں دونوں عظیم کردار مشن کی تکمیل کے لئے جس طرح اپنی اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہیں اور جس

طرح ان کی کارکردگی سامنے آتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین کو یہ ناول ہر لحاظ سے پسند آئے گا لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ سے سید فہیم عثمان لکھتے ہیں۔ "میں آپ کا خاموش قاری ہوں اور گذشتہ سات سال سے بھی زیادہ عرصے سے آپ کے ناول میرے مطالعہ میں ہیں۔ آپ کا انداز تحریر واقعی دلکش ہے۔ مجھے ٹائیگر کا کردار بے حد پسند ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اگر روزی راسکل بھی شامل ہو تو پھر سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے۔ امید ہے آپ جلد از جلد ان کرداروں پر مبنی ناول لکھیں گے"۔

محترم سید فہیم عثمان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں ٹائیگر کو سونا اور روزی راسکل کو سہاگہ لکھا ہے اور فرمائش کی ہے کہ سونے اور سہاگے پر مبنی نیا ناول لکھا جائے لیکن مسئلہ تو اس سونے کا ہے جو سہاگے کے نام سے ہی بھاگتا ہے۔ شاید اس کا خیال ہے کہ وہ پہلے سے ہی اتنا صاف ہے کہ اسے کسی سہاگے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ کسی ناول میں سونا اور سہاگہ دونوں سامنے آسکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

وزیر آباد سے نیر اکرم لکھتے ہیں۔ "میں عرصہ تین سالوں سے آپ کے شاہکار ناولوں کا خاموش قاری ہوں۔ آپ کے ناول "کاشام" نے مجھے پہلی بار خط لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ اس قدر خوبصورت ناول لکھنے پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں البتہ ناول کاشام میں کسی جگہ آپ نے لکھا ہے کہ ایک شکتی ایسی ہے جس پر روشنی اثر نہیں کرتی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اندھیرا ایسا ہو کہ جس پر روشنی اثر نہ کر سکے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم نیر اکرم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو وضاحت مانگی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ اس بارے میں اگر صفحہ نمبر اور سطر نمبر بھی لکھ دیتے تو زیادہ وضاحت سے آپ کے سوال کا جواب دیا جا سکتا تھا۔ ویسے یہ بات درست ہے کہ روشنی کے مقابل تاریکی کسی صورت نہیں ٹھہر سکتی۔ امید ہے آپ آئندہ خط میں وضاحت سے لکھیں گے۔

کنڈیارو سے پرویز احمد لکھتے ہیں۔ "میں آپ کا خاموش قاری ہوں لیکن آپ کا ناول "کراسنگ ایرو" مجھے اس قدر پسند آیا ہے کہ میں خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں البتہ آپ سے گزارش ہے کہ اگر عمران جولیا سے شادی نہیں کر سکتا تو کم از کم اس کے جذبات کا تو احترام کرے ورنہ اگر کسی روز تنویر کو غصہ آگیا تو بازی پلٹ بھی سکتی ہے۔ اسی طرح صالحہ ہمارا پسندیدہ کردار ہے لیکن آپ نے اس پر علیحدہ ناول نہیں لکھا۔ امید ہے آپ ہماری گزارش پر ضرور غور کریں گے"۔

محترم پرویز احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ویسے آپ کی یہ بات درست ہے کہ عمران کو جولیا کے جذبات

کا احترام کرنا چاہیئے لیکن اب کیا کیا جائے ۔ عمران اپنی مرضی کا مالک ہے جہاں تک تنویر کے غصے کی بات ہے تو پہلے بھی کئی بار تنویر اس معاملے میں غصہ دکھا چکا ہے ۔ لیکن وہ اب تک بازی نہیں پلٹ سکا۔ اس لئے اب وہ صرف اس وقت بولتا ہے جب معاملات اس کے نزدیک ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں ۔ تنویر اتنا سمجھدار ضرور ہے کہ وہ عمران کے معاملے میں بازی پلٹ نہیں سکتا۔ اس لئے صرف غصے کے اظہار تک ہی اس نے اپنے آپ کو محدود کر لیا ہے ۔ صالحہ پر علیحدہ ناول کی آپ کی فرمائش نوٹ کر لی گئی ہے ۔ انشاء اللہ جلد ہی آپ کی فرمائش پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

رحیم یار خان سے محمد مصعب علی خان لکھتے ہیں ۔ آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن آپ سے ایک شکایت ہے کہ آپ دلچسپ کرداروں کو دوبارہ سامنے نہیں لے آتے ۔ مثلاً مادام تاؤ، روزی راسکل ایسے کردار ہیں جن پر بار بار ناول لکھے جائیں بلکہ ان پر علیحدہ ناول لکھے جانے چاہئیں کیونکہ یہ انتہائی دلچسپ کردار ہیں ۔ اسی طرح ٹرومین اور دیگر کردار بھی ہیں ۔ امید ہے آپ اس پر ضرور توجہ کریں گے "۔

محترم مصعب علی خان صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ روزی راسکل، مادام تاؤ اور ٹرومین تو کئی ناولوں میں آ چکے ہیں ۔ البتہ ان پر علیحدہ ناول لکھنے والی بات ضرور غور طلب ہے ۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش کسی بھی انداز میں پوری کر سکوں ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ سے جہانزیب بھٹی لکھتے ہیں ۔ آپ کا نیا ناول " ماریا سیکشن " بے حد پسند آیا ہے ۔ آپ کا ہر ناول واقعی منفرد ہوتا ہے ۔ آپ نے ماریہ سیکشن ناول کی " چند باتوں " میں ایک خط کے جواب میں لکھا ہے کہ آپ کوئی نیا کردار لے آئیں گے جو عمران کی اصلیت کو بھی جانتا ہو اور عمران کے ساتھ چل بھی سکے تو میرا خیال ہے کہ نئے کردار کی بجائے موجودہ کرداروں میں سے ہی کسی کو اس سٹیج پر لے آئیں اور اس کے لئے میں " کیپٹن شکیل " کی پرزور سفارش کرتا ہوں ۔ امید ہے آپ میری بات پر ضرور غور کریں گے "۔

محترم جہانزیب بھٹی صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ نے یہ جو تجویز پیش کی ہے ۔ اس پر میں ضرور غور کروں گا لیکن کیپٹن شکیل جس انداز کا کردار ہے اگر اسے عمران کی اصلیت کا علم ہو جائے تب وہ اس انداز میں کام نہیں کر سکے گا۔ جس انداز میں آپ اور دوسرے قارئین چاہتے ہیں ۔ بہرحال جو کچھ ہو گا یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

کھوڑ شہر ضلع اٹک سے حماد اختر لکھتے ہیں ۔ " گذشتہ چار پانچ سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں لیکن خط پہلی بار لکھ رہا ہوں ۔ آپ کے ناول ویسے تو مجھے پسند ہیں ۔ جبکہ مخالف ایجنٹ یا مجرموں کے چیتھڑے اڑ جاتے ہیں ۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں

نے آب حیات پی رکھا ہے۔امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم حماد اختر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔آپ نے بڑی دلچسپ بات پوچھی ہے۔اس سے پہلے بھی کئی قارئین اس بارے میں لکھ چکے ہیں اور میں نے ہر بار انہیں یہی جواب دیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی تربیت یافتہ افراد ہیں۔آپ نے اکثر پڑھا ہوگا کہ چھت گرنے سے پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھی تربیت کے مطابق فوراً دیوار کی جڑ میں پہنچ جاتے ہیں۔اسی طرح باقی باتوں کے بارے میں بھی آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ویسے ہر انسان فانی ہے اور عمران اور اس کے ساتھی بھی بہرحال انسان ہی ہیں اور فانی بھی۔اس لئے جب ان کی موت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگی تو پھر کوئی انہیں بچا نہ سکے گا لیکن ایسا کب ہوگا اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اس لئے میں یا آپ اس سلسلے میں کوئی بات حتمی نہیں کر سکتے۔امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں بند کی اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے ہونٹ بھینچ گئے کہ فلیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔عمران صبح سے نکلا ہوا تھا اور وہ ایک آدمی سے ملنے شہر سے باہر گیا تھا اور اس کی واپسی رات گئے ہو رہی تھی۔جب وہ گیا تھا تو سلیمان کو فلیٹ پر ہی چھوڑ کر گیا تھا لیکن رات گئے اس وقت فلیٹ کے دروازے پر موجود تالا دیکھ کر ایک لمحے کے لئے تو اسے خاصا غصہ آیا لیکن پھر اس نے سوچا کہ ہو سکتا کہ کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہو ورنہ سلیمان اس طرح تالا لگا کر رات کو کہیں نہیں جا سکتا۔اسے معلوم تھا کہ چابی ایک خاص جگہ موجود ہوتی ہے۔چنانچہ اس نے چابی نکالی اور تالا کھول کر فلیٹ میں داخل ہو گیا۔جب وہ سٹنگ روم میں داخل ہوا تو سٹنگ روم میں روشنی ہو رہی تھی اور میز پر پیپر ویٹ کے نیچے ایک کاغذ پڑا

صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر پیپر ویٹ ہٹایا اور کاغذ اٹھا کر اسے پڑھنے لگا۔ تحریر سلیمان کی تھی اور اس نے لکھا تھا کہ گاؤں سے آدمی آیا ہے اور اس کی بڑی بہن کی طبیعت خراب ہے اس لئے وہ گاؤں جا رہا ہے۔ عمران نے کاغذ پڑھ کر ایک طویل سانس لیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اعظم گڑھ کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چاند ہوٹل"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یہاں سپروائزر محمد حسین ہو گا۔ اس سے بات کرائیں۔ میں دارالحکومت سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ آج کل دن کی ڈیوٹی پر ہوتے ہیں جناب۔ رات کو نہیں ہوتے۔ البتہ ان کا بھائی راحت حسین موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ راحت حسین بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والا لہجے سے نوجوان ہی لگتا تھا۔

"راحت حسین۔ میں دارالحکومت سے علی عمران بول رہا ہوں۔ سلیمان میرا باورچی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں آپ کو جانتا ہوں جناب۔ آپ کے فلیٹ پر دو بار آپ سے ملاقات ہو چکی ہے۔ حکم فرمائیں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ اب واپس آیا ہوں تو سلیمان کا رقعہ ملا ہے کہ گاؤں سے آدمی آیا تھا اور اس نے بتایا کہ سلیمان کی بڑی بہن کی طبیعت خراب ہے۔ کیا تم وہاں جا کر موجودہ صورت حال سے مجھے آگاہ کر سکتے ہو۔ مجھے بے حد تشویش ہو رہی ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی بہتر۔ میں ایک گھنٹے کی چھٹی لے کر موٹر سائیکل پر گاؤں چلا جاتا ہوں۔ آپ کے فلیٹ کا فون نمبر کیا ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کو فون کروں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہیں رات کو گاؤں جانے میں تکلیف تو ہو گی لیکن میری پریشانی دور ہو جائے گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

"کوئی بات نہیں جناب۔ ہم تو رہتے ہی گاؤں میں ہیں۔ رات دن ہمارے لئے برابر ہوتے ہیں"...... راحت حسین نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ اسے واقعی تشویش محسوس ہو رہی تھی کیونکہ لازماً گاؤں سے آنے والے آدمی نے سلیمان کی بڑی بہن کے بارے میں کوئی ایسی بات سلیمان کو بتائی ہو گی کہ اسے اس طرح عمران کی عدم موجودگی میں جانا پڑا ۔ رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے وہ واپس دوبارہ سٹنگ روم میں آیا تو وہ پہلے کی نسبت اپنے آپ کو فریش محسوس کر رہا تھا ۔ اس نے ریک سے ایک کتاب نکالی اور کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا ۔ ظاہر ہے اسے راحت حسین کی طرف سے فون کا انتظار تھا اور پھر واقعی تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"راحت حسین بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے راحت حسین کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ سلیمان کی بڑی بہن کی طبیعت بے حد خراب ہے ۔ گاؤں کے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ عالمگیر اڈے کے بڑے ڈاکٹر صاحب کو بھی بلایا گیا ہے ۔ وہ علاج کر رہے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ صبح انہیں دارالحکومت کے کسی بڑے ہسپتال لے جانا ہو گا ۔

ان کا فوراً آپریشن ہو گا ۔ پیٹ میں شدید درد ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ پیٹ میں کوئی آنت خراب ہے یا پھٹنے والی ہے"...... راحت حسین نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ یہ تو ایمرجنسی مسئلہ ہے ۔ وہاں کوئی ایسا ہسپتال نہیں جہاں فوری آپریشن کیا جا سکے"...... عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ہے تو سہی لیکن وہاں کے ڈاکٹر صاحب کا تبادلہ ہو گیا ہے اور ابھی نئے ڈاکٹر صاحب نہیں آئے"...... راحت حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔ میں خود انتظامات کراتا ہوں ۔ شکریہ"۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی ۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب ۔ آپ ابھی تک ڈیوٹی پر ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس ہفتے میری رات کی ڈیوٹی ہے ۔ خیریت کیسے فون کیا ہے ۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"کیا ایمبولینس ہیلی کاپٹر کا فوری بندوبست ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔ مگر کیوں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو جواب میں

عمران نے سلیمان کی بڑی بہن کی بیماری کی اطلاع سے لے کر راحت حسین کی بتائی ہوئی تفصیل بھی دوہرا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ان کا تو فوری آپریشن کرنا ہو گا ورنہ اپنڈکس پھٹ گیا تو جان بھی جا سکتی ہے۔ کہاں ہے وہ گاؤں۔ تفصیل بتاؤ"۔ ڈاکٹر صدیقی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے گاؤں کی تفصیل بتا دی۔

"میں ساتھ جاؤں گا ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک ویلفیئر تنظیم کے پاس ایمبولینس ہیلی کاپٹر ہے۔ میں اسے کال کرتا ہوں۔ آپ بھی یہاں ہسپتال آ جائیں۔ جلدی"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

"آپ نے مجھے بلایا ہے۔ خیریت"...... کیپٹن حمید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ خیریت ہی ہے۔ کیا تمہیں کال کرنے سے خیریت غائب ہو جاتی ہے"...... کرنل فریدی نے فائل بند کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ جس انداز میں کال کرتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے پوری دنیا سے خیریت غائب ہو چکی ہو"...... کیپٹن حمید نے کہا اور میز کے دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اگر تمہیں اس انداز میں کال نہ کیا جائے تو شاید تم کال کے نو ماہ بعد آؤ اور وہ بھی فیڈر پیتے ہوئے"...... کرنل فریدی نے کہا تو

کیپٹن حمید نے بے اختیار منہ بنالیا۔ نو ماہ اور فیڈر کے حوالے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل فریدی اسے نو زائیدہ بچہ کہہ رہے ہیں۔

"آپ کو اب مذاق کرنے کا بھی سلیقہ نہیں رہا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے تمہاری سلیقہ شعاری پر ضرب پڑی ہو ۔ بہرحال اب تم آگئے ہو تو پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم ایک اہم کام کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو یا نہیں"۔ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ کیا میں نے کبھی کام سے انکار کیا ہے"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آج شام کو تم نے ہوٹل ہالی ڈے میں ایک خاتون مس شاہدہ کو دعوت دے رکھی ہے اس لئے پوچھ رہا تھا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید اس طرح کرنل فریدی کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ سامنے واقعی کرنل فریدی بیٹھا ہوا ہے۔

" تم تو مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو جیسے میں کوئی جن بھوت ہوں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ بہرحال انسان نہیں ہیں ۔ اگر آپ جن بھوت نہیں تو کسی اور سیارے کی مخلوق ہیں"۔ کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں اس قدر حیران ہو رہے ہو کیونکہ تم نے اپنی رہائش گاہ کے فون سے مس شاہدہ سے یہ پروگرام طے کیا ہے ۔ لیکن شاید تمہیں معلوم نہیں کہ مس شاہدہ کا فون چیک کیا جا رہا تھا اس لئے تمہاری کال کی رپورٹ بھی مجھے مل گئی"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" شاہدہ کا فون چیک کیا جا رہا تھا ۔ مگر کیوں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" اس لئے کہ شاہدہ ایکریمیا کی ریاست آرکینا میں ایک ایسے ادارے میں کام کرتی ہے جو وہاں کی میزائل فیکٹریوں کو سائنسی سامان مہیا کرتا ہے اور شاہدہ دو ماہ کی رخصت لے کر یہاں دماک آئی ہوئی ہے ۔ یہاں ویسے تو وہ بطور سیاح آئی ہے لیکن اس کی سرگرمیاں مشکوک ہیں کیونکہ یہاں آنے سے پہلے اس نے تارکیہ کے دارالحکومت میں ایک ایسی فرم کے چیف سے ملاقات کی ہے جو ایک مسلم سائنسی پراجیکٹ کو خصوصی سامان سپلائی کرتا ہے ۔ چونکہ اس ادارے کے ہر آدمی کی سختی سے نگرانی کی جاتی ہے اس لئے اس ملاقات کا علم ہو گیا ۔ اس لئے شاہدہ یہاں دماک آئی اور یہاں بھی اس نے ایک ایسے ادارے کے آدمی سے ملاقات کی ہے جو تارکیہ کے اس ادارے کو سامان کی سپلائی دیتا ہے"...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ شاہدہ اکریمین جاسوس ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اتنی جلدی نتائج پر چھلانگ نہ لگا دیا کرو۔ ابھی چیکنگ ہو رہی ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو جیسا ہم سمجھ رہے ہیں ۔ کوئی اور بات ہو ۔ لیکن چیکنگ بہرحال ضروری ہے ۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ میں نے تمہاری ملاقات کی اطلاع ملنے پر جو تحقیقات کرائی ہیں اس کے مطابق شاہدہ نے تم سے ازخود ایک ہوٹل میں ملاقات کی اور پھر اس نے تمہیں اپنے ہوٹل کے کمرے میں آنے کی دعوت دی ۔ لیکن تم نے کمرے میں جانے کی بجائے اسے شام کو ہوٹل کی لابی میں ملاقات کے لئے کہا اور اب یہ ملاقات ہو رہی ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ شاہدہ کو معلوم ہے کہ تم دراصل کون ہو اور کیا کرتے ہو ۔ ہو سکتا ہے کہ شاہدہ تم سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہو کہ اسلامی سکیورٹی کونسل کو اس کی سرگرمیوں کے بارے میں کہاں تک علم ہے اس لئے تم نے ہوشیار رہنا ہے اور اگر ہو سکے تو اس سے اصل بات معلوم کرنے کی کوشش کرنا"...... کرنل فریدی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"سوری ۔ اب جبکہ شاہدہ کی اصل حقیقت سامنے آ گئی ہے اب میری اس سے ملاقات بے سود ہے ۔ اب ملاقات میں وہ بات نہیں رہے گی ۔ البتہ آپ حکم دیں تو میں شاہدہ کے کمرے میں جا کر یہ سب کچھ معلوم کر لیتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ اس طرح ان کا پورا سیٹ اپ الرٹ ہو جائے گا ۔ میں نے اپنے طور پر معلومات حاصل کرنی ہیں اور پھر اس سائنسی پراجیکٹ اتھارٹی کو اطلاع دینی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یہ سائنسی پراجیکٹ ہے کیا"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"تمام مسلم ممالک نے آپس میں ایک خفیہ معاہدے کے تحت تارکیہ کے شہر ہاکی میں ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہے جس میں انتہائی ایڈوانس آلہ جسے زیرو بلاسٹر کہا جاتا ہے تیار ہونا ہے ۔ اس آلے کی خاصیت یہ ہے کہ جس ملک میں بھی اس آلے کو مختلف رینج میں نصب کر دیا جائے گا وہاں کوئی بھی میزائل یا ایٹمی حملہ نہ ہو سکے گا ۔ یہ آلہ ہر قسم کے حملہ میں میزائل یا سائنسی سامان کو نہ صرف ناکارہ کر دیتا ہے بلکہ اڈے کو بھی ٹریس کرا دیتا ہے ۔ یہ تارکیہ کے ایک سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کی ایجاد ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ آئندہ صدی کی ایجاد ہے ۔ ابھی تک سپر پاورز بھی اس آلے تک نہیں پہنچ سکیں ۔ اس معاہدے کے تحت اس لیبارٹری میں اس آلے کو کافی تعداد میں تیار کیا جائے گا اور پھر ہر مسلم ملک کو اس کی ضرورت کے مطابق خاموشی سے یہ آلہ دے دیا جائے گا اور وہ اسے خفیہ طور پر اپنے ملک میں نصب کر کے اپنا دفاع ناقابل تسخیر کر سکیں گے ۔ یہ لیبارٹری ابھی تیار ہو رہی ہے اور شاہدہ نے جن لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں ان کا تعلق ایسے اداروں سے ہے جو ایسی لیبارٹری کو خفیہ طور پر سائنسی سامان اور مشینری سپلائی کرتے

ہیں "...... کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" پھر اب کیا کرنا ہے ۔ ویسے اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ اس ساری تفصیل کے علم میں آجانے کے باوجود میں شاہدہ سے عام انداز میں ملاقات کر سکوں گا تو ایسا ممکن ہی نہیں ۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ یہ ساری چکر بازی ختم کر دیں اور مجھے اجازت دیں میں ایک منٹ میں اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ ابھی صرف چیکنگ کی جا رہی ہے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" تو پھر میری ملاقات کینسل سمجھیں ۔ آپ خود ہی چیکنگ کرتے رہیں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اب جب تم نے خود ہی ملاقات کینسل کر دی ہے تو اب تمہیں کام بتایا جا سکتا ہے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" کیسا کام "...... کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

" شاہدہ نے یہاں جس آدمی سے ملاقات کی ہے اس کا نام راسمی ہے ۔ اس راسمی کی نگرانی کرو اور اس کے ملنے والوں کو چیک کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ہاں ۔ یہ کام ہو سکتا ہے "...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر کیپٹن حمید کی طرف بڑھا دی۔

" اب شاہدہ کی چیکنگ آپ کس سے کرائیں گے "...... کیپٹن

حمید نے فائل لیتے ہوئے کہا۔

" ماہ لقا سے "...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

" ماہ لقا سے ۔ وہ کیسے ۔ وہ تو گریٹ لینڈ میں ہے ۔ آپ کی سرد مہری نے اسے واپس جانے پر مجبور کر دیا تھا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" وہ اس شاہدہ کی گہری دوست ہے اور اس کے ساتھ ہی گریٹ لینڈ سے یہاں آئی ہے ۔ شاہدہ ایکریمیا سے گریٹ لینڈ گئی تھی اور پھر یہ دونوں وہاں سے یہاں اکٹھی آئی ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ کو کس نے اطلاع دی ہے "...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" کس بارے میں "...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"شاہدہ اور ماہ لقا کے بارے میں "...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" تارکیہ میں اسلامی سیکورٹی کونسل کے تحت ایک سیٹ اپ موجود ہے جو اس لیبارٹری کو سامان سپلائی کرنے والوں کی نگرانی کا کام کرتا ہے ۔ وہاں سے اطلاع ملی اور پھر یہاں تو تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا اپنا سیٹ اپ کام کر رہا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" لیکن ماہ لقا کے بارے میں تو شاہدہ نے کوئی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی ماہ لقا سامنے آئی ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" ماہ لقا نے مجھے فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی تھی ۔ اس نے تو یہی کہا تھا کہ وہ اپنی والدہ کی طبیعت خراب ہونے کی اطلاع پر

یہاں آئی ہے لیکن جب میں نے اس کے چیف فریڈ سے بات کی تو فریڈ نے مجھے بتایا کہ شاہدہ نے ماہ لقا سے ملاقات کی اور اسے دماک جانے کی دعوت دی تو ماہ لقا نے چھٹی لی اور دماک آ گئی۔ ویسے فریڈ نے بتایا ہے کہ ماہ لقا گریٹ لینڈ کے ایک ایسے مشن پر کام کر رہی ہے جس میں لیبارٹریوں کو سائنسی سامان سپلائی کرنے والی ایک خفیہ تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنا مطلوب ہے اس لئے لامحالہ ماہ لقا کو شاہدہ کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات ہیں"۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ ماہ لقا سے کیسے شاہدہ کی چیکنگ کرائیں گے"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"وہ اپنے طور پر کام کر رہی ہے۔ میں تو صرف اتنا کروں گا کہ جب وہ واپس جانے لگے گی تو اس سے وہ تمام معلومات حاصل کر لوں گا جو اس نے شاہدہ سے حاصل کی ہوں گی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اگر اس نے انکار کر دیا تو پھر۔ ظاہر ہے وہ اب آپ کی ماتحت تو نہیں"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں جس طرح میں نے تمہاری ملاقات کینسل کرا دی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ تو آپ اصل میں یہ ملاقات کینسل کرانا چاہتے تھے۔

کیوں وجہ"...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ملاقات تو تم نے خود ہی کینسل کی ہے۔ لیکن میں اس لئے ایسا چاہتا تھا کہ تمہاری اور شاہدہ کی اس انداز کی ملاقات سے ماہ لقا ٹھٹک جاتی اور پھر ہمیں وہ کچھ حاصل نہ ہو سکتا جو ہم نے ماہ لقا سے حاصل کرنا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور کرنل فریدی اس کے چہرے پر ابھرنے والی بے بسی دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔

ایکریمیا کے دارالحکومت ناراک کی ایک بلڈنگ میں آفس کے انداز میں سجائے ہوئے کمرے میں ایک ادھیڑ عمر ایکریمین میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... ادھیڑ عمر آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

" باس ۔ مس شاہدہ کی کال ہے "...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" اوہ اچھا ۔ کراؤ بات "...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

" ہیلو چیف ۔ میں شاہدہ بول رہی ہوں پاکیشیا سے "۔ دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز سنائی دی تو ادھیڑ عمر بے اختیار چونک پڑا۔

" پاکیشیا سے ۔ کیا مطلب ۔ تم پاکیشیا کیسے پہنچ گئی ہو "۔ ادھیڑ عمر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ میں نے تارکیہ میں جو ملاقاتیں کی ہیں ان سے پتہ چلا کہ سپلائی لائن دماک کے ایک ادارے سے پہنچ رہی ہے ۔ میں نے دماک جاکر متعلقہ لوگوں سے ملاقاتیں کیں تو پتہ چلا کہ اصل سپلائی لائن پاکیشیا سے جا رہی ہے اس لئے میں پاکیشیا پہنچ گئی ہوں ۔ یہاں پہنچ کر میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کیا مطلب ۔ سپلائی لائن کا کیا مطلب ہوا ۔ تفصیل سے بات کرو "...... ادھیڑ عمر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ ہمیں تارکیہ میں جس خفیہ لیبارٹری کے بارے میں اطلاع ملی تھی اس سلسلہ میں جب باوجود انتہائی کوشش کے کچھ نہ معلوم ہو سکا تو ہم نے ایسے اداروں کی چیکنگ شروع کر دی جو لیبارٹریوں کو سائنسی سامان اور مشینری سپلائی کرتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ہمیں کلیو ملا کہ تارکیہ میں ایک ادارہ ایسا ہے جو ایسی سپلائی کرتا ہے ۔ میں نے اس کے ایک افسر سے خصوصی ملاقاتیں کیں تو معلوم ہوا کہ ان کا ادارہ تارکیہ میں صرف سرکاری لیبارٹریوں کو سپلائی مہیا کرتا ہے ۔ البتہ اس افسر نے بتایا کہ انہیں یہ سامان اور مشینری گریٹ لینڈ کا ایک ادارہ سپلائی کرتا ہے تو میں گریٹ لینڈ چلی گئی ۔ میں نے وہاں اس ادارے کے ایک افسر سے

ملاقاتیں کیں تو وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ دماک میں ایک ادارے کو یہ خفیہ سپلائی کرتا ہے ۔ چنانچہ میں دماک چلی گئی ۔ وہاں جو ملاقاتیں ہوئیں اس سے پتہ چلا کہ خاص سپلائی جو وہ گریٹ لینڈ بھجواتے ہیں جسے وہ بلیو سپلائی کا نام دیتے ہیں انہیں پاکیشیا سے سپلائی کی جاتی ہے اور یہ بلیو سپلائی پیکڈ ہوتی ہے ۔ اسے وہ خاموشی سے گریٹ لینڈ بھیج دیتے ہیں اور گریٹ لینڈ والے یہ بلیو سپلائی تارکیہ بھجوا دیتے ہیں اور تارکیہ سے یہ سپلائی سرکاری لیبارٹریوں کو بھجوا دی جاتی ہے ۔ یہ بلیو سپلائی بھی ایک سرکاری لیبارٹری کو بھیج دی جاتی ہے لیکن اس کا طریقہ کار خفیہ ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ یہ سامان چاہے مشینری ہو یا سائنسی سامان اسے لانچ کے ذریعے ایک ٹاپو پر بھجوایا جاتا ہے جہاں سے ایک خفیہ آبدوز پر اسے کہیں لے جایا جاتا ہے اور بس ۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ جہاں سے یہ سپلائی بھجوائی جاتی ہے وہاں سے اس کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے اور اب یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ بلیو سپلائی پاکیشیا سے بھجوائی جاتی ہے اس لئے میں یہاں آئی ہوں"...... شاہدہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" تم نے واقعی کام کیا ہے شاہدہ ۔ لیکن دماک میں یقیناً کرنل فریدی کو اس بارے میں علم ہو گیا ہو گا کہ تم کیا انکوائری کرتی رہی ہو اور یقیناً اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ تم اب پاکیشیا پہنچ گئی ہو اور پاکیشیا میں علی عمران موجود ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی

ہے اور کرنل فریدی نے یقیناً تمہارے بارے میں وہاں اطلاع دے دی ہو گی اور کسی بھی وقت تمہیں پکڑا جا سکتا ہے تاکہ وہ لوگ اصل حالات معلوم کر سکیں اور جیسے ہی وہ لوگ تم سے اصل معلومات حاصل کریں گے وہ ہم پر چڑھ دوڑیں گے"...... چیف نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں چیف ۔ کرنل فریدی یا علی عمران مجھ سے کچھ معلوم نہیں کر سکتے"...... شاہدہ نے کہا۔

" نہیں شاہدہ ۔ تمہیں ان کے بارے میں معلوم نہیں اس لئے تم یہ بات کر رہی ہو ۔ نجانے کرنل فریدی نے کیوں تم پر ہاتھ نہیں ڈالا ۔ لیکن وہ عمران کسی کے ساتھ رعایت کرنے کا قائل نہیں ہے اس لئے تم فوری طور پر واپس آ جاؤ ۔ تمہاری رپورٹ کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ کون سی ٹیم وہاں بھیجی جائے"...... چیف نے کہا۔

" جیسے آپ کا حکم چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور رکھ دیا اور سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھ دیا اور پھر اس نے میز کی اوپر والی دراز سے ایک ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے ۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم سی گئیں ۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ڈائری کے صفحے کو دیکھتے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" راڈش کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

"راڈش سے بات کراؤ میں جیکسن بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو راڈش بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیکسن بول رہا ہوں راڈش"...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تارکیہ میں کوئی ایسی لیبارٹری قائم کی جا رہی ہے جہاں کوئی ایسی ایڈوانس مشینری تیار کی جائے گی جس سے تمام مسلم ممالک کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جائے گا لیکن باوجود انتہائی کوششوں کے ہم اس لیبارٹری کا سراغ نہیں لگا سکے جبکہ ہماری ایک ایجنٹ شاہدہ نے اس سلسلے میں ایک اور لائن پر کام کیا ہے اور وہ لائن ہے سپلائی کی۔ اس نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق پاکیشیا سے کوئی خفیہ سپلائی جسے بلیو سپلائی کہا جاتا ہے گریٹ لینڈ بھجوائی جاتی ہے جہاں سے وہ تارکیہ پہنچ جاتی ہے اور تارکیہ سے اسے ایک ٹاپو پر لانچ کے ذریعے بھجوایا جاتا ہے جہاں سے کوئی خفیہ آبدوز اسے وصول کرتی ہے۔ اس کے بعد یہ کہاں جاتی ہے اس کا کسی کو علم نہیں ہو سکا۔ مجھے معلوم ہے کہ تارکیہ میں

تمہارا مخبری کا وسیع نیٹ ورک موجود ہے۔ کیا تم اس آبدوز کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو"...... جیکسن نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن معاوضہ میری مرضی کا ہو گا"۔ راڈش نے کہا۔

"کتنا معاوضہ لو گے"...... جیکسن نے پوچھا۔

"ایک لاکھ ڈالر"...... راڈش نے کہا۔

"ٹھیک ہے مل جائے گا۔ لیکن معلومات حتمی اور مفصل ہونی چاہئیں کہ آبدوز سپلائی لے کر کہاں جاتی ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"راڈش کبھی ادھوری یا غیر حتمی معلومات مہیا نہیں کرتا۔ یہ میرا ریکارڈ ہے"...... راڈش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ کب تک اطلاع دے سکو گے"...... جیکسن نے کہا۔

"جیسے ہی معلومات ملیں گی میں اطلاع کر دوں گا۔ البتہ معاوضہ تم آج ہی میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دو اور اس کے ساتھ ہی اس نے بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیلات بتا دیں۔

"پہنچ جائے گا معاوضہ۔ تم کام کرو"...... جیکسن نے کہا۔

"جیسے ہی معاوضہ پہنچے گا میرا نیٹ ورک حرکت میں آ جائے گا۔ بے فکر رہو"...... راڈش نے کہا۔

"اوکے"...... جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ سلیمان ابھی تک گاؤں میں ہی تھا۔ اس کی بڑی بہن کی طبیعت پہلے سے خاصی بہتر تھی۔ عمران سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی اور اس کے عملے کے ساتھ ایمبولینس ہیلی کاپٹر میں سلیمان کے گاؤں پہنچا تھا۔ سلیمان کی بہن کی نازک اور مخدوش حالت کے پیش نظر ڈاکٹر صدیقی نے گاؤں کے چھوٹے سے ہسپتال میں ہی اس کا آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ ڈاکٹر صدیقی پہلے سے تیار ہو کر گیا تھا اس لئے وہ آپریشن کا تمام سامان بھی ساتھ لے گیا تھا اور پھر اس نے ہسپتال میں اس کا آپریشن کیا جو کامیاب رہا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صدیقی تو اپنے عملے کے ساتھ واپس چلا گیا البتہ عمران وہیں رہ گیا تھا اور دوسرے روز جب سلیمان کی بہن کی طبیعت خاصی حد تک سنبھل گئی تو عمران نے رانا ہاؤس کال کر کے جوزف کو کار سمیت وہاں طلب کر لیا۔ جوزف چونکہ پہلے

بھی کئی بار یہاں آ چکا تھا اس لئے وہ کار لے کر پہنچ گیا اور پھر اسی کار میں عمران کی واپسی ہوئی۔ جوزف عمران کو فلیٹ پر ڈراپ کر کے کار واپس لے گیا تھا۔ عمران نے صبح ناشتہ خود ہی تیار کیا تھا اور اس وقت بھی ایک فلاسک میں چائے تیار کر کے اس نے میز پر رکھی ہوئی تھی اور اب وہ ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کیونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اور سلیمان نے چونکہ ابھی چار پانچ روز گاؤں میں ہی رہنا تھا اس لئے عمران مطالعہ کے ساتھ ساتھ سوچ رہا تھا کہ وہ بھی ان دنوں رانا ہاؤس میں شفٹ ہو جائے کیونکہ ایک بار ہی ناشتہ بناتے ہوئے اسے سبق مل گیا تھا کہ یہ انتہائی مشکل کام ہے۔ ابھی وہ بیٹھا یہی سب کچھ سوچ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) باورچی خود بول رہا ہوں"...... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"یہ باورچی خود کا کیا مطلب ہوا"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ پیر و مرشد۔ چونکہ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور میں نے یہ سمجھا کہ باورچی کا کام انتہائی آسان ہوتا ہے اس لئے میں نے ناشتہ خود تیار کرنے کی کوشش کی جو ویسے تو یکسر ناکام ہو گئی لیکن چونکہ اب باورچی میں خود تھا اس لئے مجبوراً مجھے یہی

ناشتہ زہر مار کرنا پڑا"...... عمران نے کتاب کو بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا سلیمان کو۔ کوئی خاص بات۔ وہ تو بہت کم چھٹی کرتا ہے"...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ اس کا کوئی فون نمبر ہو تو مجھے بتاؤ میں بھی اس کی بہن کی خیریت پوچھ لوں گا"...... کرنل فریدی نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"فون نمبر نہیں ہے۔ بہرحال آپ کی طرف سے میں پوچھ لوں گا آپ فرمائیں آپ نے آج اتنے طویل عرصے بعد اپنے مرید خاص کو کیسے یاد کیا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں فون تو تمہاری اماں بی کو کرنا چاہتا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ پہلے تم سے بات کر لوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ کیا پیر و مرشد کی شان میں مجھ سے کوئی گستاخی ہو گئی ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ایک خوبصورت خاتون پاکیشیا پہنچ چکی ہے اور اس کا نام شاہدہ ہے۔ وہ ایکریمیا کے ایک ادارے میں کام کرتی ہے جو لیبارٹریز کو سائنسی سامان سپلائی کرتا ہے اور ان محترمہ نے یکلخت ایسے اداروں کے افسران سے ملاقاتیں شروع کر دی ہیں جو سائنسی سامان سپلائی

کرتے ہیں۔ وہ ایکریمیا سے گریٹ لینڈ گئی۔ وہاں سے ڈماک پہنچی اور اب ڈماک سے پاکیشیا پہنچ گئی ہے اور چونکہ تم سائنس دان بھی ہو اس لئے لامحالہ تمہاری جوڑی اس کے ساتھ ٹھیک رہے گی"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"جوڑے تو سنا ہے آسمان پر بنائے جاتے ہیں اور ضروری نہیں کہ پیشے اور تعلیم کے مطابق بنائے جائیں۔ البتہ ان صاحبہ سے ملاقات میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر آپ جو اس کے بارے میں اس قدر تشویش میں مبتلا ہیں تو یقیناً اس محترمہ میں پیر و مرشد کی حور بننے کی خصوصی صلاحیت موجود ہو گی"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تو تم باقاعدہ حور پانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ پھر تو لازماً اماں بی سے بات کرنا ہو گی"...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ آپ کیوں اپنے مرید خاص کو اس دنیا سے جبراً رخصت کرانا چاہتے ہیں۔ آج تک قبلہ ڈیڈی کی جرأت نہیں ہو سکی کہ وہ حور کے لفظ کے قریب ہی جا سکیں"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تو پھر اس شاہدہ سے ملاقات کرو۔ وہ دارالحکومت کے گرانڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ پہلی منزل پر رہائش پذیر ہے اور کل ہی وہ یہاں پہنچی ہے اور معلوم کرو کہ وہ کیوں یہ ملاقاتیں کر رہی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"بقول آپ کے وہ دماک میں بھی رہی ہے اس لئے آپ نے اس سے کافی معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ کیا ان سے گزارہ نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں اگر معلوم نہیں ہے تو میں بتا دیتا ہوں کہ مسلم ممالک کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے تارکیہ کے ایک سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کے بنائے ہوئے ایک خصوصی آلے جسے زیرو بلاسٹر کا نام دیا گیا ہے کی خفیہ لیبارٹری تارکیہ میں تیار کی جا رہی ہے۔ اس آلے کی خاصیت ہے کہ یہ دشمنوں کے حملے کو نہ صرف زیرو کر دیتا ہے بلکہ اسے بلاسٹ بھی کر دیتا ہے۔ معاہدے کے مطابق اس لیبارٹری میں کافی تعداد میں یہ آلے تیار کئے جائیں گے اور پھر ہر ملک کی ضرورت کے مطابق یہ آلے خفیہ طور پر اسے دے دیئے جائیں گے۔ اس لیبارٹری کو ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ یہ لڑکی شاہدہ ایکریمیا کی کسی ایجنسی سے متعلق ہے اور اس ایجنسی کو یقیناً اس لیبارٹری کے بارے میں سن گن مل گئی ہو گی اور یہ لڑکی اس سلسلے میں کام کر رہی ہے۔ اب تک جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق شاہدہ کو ابھی تک کوئی کلیو نہیں مل سکا اور اب وہ اچانک دماک سے پاکیشیا چلی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے کوئی ایسا کلیو ملا ہے جس کے سلسلے میں وہ پاکیشیا گئی ہے اور تم آسانی سے اس کلیو کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو"...... کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے

کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کی تہہ سی چڑھتی چلی گئی۔

"اس لیبارٹری کی حفاظت کس کے ذمے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اسلامی سیکورٹی کونسل کے ذمے ہے۔ لیکن کونسل نے اپنا ایک خصوصی گروپ وہاں بھجوایا ہوا ہے۔ لیکن مجھے بھی یہ معلوم نہیں کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے اور معاہدے کے مطابق جب تک معاملات فائنل نہ ہو جائیں کسی کو بھی اس بارے میں بتایا نہیں جا سکتا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری تارکیہ میں ہے اور بس"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں میں معلومات حاصل کر کے آپ کو اطلاع دے دوں گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اب فوری طور پر اس شاہدہ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا لیکن پھر وہ دوبارہ بیٹھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل گرانڈ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گرانڈ ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر بارہ میں مس شاہدہ مقیم ہیں ان سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"وہ دو گھنٹے پہلے کمرہ خالی کر کے جا چکی ہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ فرمایئے"...... اس بار بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا۔

"ایک خاتون جو ایکریمیا کی رہنے والی ہے اور جس کا نام شاہدہ ہے گرانڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ میں رہائش پذیر تھی۔ اسے میں نے

فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ وہ دو گھنٹے پہلے کمرہ چھوڑ کر جا چکی ہے وہ یقیناً کسی اور ہوٹل یا کسی رہائش گاہ میں شفٹ ہوئی ہو گی۔ تم ٹیم کی ڈیوٹی لگاؤ کہ اسے ٹریس کرے۔ ہوٹل میں اس کے کاغذات کی نقول موجود ہوں گی۔ وہاں سے اس کا حلیہ بھی معلوم ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ صاحبہ ہیں کون"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے کرنل فریدی کی کال کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں کراتا ہوں اس کا پتہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"صرف دو نقطوں نے تمہیں بی اے کہلانے سے روک رکھا ہے ورنہ تم فخر سے اپنے آپ کو بی اے کہہ سکتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ ویسے میں نے بی اے کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ پھر فخر سے کہا کرو گریجوایٹ آف سیکرٹری خارجہ"۔ عمران نے کہا تو پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بارگاہ سلطانی میں سلام پیش کرتا ہے کہ قبول افتد زہے عز و شرف"...... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے"۔ سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے پتہ چلا ہے کہ تمام مسلم ممالک نے کوئی خفیہ معاہدہ کیا ہے اور تارکیہ میں زیرو بلاسٹ کی لیبارٹری قائم کی جائے۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... عمران نے ان کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ بعض اوقات سر سلطان ذہنی طور پر ایسے کام میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ مذاق برداشت ہی نہیں کر سکتے اس لئے مجبوراً عمران کو بھی سنجیدہ ہونا پڑتا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا ہے"...... سر سلطان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"کرنل فریدی میرے پیر و مرشد بھی ہیں اور نیک آدمی بھی ہیں اس لئے یقیناً انہوں نے خواب میں اس معاہدے کو ہوتے دیکھا ہو گا اور نیک لوگوں کو سچے خواب آتے ہیں"...... عمران آخر کار پٹڑی سے اتر گیا۔ ظاہر ہے وہ کب تک سنجیدہ رہ سکتا تھا۔

"کرنل فریدی کا خواب غلط ہے۔ ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہوا اور اب مجھے ڈسٹرب نہ کرنا"...... سر سلطان نے انتہائی خشک لہجے میں

کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے یقین تھا کہ کرنل فریدی بغیر چھان بین کئے بات نہیں کرتا اس لئے لازماً اس نے پہلے چھان بین کی ہو گی پھر یہ اطلاع دی ہو گی اور یہ بھی اسے معلوم تھا کہ سر سلطان جھوٹ بولنے کے عادی نہیں ہیں اس لئے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر داور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے گو اپنی ڈگریاں بھی دوہرائی تھیں لیکن اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے جو تم سنجیدہ ہو"۔ دوسری طرف سے سر داور کی آواز سنائی دی۔

"دو نیک آدمیوں میں پھنس گیا ہو۔ جیسے بے چارہ مینڈک دو سانڈوں کی لڑائی میں پھنس جاتا ہے اور آخر کار کچلا جاتا ہے اور مجھے بھی لگتا ہے کہ ان دو نیک آدمیوں کے درمیان میرا ایمان کچلا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ سر داور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تک مجھے بھی سمجھ نہیں آئی اس لئے تو آپ کو فون کیا ہے کہ شاید آپ کو سمجھ آ جائے۔ لیکن آپ نے بھی دو سر ہونے کے باوجود جواب دے دیا ہے تو میں بے چارہ ایک سر والا جس میں ویسے بھی بقول تنویر کے بھس بھرا ہوا ہے کیا سمجھ سکے گا"...... عمران نے آہستہ آہستہ اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا انداز نکالا ہے تم نے مذاق کرنے کا"...... سرداور نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"انداز ہی تو نہیں نکل رہا"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ہوا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ گے بھی سہی یا نہیں"...... سرداور نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایک میرا جاسوسی میں پیر و مرشد ہے۔ نیک آدمی ہے۔ اس کا نام کرنل فریدی ہے اور دوسرے نیک آدمی ہیں سر سلطان سیکرٹری وزارت خارجہ۔ مجھے کرنل فریدی نے بتایا ہے کہ تمام مسلم ممالک کے درمیان کوئی خفیہ معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت ایک سائنسی آلہ جسے تارکیہ کے ڈاکٹر عبداللہ نے ایجاد کیا ہے اور جس کا نام زیرو بلاسٹر ہے کو تارکیہ میں کسی خفیہ لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا ہے اور تمام مسلم ممالک اسے اپنے اپنے ملک کے دفاع کے لئے حاصل کریں گے۔ اس سلسلے میں ایک غیر ملکی تنظیم یا ایجنسی یہاں پاکیشیا بھی پہنچ چکی ہے جبکہ سر سلطان کا کہنا ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ ہی نہیں

ہوا۔ اب آپ بتائیں کہ ان دونوں میں کون سچا ہے جبکہ میرے نزدیک تو دونوں ہی سچے ہیں"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ دونوں ہی سچے ہیں"...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ سر سلطان کو اس معاہدے کے بارے میں سرے سے علم ہی نہیں ہے۔ یہ معاہدہ مسلم ممالک کے سائنس دانوں نے مل کر کیا ہے اور ہر ملک کے صرف صدر یا سینئر سائنس دان نے اس پر دستخط کئے ہیں اور اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے اس لئے کرنل فریدی نے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی سچ ہے اور سر سلطان نے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی سچ ہے۔ اس معاہدے پر صدر صاحب کے ساتھ میرے دستخط ہیں اور پاکیشیا کی طرف سے یہ معاہدہ میں نے کیا ہے"۔ سرداور نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"لیکن قانون کے مطابق اس معاہدے کے بارے میں آپ کو چیف کو آگاہ کرنا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن چونکہ اسے ہر صورت میں خفیہ رکھنا مقصود تھا اور تمہارے چیف کا رابطہ صرف سر سلطان سے ہے اور فائل سر سلطان

کے ذریعے بھجوانے کا مطلب تھا کہ اس کا علم انہیں بھی ہو جاتا اور اس طرح یہ ٹاپ سیکرٹ نہ رہتا اور تمہارے چیف کو بھجوانے کا اور کوئی ذریعہ ہی نہ تھا"...... سرداور نے کہا۔

"آپ مجھے بھجوا دیتے فائل"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری کوئی سرکاری حیثیت تو ہے نہیں ۔ پھر"...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"واقعی ۔ بات تو آپ کی ٹھیک ہے ۔ چلو بہرحال یہ بات تو طے ہو گئی کہ ایسا معاہدہ ہے ۔ لیکن جو تنظیم یا ایجنسی یہاں کام کر رہی ہے وہ کیا چاہتی ہے ۔ کیا وہ معاہدے کی فائل حاصل کرنا چاہتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو تم اس سے معلوم کرو کہ وہ کیوں یہاں آئی ہے ۔ جہاں تک معاہدے کی کاپی کا تعلق ہے تو وہ میری ذاتی تحویل میں ہے"...... سرداور نے کہا۔

"ویسے اگر انہیں صرف کاپی چاہئے ہوتی تو یہ کام وہ پاکیشیا کی بجائے کسی دوسرے مسلم ملک سے آسانی سے حاصل کر سکتے تھے ۔ پاکیشیا کا رخ تو وہ اس وقت کرتے ہیں جب اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کیونکہ پوری دنیا کے ایجنٹ اور مجرم پاکیشیا کو خطرناک قرار دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

"کیا اس لیبارٹری کا کوئی براہ راست لنک پاکیشیا سے بھی

ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں ۔ کوئی براہ راست لنک نہیں ہے اور نہ ہمارا کوئی رابطہ ہے ۔ البتہ اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عبداللہ کو اگر کوئی مشینری یا آلات چاہئے ہوں تو وہ مجھے براہ راست کال کر کے بتا دیتے ہیں اور میں ڈیمانڈ کے مطابق وہ سپلائی پاکیشیا کے فارن آفس کے ذریعے دماک کے ایک ادارے کو بھجوا دیتا ہوں ۔ اسے کوڈ میں بلیو سپلائی کہا جاتا ہے ۔ اس کے بعد وہ کہاں جاتی ہے اس کا مجھے بھی علم نہیں ہے اور معاہدے کے مطابق یہ کام اس لئے کیا گیا تھا کہ ڈاکٹر عبداللہ کو پاکیشیا پر مکمل اعتماد ہے"...... سرداور نے کہا۔

"اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے ویسے اس آلہ کی تیاری میں ابھی کتنا وقت رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ابھی تو لیبارٹری فائنل ہو رہی ہے ۔ آلہ کی تیاری کا نمبر تو بعد میں آئے گا"...... سرداور نے کہا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ اس بار جب آپ سپلائی بھجوانے لگیں تو مجھے پہلے کال کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ ویسے ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا ہے"...... سرداور نے کہا تو عمران نے اوکے اور اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہی چلی گئی

عمران نے کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں ۔ کیا اب مذاق کرنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں اور پھر تم اتنی لمبی بات فون پر کس سے کر رہے تھے ۔ گھنٹہ ہو گیا ہے ٹرائی کرتے ہوئے ۔ تمہارا فون ہی انگیج جا رہا تھا"۔ سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" دو نیکوں کے درمیان میرا ایمان ڈگمگا رہا تھا ۔ اسے بچانے کی تدبیر میں مصروف تھا ۔ اب خدا خدا کر کے ایمان سنبھلا ہے تو آپ کی کال آ گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ۔ کیا تمہارا ذہنی توازن خراب ہو گیا ہے جو ایسی اول فول باتیں کرنا شروع کر دی ہیں"...... سر سلطان نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر سلطان ۔ آپ بھی نیک آدمی ہیں اور کرنل فریدی بھی ۔ دونوں کے ایک معاہدے کے بارے میں متضاد بیانات سامنے آئے ہیں ۔ کرنل فریدی نے کہا کہ معاہدہ ہوا ہے جبکہ آپ نے کہا نہیں ہوا ۔ اب آپ بتائیں میں کیا کرتا ۔ چنانچہ میں نے سرداور کو فون کیا تو انہوں نے دونوں کو سچا کہہ دیا اور ساتھ ہی وضاحت کر دی کہ معاہدہ ہوا ہے لیکن سر سلطان کو اس کا علم نہیں ہے کیونکہ اس کا علم صرف صدر صاحب کو سرداور کو ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ لیکن کرنل فریدی کو کیسے اس بارے ہو گیا"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس معاہدے کے خلاف ایک غیر ملکی تنظیم کام کر رہی ہے اور اس کے نمائندے پاکیشیا پہنچ چکے ہیں اسی لئے تو کرنل فریدی نے مجھے کال کر کے ان کے بارے میں بتایا ہے"...... عمران نے کہا۔

" حیرت ہے کہ جس معاہدے کو اس قدر ٹاپ سیکرٹ رکھا جاتا ہے اس کا علم مجرم تنظیموں کو کیسے ہو جاتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

" جن کا کاروبار ہی یہی ہو وہ ایسی معلومات بہرحال حاصل کر لیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ اللہ حافظ"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا تو عمران نے بھی رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

" بے چارہ فون زدہ علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بولنے پر مجبور ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایکسٹو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ طاہر نے اس لئے اپنی شناخت ظاہر نہیں کی کہ کہیں عمران کے پاس کوئی ممبر موجود نہ ہو۔

" اوہ ۔ کیا رپورٹ ہے طاہر"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ مس شاہدہ گرانڈ ہوٹل چھوڑ کر سیدھی ایئرپورٹ گئی اور پھر چارٹرڈ طیارے سے وہ ایکریمیا چلی گئی

ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"واپس چلی گئی ہے۔ کیوں۔ کیا اس کا کام مکمل ہو گیا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے عمران صاحب۔ بہرحال یہ حتمی اطلاع ہے۔ صفدر نے ہوٹل سے اس کے کاغذات چیک کئے اور پھر وہیں سے اسے معلومات مل گئیں کہ ہوٹل کی کار میں وہ ایئرپورٹ گئی ہے تو وہ ایئرپورٹ گیا اور وہاں سے اسے یہ بات معلوم ہوئی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے کاغذات کی نقول تمہارے پاس پہنچ گئی ہیں یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے منگوا لی ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ اب تو معلوم کرنا ہو گا کہ اتنی جلدی مکمل ہو جانے والا مشن کیا ہو گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

جیکسن ناراک میں اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیکسن نے کہا۔

"چیف۔ ایگر بول رہا ہوں۔ مس شاہدہ کے بارے میں پاکیشیا سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیکسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون کر رہا ہے اور کس سے"۔ جیکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ معلومات فروخت کرنے والی بین الاقوامی ایجنسی ٹیلی سٹار جس کا ہیڈ آفس ناراک میں ہے کو پاکیشیا سے اس کے لائف ممبر پرنس آف ڈھمپ نے کال کر کے مس شاہدہ کے بارے میں تفصیلات بتا کر پوچھا کہ اس کا تعلق کس ایجنسی یا تنظیم سے ہے اور

اس کے کوائف کیا ہیں ۔ لیکن چونکہ آپ نے تمام ایجنسیوں کو بھاری رقومات دے کر ٹاگور کے بارے میں معلومات مہیا کرنے سے روکا ہوا ہے اس لئے اسے بھی یہی کہا گیا کہ اس کوائف کی خاتون کے بارے میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے لیکن اس کا انچارج اوگر میرا دوست ہے ۔ اس نے مجھے فون کر کے نہ صرف یہ بات بتا دی بلکہ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ پرنس آف ڈھمپ کوڈ نام ہے ۔ یہ نام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران کا ہے اور اسی نے بتایا ہے کہ دنیا میں دو آدمیوں کو سب سے زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے ۔ ایک دماک میں اسلامی سیکورٹی کونسل کے تحت کام کرنے والا کرنل فریدی اور دوسرا پرنس آف ڈھمپ علی عمران "...... دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

" اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ شاہدہ دماک گئی تھی اور وہاں سے پاکیشیا گئی تھی ۔ یقیناً کرنل فریدی نے اسے مارک کیا اور پھر اس نے عمران کو اس کے بارے میں بتایا ہو گا ۔ یہ تو شاہدہ نے مجھے پاکیشیا سے فون کر دیا اور میں نے اسے فوری واپس آنے کا کہہ دیا ورنہ وہ لازماً اسے وہیں پاکیشیا میں ہی ٹریس کر لیتے "...... جیکسن نے کہا۔

" یہ علی عمران آسانی سے باز نہیں آئے گا ۔ چیف اگر یہ ایک بار مس شاہدہ تک پہنچ گیا تو پھر وہ لازماً ٹاگور تک بھی پہنچ جائے گا " ۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تو پھر کیا کیا جائے "...... جیکسن نے کہا۔

" مس شاہدہ کو فوری طور پر انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے چیف ۔ اس طرح ہم اطمینان سے اپنی کارروائی کرتے رہیں گے "...... ایگر نے کہا۔

" ہونہہ ۔ تمہاری بات درست ہے ورنہ یہ لوگ ہمیں کام نہیں کرنے دیں گے "...... جیکسن نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" شاہدہ بول رہی ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی شاہدہ کی آواز سنائی دی۔

" جیکسن فرام ہیڈ آفس "...... جیکسن نے کہا۔

" یس چیف ۔ حکم "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" تم اپنے آفس پہنچ چکی ہو "...... جیکسن نے کہا۔

" یس چیف ۔ میں نے آج صبح ہی آفس جائن کیا ہے " ۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم ایک ماہ کی رخصت لے کر فوری طور پر جزیرہ ہوائی چلی جاؤ تمہارے تمام اخراجات ٹاگور ادا کرے گا ۔ وہاں تم نے ایکریمین میک اپ اور ایکریمین نام اور کاغذات پر اس وقت تک رہنا ہے جب تک تمہیں دوسرے احکامات نہ دیئے جائیں " ۔ جیکسن نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ چیف کیا ہوا ہے ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی

ہے"...... شاہدہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جیکسن نے اسے ایگر کی رپورٹ کی تفصیل بتا دی۔

"لیکن چیف ۔ اس طرح اصل مشن تو رہ جائے گا"...... شاہدہ نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ صرف تم ہی یہ کام کر سکتی ہو"۔ جیکسن نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ چیف ۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا"...... شاہدہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں چاہتا تو تمہیں گولی مار دینے کا بھی حکم دے سکتا تھا ۔ لیکن تمہاری خدمات کے پیش نظر میں نے تمہیں یہ آفر کی ہے"۔ جیکسن نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے چیف ۔ میں ہمیشہ آپ کی ممنون رہوں گی"...... شاہدہ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے حکم پر فوری عمل کرو"...... جیکسن نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ اس کا چہرہ ابھی تک غصے سے تمتما رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ جیکسن بول رہا ہوں"...... جیکسن نے سرد لہجے میں کہا۔

"راڈش بول رہا ہوں تارکیہ سے"...... دوسری طرف سے راڈش کی آواز سنائی دی تو جیکسن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تم ۔ معاوضہ تو مل گیا ہو گا تمہیں"...... جیکسن نے کہا۔

"ہاں اور میں نے مطلوبہ معلومات بھی حاصل کر لی ہیں ۔ جو آبدوز ٹاپو سے مال وصول کرنے آتی ہے اس آبدوز کا تعلق تارکیہ کی نیوی سے ہے ۔ اس کا کیپٹن بشیر رحمی نامی آدمی ہے ۔ یہ ٹاپ آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں رہتا ہے اور تارکیہ نیوی کا انتہائی بااعتماد سب میرین کیپٹن ہے ۔ میرے آدمیوں نے اس سے بات کی اور پھر اسے بھاری معاوضے پر اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ ہمیں بتائے گا کہ وہ مال کو کہاں پہنچاتا ہے تو اس نے بتایا ہے کہ سپلائی وہ آبدوز کے ذریعے بحیرہ روم کو کراس کر کے مسلم ملک لائبیریا کے ایک ویران ساحل جسے غازی ساحل کہا جاتا ہے پہنچاتا ہے ۔ وہاں ایک ویگن موجود ہوتی ہے اور دو آدمی بھی جو اسے سرخ رنگ کا کارڈ دیتے ہیں جس پر سورج نکلنے کا منظر ہوتا ہے ۔ یہ سپلائی کی رسید ہوتی ہے اور پھر وہ واپس آ جاتا ہے"...... راڈش نے کہا۔

"کیا کوئی دن مخصوص ہیں سپلائی کے لئے"...... جیکسن نے کہا۔

"ہاں ۔ بقول سب میرین کیپٹن کے سپلائی ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو لازماً پہنچائی جاتی ہے"...... راڈش نے کہا۔

"وہاں غازی ساحل پر کس وقت آبدوز پہنچتی ہے"...... جیکسن نے پوچھا۔

"رات پچھلے پہر تین بجے کا وقت ہوتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس ویگن کے بارے میں کوئی تفصیل ۔ اس کار جسٹریشن نمبر

یارنگ وغیرہ"...... جیکسن نے کہا۔

"میں نے اس سے پوچھا تھا لیکن اس نے کہا کہ اندھیرے کی وجہ سے وہ چیک نہیں کر سکتا"...... راڈش نے کہا۔

"اوکے ۔ بے حد شکریہ"...... جیکسن نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کرانس کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ناراک سے جیکسن بول رہا ہوں ۔ ٹیرم سے بات کراؤ"۔ جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ ٹیرم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیکسن بول رہا ہوں ناراک سے"...... جیکسن نے کہا۔

"اوہ آپ ۔ فرمائیے ۔ کیسے یاد کیا ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"لائبیریا میں ایک کام ہے ۔ کام تو معمولی سا ہے لیکن معاوضہ ڈبل دوں گا بشرطیکہ کام پوری ذمہ داری سے کیا جائے"...... جیکسن نے کہا۔

"آپ حکم فرمائیں ۔ آپ تو کرانس کارپوریشن کے بارے میں

جانتے ہیں ۔ ہم چھوٹے سے چھوٹا کام بھی انتہائی ذمہ داری سے کرتے ہیں"...... ٹیرم نے کہا۔

"لائبیریا کا ایک ویران ساحل ہے جسے غازی ساحل کہا جاتا ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"ہاں ہے ۔ غازی بندرگاہ سے شمال میں طویل ساحل ہے"۔ ٹیرم نے جواب دیا۔

"ہر مہینے کی پندرہ تاریخ کو پچھلی رات تین بجے ایک سٹیشن ویگن وہاں پہنچتی ہے اور پھر اسی وقت سمندر سے ایک آبدوز باہر آتی ہے اور اس میں سے سامان نکال کر اس ویگن پر لوڈ کرایا جاتا ہے اور یہ کام ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو ہی ہوتا ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"پھر ۔ ہمیں کیا کرنا ہوگا"...... ٹیرم نے کہا۔

"تم نے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ یہ ویگن اس سامان کی سپلائی لے کر کہاں جاتی ہے ۔ یہ سائنسی سامان کی سپلائی ہوتی ہے جو کسی خفیہ لیبارٹری تک پہنچائی جاتی ہے ۔ تم نے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کسی کو معمولی سا شک بھی نہ پڑے"...... جیکسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں معلوم کر لوں گا ۔ آج بارہ تاریخ ہے ۔ سولہ تاریخ کو آپ کو معلومات مہیا کر دی جائیں گی ۔ معاوضہ ایک لاکھ ڈالر ہوگا"...... ٹیرم نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ معاوضہ پہنچ جائے گا ۔ اپنے بینک اور اکاؤنٹ کی

تفصیل بتا دو"...... جیکسن نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی تو جیکسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری تارکیہ میں نہیں بلکہ لائیریا میں ہے"...... جیکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ریک سے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر منہ سے لگا لیا۔

کرنل فریدی اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" آرکینا سے راجر بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" اوہ تم ۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

" کرنل صاحب ۔ شاہدہ نے آرکینا میں اپنا آفس جائن کر لیا تھا لیکن ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس نے جنرل مینجر سے ایک ماہ کی رخصت لی ہے اور جزیرہ ہوائی چلی گئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کب گئی ہے اور کس حلیئے میں گئی ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ایکریمین میک اپ میں گئی ہے اور اس کا نام کاغذات کی رو سے مارسیلا ہے ۔ وہ جزیرہ ہوائی پہنچ بھی چکی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے اسے پہلے ٹریس کیوں نہیں کیا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"آپ کی کال آنے کے بعد میں نے اسے چیک کرایا تو پتہ چلا کہ وہ چھٹی لے کر چلی گئی ہے ۔ پھر بڑی مشکل سے اس کی رہائش گاہ ٹریس کرائی گئی اور وہاں موجود چوکیدار سے پتہ چلا کہ وہ جزیرہ ہوائی چھٹیاں گزارنے گئی ہے اور پھر اسی چوکیدار سے معلوم ہوا کہ وہ ایکریمین میک اپ میں گئی ہے اور اس کا حلیہ اور نام بھی اسی چوکیدار سے معلوم ہوا ہے ۔ پھر ایئرپورٹ سے معلومات حاصل کی گئیں تو یہ بات کنفرم ہو گئی کہ وہ واقعی اسی نام اور حلیئے سے جزیرہ ہوائی گئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چوکیدار نے ازخود یہ سب کچھ بتایا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں جناب ۔ اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہا ہے ۔ لہٰذا اس پر تشدد کر کے یہ سب کچھ معلوم کیا گیا ہے اور چوکیدار ہلاک ہو گیا ہے ۔ اس کی ہلاکت کا جواز بنانے کے لئے ہم نے اس رہائش گاہ میں باقاعدہ ڈکیتی کا ڈرامہ کیا ہے تاکہ پولیس بھی غلط سمت میں کارروائی کرے اور شاہدہ کو بھی یہی اطلاع ملے کہ

چوکیدار ڈکیتی کے دوران مزاحمت کرتا ہوا ہلاک ہوا ہے"...... راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حلیہ کیا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا تو دوسری طرف سے حلیہ بتا دیا گیا۔

"اوکے ۔ تھینک یو"...... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ڈائری نکال کر میز پر رکھی اور اسے کھول کر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے ۔ کافی دیر تک وہ صفحے پلٹتا رہا پھر اس نے ایک صفحے کو غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"مارجونا کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں دماک سے کرنل فریدی بول رہا ہوں ۔ مارجونا سے بات کراؤ"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو ۔ مارجونا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں دماک سے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ کرنل صاحب آپ۔ مجھے تو صرف یہی بتایا گیا تھا کہ دماک سے کال ہے۔ حکم فرمائیے"...... مارجونا نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایک عورت کا حلیہ نوٹ کرو"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شاہدہ کا ایکریمین میک اپ والا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"یس کرنل۔ حلیہ میں نے نوٹ کر لیا ہے"...... مارجونا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس حلیئے میں اس عورت کا نام مارسیلا ہے اور یہ ایکریمیا کی ریاست آرکینا سے جزیرہ ہوائی شفٹ ہوئی ہے۔ اسے ٹریس کراؤ اور پھر اس بے معلوم کرو کہ اس کا تعلق ایکریمیا کی کس تنظیم سے ہے اور اس تنظیم کے بارے میں اس سے جو معلومات بھی مل سکتی ہوں وہ معلوم کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے کرنل صاحب۔ کام ہو جائے گا"...... مارجونا نے کہا۔

"معاوضے کی فکر مت کرنا۔ معاوضہ تمہاری توقع سے کہیں زیادہ ملے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کرنل صاحب۔ میں آپ کو کہاں رپورٹ دوں اور ہاں یہ بھی بتا دیں کہ اس عورت کو زندہ رکھنا ہے یا نہیں"۔ مارجونا نے کہا۔

"مجھے معلومات چاہئیں مکمل اور حتمی۔ اس کا جو انجام ہوتا ہے اس کی مجھے پرواہ نہیں۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ عورت اصل میں ایشیائی ہے اور اس نے ایکریمین میک اپ کیا ہوا ہے۔ اس کا اصل نام شاہدہ ہے۔ یہ سب پہلے چیک کر لینا تاکہ کسی غلط عورت پر ہاتھ نہ ڈال بیٹھو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوکے"...... مارجونا نے کہا تو کرنل فریدی نے اپنا فون نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"مارجونا بول رہا ہوں کرنل صاحب۔ جزیرہ ہوائی سے"۔ دوسری طرف سے مارجونا کی آواز سنائی دی۔

"ارے اتنی جلدی معلومات حاصل کر لیں ہیں تم نے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"سوری کرنل صاحب۔ آپ کا کام نہیں ہو سکا۔ اس لئے کہ ہم سے پہلے مارسیلا کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جب ہم نے اس کی تلاش شروع کی تو ہمیں اطلاع ملی کہ اس حلیئے کی عورت کو رین بو کلب میں گولی مار دی گئی ہے اور لاش پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے تو ہم نے وہاں سے معلومات حاصل کیں تو واقعی وہاں مارسیلا کی لاش موجود تھی۔ پھر پولیس کو پتہ چلا کہ یہ میک اپ میں ہے تو پولیس نے اس کا میک اپ واش کیا۔ اصل چہرہ واقعی ایشیائی تھا۔ اب پولیس

اس کے قاتلوں کو تلاش کر رہی ہے"...... مارجونا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کے پاس سے کوئی ڈائری یا کوئی شناختی نشان وغیرہ ملا ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" میں نے اس پر بھی کام کیا ہے کرنل صاحب۔ پولیس نے اس کے پرس کی تلاشی لی ہے۔ پرس میں صرف اس کے مارسیلا والے کاغذات اور بھاری رقم ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ البتہ چونکہ وہ رین بو کلب میں ٹھہری ہوئی تھی اس لئے وہاں اس کے کمرے کی بھرپور تلاشی لی گئی لیکن سوائے لباسوں کے اور کچھ نہیں مل سکا"...... مارجونا نے کہا۔

" اوکے۔ معاوضہ تمہیں بہرحال مل جائے گا۔ گڈ بائی"۔ کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ اسے باقاعدہ ہلاک کرایا گیا ہے اور یقیناً یہ اس کی تنظیم کا کام ہو گا۔ انہیں اطلاع مل گئی ہو گی کہ آر کینا میں اس کی رہائش گاہ کا چوکیدار ہلاک کر دیا گیا ہے جس سے وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ مارسیلا کے بارے میں اطلاع ہم تک پہنچ چکی ہے اس لئے اسے فوری طور پر آف کر دیا گیا"...... کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

" کیا ہوا۔ آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ کوئی خلاف توقع کام ہو گیا ہے"...... کیپٹن حمید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ہر طرف سے ہمارا راستہ روکا جا رہا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا اور شاہدہ کی ہلاکت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" کیا اس شاہدہ کے علاوہ اور کوئی سراغ نہیں ہے ہمارے پاس"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" فی الحال تو کوئی نہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" تو پھر آپ نے اسے ڈھیل دے کر غلطی کی ہے۔ جب وہ یہاں موجود تھی اسے آسانی سے پکڑ کر سب کچھ معلوم کیا جا سکتا تھا"۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ لیکن اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ واقعات و حالات اس انداز میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اب مجھے اس تنظیم کا سراغ لگانے کے لئے آر کینا جانا ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" آر کینا۔ مگر کیوں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" وہاں اس کی مستقل رہائش گاہ تھی اور ایسی عورتیں لامحالہ کوئی نہ کوئی ڈائری یا یادداشت رکھتی ہیں۔ اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لینا ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" ٹھیک ہے تم چلے جاؤ۔ اس ادارے کا نام آرسٹینا انٹرپرائزز ہے جہاں یہ کام کرتی تھی۔ وہاں سے تمہیں اس کی رہائش گاہ کا پتہ چل جائے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ٹھیک ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا ۔ بلیک زیرو کچن میں چائے بنانے گیا ہوا تھا ۔ عمران نے بین الاقوامی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی سے شاہدہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے بتایا گیا کہ اس حلیئے اور نام کی کسی عورت کے کوائف ان کے پاس موجود نہیں ہیں اور اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کرنل فریدی سے بات کرے لیکن پھر وہ اس لئے رک گیا کہ وہ پہلے اس بات کا سراغ لگانا چاہتا تھا کہ شاہدہ پاکیشیا کیوں آئی تھی ۔ پاکیشیا کا اس لیبارٹری سے کیا لنک ہو سکتا ہے ۔ گو سرداور نے اسے بتایا تھا کہ ڈاکٹر عبداللہ کی ڈیمانڈ پر وہ سائنسی سپلائی ڈماک بھجواتے ہیں اور یہ سپلائی سفارت خانے کے ذریعے وہاں بھیجی جاتی ہے لیکن اسے معلوم تھا کہ آگے کوئی طویل چین ہو گی ۔ اس کے ذہن میں اس کی بجائے اور بہت سے خیالات

بیک وقت گردش کر رہے تھے ۔ اسے یہ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ اگر ایکریمیا کی کوئی سرکاری ایجنسی اس لیبارٹری کے خلاف کام کر رہی ہے تو پھر ایک مسلمان لڑکی شاہدہ کو وہ لوگ اس معاملے میں آگے نہیں کر سکتے تھے کیونکہ بہرحال اتنی بات وہ بھی سمجھتے تھے کہ لیبارٹری میں جو کام ہو رہا ہے وہ مسلمانوں اور مسلم ممالک کے مفاد میں ہو رہا ہے اس لئے ایک مسلمان لڑکی کیسے اس کے خلاف کام کر سکتی ہے ۔ یا پھر ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ شاہدہ کو کسی اور کام کے لئے آگے لایا گیا ہو کیونکہ اس نے ڈماک اور پاکیشیا میں کام کرنا تھا اس لئے کسی ایکریمین ایجنٹ کی بجائے اسے آگے لایا گیا تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے ۔ لیکن پھر شاہدہ فوری طور پر واپس کیوں چلی گئی ۔ وہ کس لئے آئی تھی اور کیوں چلی گئی ۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس گئی تھی یا نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں ایک اور خیال بھی آ رہا تھا کہ ایکریمین ایجنسی یا تنظیم اس لیبارٹری کے سلسلے میں کیا مقاصد رکھتی ہے ۔ کیا یہ اسے تباہ کرنا چاہتے ہیں یا وہاں سے کسی سائنس دان کو اغوا کرانا چاہتے ہیں ۔ یہ ساری باتیں اس کے ذہن میں گڈمڈ سی ہو رہی تھیں ۔

" کیا ہوا عمران صاحب ۔ آپ بڑی گہری سوچ میں غرق ہیں "...... اچانک بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا ۔ بلیک زیرو اس کے قریب کھڑا تھا اور اس نے عمران کے سامنے میز پر چائے کی پیالی رکھ دی تھی ۔

"بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں اور تمہیں معلوم ہے کہ بوڑھے اب صرف سوچ ہی سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا جبکہ بلیک زیرو مڑ کر اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"آپ کیسے بوڑھے ہو سکتے ہیں عمران صاحب۔ بوڑھے تو وہ ہوتے ہیں جو عمل سے ہٹ جاتے ہیں۔ آپ مجسم عمل ہیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارا فلسفہ درست مان لیا جائے تو پھر تمہیں تو سب سے بوڑھا ہونا چاہئے کیونکہ تم عمل سے مسلسل ہٹے ہوئے ہو"۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"میں کیسے بوڑھا ہو سکتا ہوں۔ میں تو آپ لوگوں کو عمل کی راہ پر چلاتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کاش کبھی تم نے حقیقی عمل پر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چلانے کا سوچا ہوتا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"حقیقی عمل۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہی جس کے بعد چیاؤں چیاؤں کی آوازیں گونجنے لگتی ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ تیار ہو جائیں تو یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"چیف۔ چوہان نے رپورٹ دی ہے کہ شاہدہ نے یہاں اپنے قیام کے دوران فارن آفس کے آفیسر وارث خان سے اس کی رہائش گاہ پر ملاقات کی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا اسے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"چوہان شاہدہ کی سرگرمیوں کی کھوج لگانے کی مسلسل کوشش کرتا رہا ہے اور پھر وہ ایک ٹیکسی ڈرائیور کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گیا جو ہوٹل گرانڈ میں ڈیوٹی دیتا تھا۔ لیکن پھر بیمار ہو جانے کی وجہ سے وہ ہوٹل نہ آ سکا۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے شاہدہ کو ہوٹل سے پک کر کے فارن آفیسرز کالونی کی ایک کوٹھی پر ڈراپ کیا اور پھر تقریباً تین گھنٹوں تک وہ وہیں رہی۔ تین گھنٹوں بعد شاہدہ کو واپس لے جا کر اس نے ہوٹل پہنچایا۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا ہے کہ اس کوٹھی کے باہر وارث خان کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی"...... جولیا نے کہا۔

" گڈ شو ۔ چوہان نے واقعی کام کیا ہے ۔ لیکن اب جبکہ شاہدہ واپس جا چکی ہے اب اس پر مزید کام کرنے کی ضرورت نہیں"۔ عمران نے کہا۔

" یس چیف "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

" یس ۔ انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" فارن آفس کے انچارج کا نمبر دیں "....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

" فارن آفس "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میں انسپکٹر انٹیلی جنس شاہد وحید بول رہا ہوں ۔ انچارج کون صاحب ہیں فارن آفس کے "....... عمران نے کہا۔

" وارث خان صاحب ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان سے بات ہو سکتی ہے "....... عمران نے کہا۔

" وہ ابھی اٹھ کر اپنی رہائش گاہ گئے ہیں ۔ آپ وہاں فون کر لیں"....... لڑکی نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

" تھینک یو "....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ وارث خان کیا کوئی خاص اہمیت رکھتا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ مجھے سرداور نے بتایا تھا کہ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عبداللہ کی ڈیمانڈ پر وہ سپلائی فارن آفس کے ذریعے دماک کے ایک ادارے کو بھجواتے ہیں اور اب یہ بات تم نے سن لی کہ وارث خان فارن آفس کا انچارج ہے اور اس شاہدہ نے اس وارث خان سے ملاقات کی ہے اور یہ ملاقات بھی کئی گھنٹوں تک جاری رہی"۔ عمران نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ شاہدہ اس سپلائی کے بارے میں معلوم کرنے آئی تھی"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" اس سپلائی کے بارے میں تو اسے یقیناً پہلے سے علم تھا اس لئے تو وہ پاکیشیا آکر وارث خان سے ملی ورنہ اسے کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ سپلائی فارن آفس کے ذریعے بھجوائی جاتی ہے"....... عمران نے کہا۔

" تو پھر وہ یہاں کیوں آئی تھی"....... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ سرداور کو ٹریس کرنا چاہتی ہو گی تاکہ ان کے ذریعے ڈاکٹر عبداللہ تک پہنچ سکے ۔ لیکن پھر اچانک اس کی واپسی ہو گئی"....... عمران نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ اسے وارث خان کی طرف سے کوئی ایسی اطلاع ملی ہو کہ اسے یقین آگیا ہو کہ اس کا کام نہیں ہو سکتا اس لئے اس نے واپس جانے کا سوچا ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ایسی صورت میں وہ چارٹرڈ طیارے سے واپس نہ جاتی بلکہ عام فلائٹ سے چلی جاتی ۔ چارٹرڈ طیارے سے اسی وقت سفر کیا جاتا ہے جب کوئی ایمرجنسی ہو اور ایمرجنسی یہی ہو سکتی ہے کہ اس کا کام ہو گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

" یہ فارن آفس سرسلطان کے تحت ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ یہ آفس دوسرے ممالک میں پاکیشیائی سفارت خانوں کو کنٹرول کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ نے کرنل فریدی صاحب کو تو بتا دیا ہو گا شاہدہ کی واپسی کے بارے میں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں اور وہ بھی اس کی اس طرح فوری واپسی پر حیران ہوئے تھے"...... عمران نے کہا۔

" کرنل صاحب کے پاس براہ راستہ اس لیبارٹری کی سیکورٹی ہے اس لئے انہوں نے یقیناً اس طرح شاہدہ کی واپسی کی وجہ جاننے کی کوشش کی ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ ہاں ۔ میں ان سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور

فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" اسلامک سیکورٹی کونسل "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں ۔ کرنل فریدی سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

" یس سر ۔ ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" فریدی بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) مرید خاص بارگاہ پیر و مرشد کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" سوری ۔ رانگ نمبر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کرنل فریدی کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" لوگ تو چاہتے ہیں کہ انہیں ایسا کہا جائے اور آپ برا مانتے ہیں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں اللہ تعالیٰ کا عاجز اور گنہگار بندہ ہوں اور ہر وقت اس سے استغفار کرتا رہتا ہوں جبکہ تم نے مجھے خواہ مخواہ پیر و مرشد بنا ڈالا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں کہ بلند رتبہ اپنے دست و بازو کے زور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ بخشنے والا اللہ تعالیٰ کسی کو نہ بخشے"۔ عمران نے کہا۔

"تم نے اپنے پاس دو دو رتبے رکھے ہوئے ہیں کیا یہ کافی نہیں ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"دو رتبے۔ وہ کیسے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ظاہری رتبہ جسے تم ڈگریوں سمیت ظاہر کرتے ہو اور دوسرا رتبہ جسے تم نے بوتل میں بند کر رکھا ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ کرنل فریدی نے اسے براہ راست چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کہنے کی بجائے خوبصورت اشارے سے کام لیا تھا کیونکہ محاورتاً بوتل میں جن کو بند رکھا جاتا ہے وہ جن جو سارے کام کر سکتا ہو۔

"ان دونوں رتبوں سے مرشد کا رتبہ پھر بھی بلند ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے تمہیں ایکسٹو کا مرید کہا جا سکتا ہے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ چیف جو مجھے چھوٹا سا چیک روپیٹ کر دے دیتا ہے اب میں اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں۔ پیروں کو تو دیا جاتا ہے ان سے لیا نہیں جاتا"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے خاموش ہونے والوں میں سے تھا اور اس بار کرنل فریدی بے اختیار

ہنس پڑا۔

"کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"وہ مس شاہدہ کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ یہاں سے تو وہ ایسی بھاگی ہے جیسے مجھ جیسے مرنجاں مرنج سے اسے کوئی بڑا خطرہ لاحق ہو گیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"شاہدہ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ ایسا صرف تمہاری وجہ سے ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"ہلاک کر دیا گیا ہے اور میری وجہ سے۔ کیا مطلب۔ میری تو اس سے ملاقات ہی نہیں ہوئی"...... عمران نے کہا۔

"وہ یقیناً سپلائی کا سراغ لگاتی ہوئی اپنے طور پر پاکیشیا گئی ہو گی اور اس نے جب پاکیشیا سے اپنے چیف کو رپورٹ دی تو بے چارہ چیف پاکیشیا کا نام سنتے ہی لرز اٹھا ہو گا کیونکہ تمہاری دہشت ہی اتنی ہے کہ پاکیشیا کا نام آتے ہی تمہاری خوفناک کارکردگی سب کے سامنے آجاتی ہے اس لئے اس نے یقیناً اسے فوری طور پر واپس طلب کر لیا۔ شاہدہ ایکریمیا کی ریاست آرکینا میں ایک ادارے میں کام کرتی تھی۔ وہ سیدھی وہاں گئی لیکن وہاں سے فوراً چھٹی لے کر ایکریمین میک اپ میں مارسیلا کے نام سے جزیرہ ہوائی بھجوا دی گئی

اور پھر جزیرہ ہوائی میں اسے ہلاک کر دیا گیا ۔ وہی تمہارے خوف کی وجہ سے "...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" مطلب ہے میری دہشت تو پاکیشیا تک محدود ہے لیکن پیر و مرشد کی دہشت ایکریمیا اور جزیرہ ہوائی تک پھیلی ہوئی ہے ۔ لیکن آپ نے یہ بات کیسے ٹریس کی کہ وہ سپلائی کا سراغ لگاتے ہوئے پاکیشیا آئی تھی"...... عمران نے کہا۔

" جس تنظیم سے وہ تعلق رکھتی تھی وہ تنظیم اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا چاہتی ہے تاکہ اس لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکے اور اس کے لئے انہوں نے سپلائی لائن کو چیک کیا اور مجھے معلوم ہے کہ خصوصی سپلائی پاکیشیا کے فارن آفس سے یہاں ڈماک کے ایک ادارے کو بھجوائی جاتی ہے اور یہ کام وہاں پاکیشیا میں فارن آفس کے انچارج وارث خان کے ذمے پاکیشیا کے صدر نے براہ راست لگایا ہوا ہے ۔ شاہدہ یقیناً وارث خان سے ملی ہو گی ۔ اس سے شاہدہ لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتی ہو گی"...... کرنل فریدی نے تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" آپ کا تجزیہ درست ہے ۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ وارث خان سے ملی تھی لیکن سپلائی سرداور بھجواتے ہیں اور وارث خان کے ذریعے وہ کسی صورت بھی سرداور تک نہ پہنچ سکتی تھی اور دوسری بات یہ کہ سرداور کا براہ راست کوئی تعلق لیبارٹری سے نہیں

ہے بلکہ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر عبداللہ انہیں فون کر کے ڈیمانڈ دیتے ہیں اور سرداور ان کی ڈیمانڈ کے مطابق پاکیشیا سے سپلائی ڈماک بھجوا دیتے ہیں اور بس"...... عمران نے کہا۔

" انہیں ڈاکٹر عبداللہ کا فون نمبر تو معلوم ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" نہیں ۔ پہلی بار جب اس بارے میں ان سے بات ہوئی تو مجھے پوچھنا یاد نہیں رہا ۔ لیکن پھر خیال آنے پر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہیں فون نمبر یا فریکوئنسی کا علم نہیں ہے ۔ ڈاکٹر عبداللہ جب چاہتے ہیں خود فون پر بات کر لیتے ہیں اس لئے انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ پھر تو شاہدہ وہاں کام بھی کرتی تب بھی کچھ معلوم نہ کر سکتی تھی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" آپ کو تو معلوم ہو گا اس بارے میں"...... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ معاہدے کے مطابق اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے ۔ میرا ایک گروپ ڈاکٹر عبداللہ کے پاس بھجوایا گیا تھا لیکن یہ وہاں مستقل رہتا ہے اور میرا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے اور یہ گروپ کرانس بھجوایا گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر عبداللہ اس وقت کرانس میں تھے ۔ اس کے بعد وہ کہاں گئے ہیں یہ معلوم نہیں ۔ البتہ اندازہ ہے کہ یہ لیبارٹری تارکیہ میں ہے کیونکہ ڈاکٹر عبداللہ کا تعلق بھی تارکیہ سے ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن اس قدر ٹاپ سیکرٹ ہونے کے باوجود اس تنظیم یا ایجنسی کو جس سے شاہدہ کا تعلق تھا کیسے اس کا علم ہو گیا"۔ عمران نے کہا۔

"کسی نہ کسی طرح ہو گیا ہو گا۔ لیکن انہیں بھی اس کے محل وقوع کا علم نہیں ہو سکتا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن کیا آپ کا گروپ اس لیبارٹری کی حفاظت کر سکے گا"۔ عمران نے کہا۔

"جو تم کہنا چاہتے ہو وہ میں سمجھتا ہوں۔ لیکن ڈاکٹر عبداللہ کسی صورت بھی اسے کسی پر اوپن نہیں کرنا چاہتے اس لئے مجبوری ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہم اس ایجنسی کا تو پتہ چلا سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اطمینان سے بیٹھے رہیں اور وہ کارروائی کر گزریں"...... عمران نے کہا۔

"اس سلسلے میں شاہدہ کو چیک کرنے کی میں نے کوشش کی تو اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اب میں نے کیپٹن حمید کو آرکینا بھجوایا ہے تاکہ وہاں شاہدہ کے ذاتی سامان سے شاید کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے اس ایجنسی کے بارے میں معلوم ہو سکے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"جب وہ دماک میں تھی تب تو اس سے آسانی سے معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس وقت میں نے اس لئے اسے ڈھیل دے دی کہ

وہ جس لائن پر چل رہی ہے اس بارے میں ہمیں اپنے طور پر معلوم ہو سکے ورنہ اگر اس پر ہاتھ ڈال دیا جاتا تو اس کی ایجنسی الرٹ ہو جاتی اور پھر تمام کلیو ختم کر دیئے جاتے"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس صرف شاہدہ کی ٹپ تھی جو آگے نہیں چل سکی۔ ویسے میں اپنے طور پر کوشش کروں گا کیونکہ اس لیبارٹری کا تحفظ تمام عالم اسلام کا فرض ہے"...... عمران نے کہا۔

"ضرور کوشش کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ میرے حق میں دعا کرتے رہیں۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ کرنل فریدی صاحب اس معاملہ میں بھرپور انداز میں دلچسپی نہیں لے رہے۔ شاید انہیں اپنے گروپ پر اعتماد ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ ویسے ہمیں اپنے طور پر اس سلسلہ میں کام کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن جب کوئی کلیو ہی نہیں تو پھر کیسے کام آگے بڑھایا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ عمرو عیار کی زنبیل مجھے دو۔ شاید اس میں سے کوئی ایسا حوالہ نکل آئے جس کے ذریعے کوئی پری قابو کی جا سکے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھول کر اس میں

سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کو دے دی ۔اس ڈائری میں عمران نے دنیا بھر کے لوگوں کے نام پتے اور فون نمبرز وغیرہ درج کئے ہوئے تھے اور وہ اسے عمرو عیار کی زنبیل کہا کرتا تھا ۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی ۔ کافی دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا پھر اچانک ایک صفحے پر جب اس کی نظریں پڑیں تو وہ چونک پڑا ۔اس نے اس صفحے کو چند لمحوں تک غور سے دیکھا اور پھر ڈائری الٹ کر میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیئے ۔

" انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

" ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور اس کے شہر ولنگٹن کا رابطہ نمبر دیں "...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

" ہارڈنگ کلب "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ لہجہ ایکریمین تھا ۔

" رابرٹ سے بات کرائیں ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں "...... عمران نے کہا ۔

" پاکیشیا سے ۔ اوہ اچھا ۔ ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا ۔

" ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں "...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد

ایک بھاری آواز سنائی دی ۔

" علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے "...... عمران نے کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ آپ ۔ آپ کی ڈگریاں سن کر مجھے یاد آگیا ہے ورنہ تو اتنا طویل وقت گزر گیا ہے کہ آپ کا نام ہی میرے ذہن میں نہ آرہا تھا ۔ فرمایئے ۔ کیسے یاد کیا ہے ۔ کوئی حکم "...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" تمہیں تو میرا نام تک یاد نہیں رہا لیکن مجھے یاد ہے کہ تم نے آٹھ سال پہلے ہونے والی ملاقات میں مجھے بتایا تھا کہ تم ولنگٹن آنے سے پہلے آرکینا میں طویل عرصے تک کلب بزنس کرتے رہے ہو "...... عمران نے کہا ۔

" آپ کی یادداشت واقعی حیرت انگیز ہے عمران صاحب ۔ آپ کی بات درست ہے ۔ آرکینا تو میری جائے پیدائش ہے اور میں پلا بڑھا بھی وہیں ہوں ۔ وہاں سے پھر ولنگٹن شفٹ ہو گیا "...... رابرٹ نے کہا ۔

" کیا اب بھی تمہارا رابطہ وہاں سے ہے ۔ میرا مطلب ہے وہاں کے لوگوں سے "...... عمران نے کہا ۔

" ہاں ۔ ظاہر ہے عمران صاحب میں وہاں اکثر آتا جاتا رہتا ہوں ۔ آپ کو آرکینا میں کیا کام پڑ گیا ہے "...... رابرٹ کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"وہاں سائنسی سامان اور مشینری سپلائی کرنے والا کوئی ادارہ ہے جس میں ایک ایشیائی خاتون ملازم تھی۔ اس کا نام شاہدہ تھا۔ وہ چھٹیاں گزارنے جزیرہ ہوائی گئی تو وہاں ہلاک ہو گئی۔ اس شاہدہ کا تعلق ایکریمیا کی کسی مجرم تنظیم یا سرکاری ایجنسی سے تھا۔ مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کا تعلق کس ایجنسی یا تنظیم سے تھا"۔ عمران نے کہا۔

"اس کا حلیہ کیا ہے عمران صاحب"...... رابرٹ نے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم اس سے واقف ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ آرکینا میں آرسٹینا انٹرپرائزز میں کام کرنے والی ایک ایشیائی عورت شاہدہ سے میں ہی نہیں آرکینا کے تمام کلب واقف ہیں اور اگر یہ وہی شاہدہ ہے جس کے بارے میں آپ پوچھ رہے ہیں تو پھر یہ تو یہاں میرے کلب میں بھی آتی جاتی رہی ہے"...... رابرٹ نے کہا تو عمران نے اسے شاہدہ کا حلیہ بتایا جو صفدر نے ہوٹل گرانڈ سے ملنے والے کاغذات سے معلوم کیا تھا۔

"بالکل وہی ہے عمران صاحب۔ اگر آپ معاوضہ دیں تو مزید معلومات بھی مل سکتی ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"بالکل دوں گا۔ بولو کتنا معاوضہ دوں اور کہاں بھجواؤں"۔ عمران نے پوچھا۔

"آپ صرف دس ہزار ڈالر بھجوا دیں"...... رابرٹ نے کہا اور ساتھ ہی اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام وغیرہ بھی بتا دیا۔

"او کے۔ معاوضہ پہنچ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایک شرط اور بھی ہے کہ میرا نام سامنے نہ آئے کیونکہ شاہدہ ایکریمیا کی انتہائی طاقتور ایجنسی کی ایجنٹ تھی"۔ رابرٹ نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ تمہارا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ شاہدہ کا تعلق ایکریمیا کی خفیہ ایجنسی ٹاگور سے تھا۔ اس ایجنسی کا چیف جیکسن ہے اور شاہدہ اس کی عورت تھی وہ ہر ماہ ایک ہفتہ یہاں جیکسن کے پاس گزارتی تھی اور جیکسن نے ہی اسے آرکینا میں اسی لئے ملازمت دلوائی ہوئی تھی کہ زیادہ ملاقاتیں شاید اس کی شخصیت پر اثرانداز ہو سکتی ہوں۔ بہرحال شاہدہ نے یہ بات مجھے خود بتائی تھی۔ وہ ایشیائی ہونے کے باوجود مغربی ورتوں سے بھی زیادہ آزاد خیال تھی۔ ویسے وہ بے حد ذہین اور تیز رار لڑکی تھی"...... رابرٹ نے کہا۔

"ٹاگور کا ہیڈ آفس کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کا علم مجھے نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کبھی معلوم کرنے کی شش کی ہے کیونکہ میں فطری طور پر ایجنٹوں سے الرجک رہتا ں۔ ویسے بقول شاہدہ یہ انتہائی طاقتور اور باوسائل ایجنسی ہے"۔

رابرٹ نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ بے فکر رہو تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا اور تمہیں رقم بھی پہنچ جائے گی"...... عمران نے کہا اور پھر گڈ بائی کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

" ٹاگور ۔ نیا نام ہے ۔ پہلے تو کبھی نہیں سنا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ ویسے ایکریمیا سپر پاور ہے ۔ وہاں نجانے کتنی ایجنسیاں ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

" تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" کیسا پروگرام "...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" ٹاگور اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے تباہ کرنا چاہتی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم اس ٹاگور کو ختم کر دیں یا اس لیبارٹری کی حفاظت کریں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیبارٹری کی مستقل حفاظت تو کرنل فریدی کے ذمے ہے ۔ البتہ اس ٹاگور کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اس سے کیا ہو گا ۔ ٹاگور کی بجائے کوئی اور ایجنسی یہ کام کرنا شروع کر دے گی ۔ ہم کس کس ایجنسی کو ختم کریں گے"۔ عمران نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے عمران صاحب ۔ پھر کیا ہونا چاہئے"۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری کے بارے میں ٹاگور کے چیف جیکسن کو کسی طرف سے اطلاع ملی اور چونکہ یہ لیبارٹری مسلم ممالک کے تحت بن رہی ہے اس لئے اس نے اس کے خلاف شاہدہ کو آگے بڑھایا تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے ۔ اگر اس جیکسن کو قابو کر لیا جائے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس لیبارٹری کے بارے میں کس کس کو معلوم ہے اور ذریعہ اطلاع کیا ہے ۔ پھر کچھ سوچا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" جیکسن تو ولنگٹن میں ہو گا کیونکہ شاہدہ جیکسن سے ملنے وہاں جاتی رہتی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں اور یہ کام جوانا آسانی سے کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو کیا آپ جوانا کو وہاں اکیلے بھیجنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں "...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام میں جا کر کر لوں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم جا سکتے ہو اگر تمہارے بارے میں کرنل فریدی کو اطلاع مل بھی گئی تو وہ تمہیں جانتا ہے لیکن ابھی نہیں ۔ پہلے کرنل فریدی سے بات ہو جائے کیونکہ اس کی ذمہ داری کرنل فریدی پر ہے اور وہ اسے اپنے کام میں مداخلت نہ سمجھے"...... عمران

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"تھینک یو عمران صاحب"....... بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

ٹاگور کا چیف اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ جیکسن بول رہا ہوں"....... جیکسن نے کہا۔

" ڈیفنس سیکرٹری سر جوہن سے بات کریں"....... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کراؤ بات"....... جیکسن نے کہا۔

" ہیلو "....... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ جیکسن بول رہا ہوں سر"....... جیکسن نے کہا۔

" زیرو بلاسٹر کے بارے میں آپ نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی"....... ڈیفنس سیکرٹری نے پوچھا۔

"جناب ابھی تک لیبارٹری ٹریس ہی نہیں ہو سکی۔ ہم لیبارٹری کو بھیجی جانے والی سپلائی لائن پر کام کر رہے ہیں لیکن یہ سپلائی لائن اس قدر پیچیدہ رکھی گئی ہے کہ ابھی تک ہم مسلسل آگے ہی بڑھ رہے ہیں۔ منزل تک نہیں پہنچ سکے"...... جیکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر آپ نے اسی انداز میں کام کیا تو آپ اس وقت لیبارٹری تک پہنچیں گے جب وہاں کام مکمل ہو چکا ہو گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے سخت اور ناگوار لہجے میں کہا۔

"سر۔ ابھی تو لیبارٹری ہی مکمل نہیں ہوئی۔ کام کا ہونا تو ابھی کافی وقت طلب ہے۔ ویسے آپ بے فکر رہیں۔ اب ہم اس کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں اور جیسے ہی لیبارٹری ٹریس ہوئی ہم اس پر ریڈ کر کے وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو بھی لے اڑیں گے اور ساتھ ہی لیبارٹری بھی تباہ کر دیں گے"...... جیکسن نے کہا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ کام کرو۔ ہمیں ڈاکٹر عبداللہ کی اشد ضرورت ہے۔ زیرو بلاسٹر جو ایکریمیا تیار کر رہا ہے اس کی رینج وسیع کرنے کا کام صرف ڈاکٹر عبداللہ ہی کر سکتا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ اس بارے میں روسیاہ یا کسی دوسری سپر پاور کو علم ہو سکے اور وہ اسے لے اڑیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ جلد ہی یہ کام مکمل ہو جائے گا"۔ جیکسن نے کہا۔

"یہ بات ایک بار پھر سن لیں کہ ڈاکٹر عبداللہ ہمیں زندہ اور صحیح سلامت چاہئے اور آپ نے اسے جزیرہ ڈاکر پہنچانا ہے اور جو لوگ بھی ڈاکٹر عبداللہ کو وہاں پہنچائیں ان کو بھی فوراً آف ہو جانا چاہئے تاکہ مسلم ممالک کی ایجنسیاں انہیں کسی صورت تلاش ہی نہ کر سکیں"۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ ہم اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی سمجھتے ہیں"...... جیکسن نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیکسن نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیکسن نے کہا۔

"لائبیریا سے ٹیرم کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کراؤ بات"...... جیکسن نے کہا۔

"ہیلو۔ ٹیرم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ٹیرم کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ جیکسن بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"جناب۔ لیبارٹری کا سراغ لگا لیا گیا ہے۔ یہ لیبارٹری لائبیریا کے شہر گیوب میں ہے اور گیوب کی انڈسٹریل اسٹیٹ میں اس کے اوپر

مشینی کھلونے بنانے والی فیکٹری ہے جبکہ نیچے اصل لیبارٹری ہے ۔ اس کھلونے بنانے والی فیکٹری کا نام گیوب ٹوائز ہے"...... ٹیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ شو ٹیرم ۔ کیسے معلوم ہوا ۔ تفصیل بتاؤ"...... جیکسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" غازی ساحل سے سپیشل سپلائی آبدوز سے اسٹیشن ویگن پر لوڈ کی گئی ۔ ہم نے بھاری قیمت دے کر سیٹلائٹ کے ذریعے نگرانی کا انتظام کر لیا تھا اس لئے اسٹیشن ویگن والوں کو اس کا علم نہ ہو سکا اور وہ بظاہر چیکنگ کے لئے ادھر ادھر گھومتے رہے ۔ لیکن پھر اس کا رخ گیوب شہر کی طرف ہو گیا ۔ گیوب شہر میں پہنچ کر وہ ایک ریستوران میں رک گئے اور پھر وہاں سے دو نئے آدمی باہر آئے اور اسٹیشن ویگن کو لے کر انڈسٹریل اسٹیٹ میں گیوب ٹوائز فیکٹری میں لے گئے ۔ پھر وہاں سے ویگن واپس آ کر اسی ریستوران کے باہر رک گئی اور وہ دونوں آدمی باہر سے ہی چلے گئے ۔ ہم نے انہیں مارک کروایا ۔ وہ وہیں قریب ہی ایک کوٹھی میں گئے تھے ۔ چنانچہ میرے آدمیوں نے ان میں سے ایک کو جب وہ شہر آیا اغوا کر لیا اور اس سے پوچھ گچھ کی گئی ۔ پہلے تو اس نے زبان نہ کھولی لیکن پھر جب اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا تو اس نے زبان کھول دی اور بتایا کہ لیبارٹری اس کھلونے بنانے والی فیکٹری کے نیچے ہے"...... ٹیرم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے ۔ تمہیں اب معاوضہ دوگنا ملے گا ۔ ویری گڈ"...... جیکسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تھینک یو سر ۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" اوکے "...... جیکسن نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ۔ جوہن بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" جیکسن فرام دس اینڈ "...... جیکسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس ۔ حکم باس "...... دوسری طرف سے چونک کر مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کیا تمہارا گروپ مشن مکمل کرنے کے لئے ہر طرح سے تیار ہے"...... جیکسن نے کہا۔

" یس باس ۔ ہم تو انتہائی شدت سے آپ کے حکم کے منتظر ہیں"...... جوہن نے جواب دیا۔

" یہ کام انتہائی تیز رفتاری اور محفوظ طریقے سے کرنا ہے ۔ لیبارٹری کا پتہ چل گیا ہے ۔ یہ لیبارٹری تارکیہ میں نہیں بلکہ لائبیریا کے شہر گیوب میں ہے ۔ گیوب انڈسٹریل اسٹیٹ میں مشینی کھلونے بنانے والی فیکٹری ہے جس کا نام گیوب ٹوائز ہے ۔ اس کے

نیچے لیبارٹری ہے جس کا انچارج ڈاکٹر عبداللہ ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ کا
فوٹو تمہارے پاس ہے۔ کیا تم لائیبریا کے لئے بھی وہی انتظامات کر
لوگے جو تارکیہ کے لئے کئے تھے"...... جیکسن نے کہا۔

"یس باس۔ بے حد آسانی سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ یہ سن لو کہ ڈاکٹر عبداللہ کو زندہ اور صحیح سلامت تم
نے ڈاکر پہنچانا ہے کیونکہ حکومت ایکریمیا نے اس سے کام لینا
ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"یس باس۔ ایسے ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈاکٹر عبداللہ کو ڈاکر پہنچا کر تم نے فوری طور پر واپس یہاں
نہیں آنا بلکہ اپنے گروپ سمیت جزیرہ ہوائی پہنچنا ہے۔ وہاں سے تم
نے کال کر کے مجھے رپورٹ دینی ہے اور پھر تم نے اور تمہارے
گروپ نے حکومت کے اخراجات پر جزیرہ ہوائی چھٹیاں منانی ہیں اور
یہ تمہارے اور تمہارے گروپ کے لئے انعام ہو گا۔ اس کے علاوہ
بھاری رقومات بھی انعام کے طور پر تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا
دی جائیں گی"...... جیکسن نے کہا۔

"اوکے باس۔ تھینک یو باس"...... جوہن نے مسرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا
اسے معلوم تھا کہ جوہن اور اس کا گروپ اب آندھی اور طوفان کی
طرح لائیبریا پہنچے گا اور پھر انتہائی جدید ترین ریز اور آلات استعمال کر

کے وہ وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو نکال کر پوری لیبارٹری کو تباہ کر
دیں گے۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبداللہ کو ساحل سے لانچ کے ذریعے
کسی ویران ٹاپو پر پہنچایا جائے گا جہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے انہیں
پک کر کے بحیرہ روم کو کراس کرتے ہوئے ساحلی شہر ماڈرڈ پہنچایا
جائے گا اور پھر ماڈرڈ سے ایک خصوصی طیارہ اسے لے کر جنوبی بحیرہ
اوقیانوس کے بڑے جزیرے ڈاکر پہنچا دے گا اور چونکہ لیبارٹری کی
تلاش سے پہلے اس نے جوہن اور اس کے گروپ کو ہر لحاظ سے تیار
رکھا ہوا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ جب تک مسلم ممالک کو ڈاکٹر
عبداللہ کے بارے میں معلوم ہو گا تب تک وہ ڈاکر میں محفوظ ہاتھوں
میں پہنچ چکے ہوں گے۔ ویسے اس نے جوہن کو کہہ رکھا تھا کہ وہ اس
لیبارٹری کو تباہ کرتے ہوئے وہاں کے سائنس دانوں کی لاشوں کو
بھی جلا کر راکھ کر دے تاکہ یہی سمجھا جائے کہ ڈاکٹر عبداللہ بھی جل
کر راکھ ہو چکا ہے۔ اس طرح کوئی ڈاکٹر عبداللہ کے پیچھے نہ آسکے گا۔
وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور
اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رونالڈ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

"جیکسن بول رہا ہوں۔ جوہن اپنے مشن پر روانہ ہو چکا ہے۔
میں نے جوہن کو حکم دیا ہے کہ وہ مشن مکمل کر کے سیدھا جزیرہ
ہوائی پہنچے اور وہاں سے مجھے رپورٹ کرے۔ تمہیں دوبارہ کہنے کی

ضرورت تو نہیں کہ جوہن اور اس کے گروپ کے ساتھ کیا کرنا ہے"...... جیکسن نے کہا۔

" نہیں جناب ۔ ہم پوری طرح ان کے استقبال کے لئے تیار ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے "...... جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اطمینان بھرے انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کرنل فریدی اپنے آفس میں موجود تھا ۔ کیپٹن حمید آرکینا سے واپس آ چکا تھا اور اس نے رپورٹ دی تھی کہ شاہدہ کے ذاتی سامان سے کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی جس سے اس ایجنسی کے بارے میں پتہ چل سکے اور کرنل فریدی اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیسے اس ایجنسی کا پتہ چلائے کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

" فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ میں آپ کا مرید با صفا، بے حیا۔ اوہ ۔ اوہ یہ تو فقرہ غلط ہو گیا با حیا"...... عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم قافیہ بندی کرتے رہو ۔ بس وہی کام کرو جو کرتے رہتے ہو ۔ خواہ

مخواہ بے چارے قافیوں کا قافیہ تنگ نہ کیا کرو"...... کرنل فریدی نے اس کی بات کو درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ پیرو مرشد کے القابات سے تو دنیا واقف ہے۔ چلو مریدوں بے چاروں کے لئے بھی دس بارہ القابات تلاش کر دیئے جائیں لیکن مرید کی کیا مجال کہ پیر کے سامنے اپنے القاب بول سکے اس لئے دوسرے ہی لقب پر زبان غوطہ کھا گئی"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تم نے مجھے یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ جو کام میں نہیں کر سکا وہ تم نے کر لیا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔ارے ۔یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرید مرشد سے آگے بڑھ جائے ۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہاری تمام رگوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم نے یقیناً شاہدہ کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے اس ایجنسی کا سراغ لگا لیا ہوگا جس سے شاہدہ وابستہ تھی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ارے کمال ہے ۔حیرت ہے ۔آپ تو کامل پیرو مرشد بن گئے ہیں ۔آپ تو مریدوں کے دل کا حال بھی جاننے لگ گئے ہیں ۔حیرت ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے اس کی حیرت حقیقی تھی۔

"تم نے جو الفاظ کہے ہیں مجھے ان کے محل وقوع کا علم ہے کہ تم ایسے الفاظ کس پیرائے میں بولتے ہو ۔بہرحال مجھے اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے رابطے پوری دنیا کے ایسے افراد سے ہیں جو تمہیں معلومات مہیا کر سکتے ہیں اور یہ تمہاری ذہانت ہے کہ تم ایسے آدمی کا انتخاب کر لیتے ہو جو واقعی معلومات مہیا کر سکتا ہو ۔پھر کیا پتہ چلا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب میں صدق دل سے آپ کا مرید بن گیا ہوں ۔آپ نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے ۔بہرحال میں نے واقعی اس ایجنسی کا پتہ چلا لیا ہے اور یہ ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی ٹاگور ہے اور اس کا چیف جیکسن ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر ولنگٹن میں ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے ۔تمہارا بے حد شکریہ ۔اب میں اس ایجنسی سے خود نمٹ لوں گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو بے چارہ چیف ایجنٹ جو دانش منزل میں بیٹھ بیٹھ کر دانش سے بھرپور ہو چکا ہے اس دانش کو اس معاملے میں تھوڑا سا خرچ کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں ۔یہ میری ذمہ داری ہے اور میں ہی اس سے نمٹوں گا۔

میں نے کبھی تمہارے کاموں میں مداخلت نہیں کی اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم بھی میرے معاملات میں مداخلت نہ کرو"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ میں نے تو اجازت طلب کی تھی۔ آپ ناراض ہو گئے۔ بہرحال اگر ضرورت پڑے تو مجھ مرید کو یاد کر کے عنداللہ ماجور ضرور ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"بڑے ثقیل الفاظ یاد کر رکھے ہیں تم نے۔ بہرحال ضرورت پڑنے میں ضرور تمہیں تکلیف دوں گا۔ اللہ حافظ"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک ڈائری نکالی اور اس کو کھول کر اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں اور کچھ دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز کی دراز میں رکھی اور دراز بند کر کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"سٹاجر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں ڈھاک سے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ آپ۔ حکم فرمائیے کرنل صاحب۔ کیا خدمت کر سکتا

ہوں"...... دوسری طرف سے بے تکلفانہ انداز میں کہا گیا۔

"تمہیں میں سرکاری ایجنسیوں کا انسائیکلو پیڈیا کہتا رہتا ہوں۔ آج تم نے اس بات کو ثابت کرنا ہے"...... کرنل فریدی نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"آپ تو خود سپر انسائیکلو پیڈیا ہیں۔ آپ کا مقابلہ میں کیسے کر سکتا ہوں"...... سٹاجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ہے ٹاگور جس کا چیف جیکسن ہے اور اس ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ولنگٹن میں ہے۔ اس کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم کرنی ہیں اور معاوضہ تمہاری مرضی کا ملے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ نے فون ہی اس وقت کیا ہے جب معاوضے والی بات ہی سرے سے ختم ہو گئی ہے"...... سٹاجر نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آج صبح جیکسن کو اس کی رہائش گاہ میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ٹاگور ایجنسی کا نہ صرف آفس سرکاری طور پر بند کر دیا گیا ہے بلکہ ٹاگور ایجنسی کو بھی ختم کر کے اس کے تمام آدمیوں کو دوسری ایجنسیوں میں شامل کر دیا گیا ہے اس لئے اب نہ جیکسن رہا ہے اور نہ ہی ٹاگور ایجنسی۔ اب آپ بتائیں میں آپ سے

کس بات کا معاوضہ لوں"...... سٹاجر نے کہا۔

"اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ لیکن اتنا بڑا اقدام کیوں کیا گیا ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ معاوضے والی بات ہے ۔ لیکن چونکہ یہ معلومات حکومت کے خلاف جاتی ہیں اس لئے آئی ایم سوری ۔ اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی جا سکتی ۔ آپ میرے اصولوں کو تو جانتے ہیں"...... سٹاجر نے کہا۔

"چلو وہ باتیں بتا دو جو حکومت کے خلاف نہ جاتی ہوں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ایسی صورت میں معاوضہ ڈبل لوں گا"...... سٹاجر نے کہا۔

"مل جائے گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حکومت کی طرف سے کوئی مشن ٹاگور کے ذمے تھا ۔ ٹاگور نے یہ مشن مکمل کر لیا ۔ یہ مشن لائبیریا میں مکمل ہوا جسے ٹاگور کے سپیشل گروپ نے مکمل کیا ۔ اس گروپ کا لیڈر جوہن تھا ۔ مشن مکمل کر کے جوہن اپنے گروپ کے ساتھ جزیرہ ہوائی پہنچا تو وہاں اسے اور اس کے گروپ کو ساحل پر ہی فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ۔ اس کے بعد جیکسن کا بھی خاتمہ کر دیا گیا اور اس ایجنسی کا بھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایجنسی کو ختم کرنے کے آرڈر کس نے دیئے تھے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے ۔ انہیں جیسے ہی جیکسن کی موت کی اطلاع ملی انہوں نے پوری ایجنسی ہی ختم کر دی"...... سٹاجر نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ تھینک یو ۔ تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا ۔ گڈ بائی"۔ کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر میز کی دراز کھولی اور وہی ڈائری نکال کر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے ۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ڈائری بند کی اور ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریان کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہارڈنگ سے بات کراؤ ۔ میں ڈماک سے کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ ہارڈنگ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر ۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے ایک سرکاری ایجنسی ٹاگور کو مکمل طور پر آف کر دیا ہے جبکہ اس کے چیف جیکسن کو اس کی رہائش گاہ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ میں اس کی وجہ جانتا

چاہتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" تین لاکھ ڈالر آپ کو دینے ہوں گے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" پہنچ جائیں گے "...... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" ٹاگور کے ذمے مشن لگایا گیا تھا جس میں کسی مسلمان تارکی نژاد سائنس دان کو اغوا کرانا تھا اور اس سائنس دان کے اغوا کا مشن ٹاگور نے جیسے ہی مکمل کیا۔ اسے خفیہ رکھنے کے لئے نہ صرف جیکسن کو ہلاک کر دیا گیا بلکہ ایجنسی بھی آف کر دی گئی تاکہ اس سائنس دان کے اغوا کو ہمیشہ کے لئے خفیہ رکھا جا سکے"۔ ہارڈنگ نے جواب دیا۔

" کہاں سے اغوا کیا گیا ہے اس سائنس دان کو اور کیا نام ہے اس کا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" لائبیریا سے اور اس کا نام ڈاکٹر عبداللہ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔

" لائبیریا سے یا تارکیہ سے "...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" لائبیریا سے جناب "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اب وہ سائنس دان کہاں ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" یہ بات کسی کو بھی معلوم نہیں ہے جناب۔ شاید ڈیفنس سیکرٹری کو بھی معلوم نہ ہو کیونکہ میری معلومات کے مطابق اس جگہ

کا انتخاب ایکریمیا کے صدر نے خود کیا اور خود ہی اس بارے میں جیکسن کو حکم دیا تھا"...... ہارڈنگ نے جواب دیا۔

" اوکے شکریہ۔ رقم پہنچ جائے گی "...... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے الماری میں سے ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ہارڈ سٹون کالنگ۔ اوور"...... کرنل فریدی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن جب کافی دیر تک دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" لیبارٹری تو تارکیہ میں تھی۔ یہ لائبیریا کا مسئلہ درمیان میں کہاں سے آگیا"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سلیمان بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کے باورچی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" کرنل فریدی بول رہا ہوں۔ عمران جہاں کہیں بھی ہو اسے کہو کہ فوری طور پر مجھ سے رابطہ کرے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" یس سر "...... دوسری طرف سے سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن

حمید اندر داخل ہوا۔

" کیا ہوا ۔ کیا کوئی خاص بات ۔ آپ بے حد الجھے ہوئے نظر آ رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" ہم ایجنسی کو ہی ٹریس کرتے رہ گئے جبکہ زیرو بلاسٹ کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی اور ڈاکٹر عبداللہ کو بھی اغوا کر لیا گیا"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ وہاں تو آپ کا گروپ بھی موجود تھا"۔ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ تو تھا ۔ اصل الجھن اور ہے ۔ بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ کو لائبیریا سے اغوا کیا گیا ہے جبکہ لیبارٹری تارکیہ میں تھی اور اب گروپ بھی کال کا جواب نہیں دے رہا"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کا مرید باصفا، با حیا، با پردہ ۔ اوہ سوری ۔ پھر قافیہ غلط ہو گیا"...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" عمران ۔ ہم ایجنسی کو ٹریس کرتے رہ گئے جبکہ انہوں نے لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیا ہے اور ڈاکٹر عبداللہ کو بھی اغوا کر کے لے گئے ہیں"...... کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ کیا تفصیل ہے ۔ اس بار دوسری طرف سے

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

" یہ بہت ظلم ہو گیا ۔ ڈاکٹر عبداللہ کو اب ہر صورت میں واپس حاصل کرنا ہو گا تا کہ وہ کسی اور جگہ یہ کام نہ کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ لیبارٹری تو تارکیہ میں تھی ۔ لیکن بتایا جا رہا ہے کہ لیبارٹری لائبیریا میں تھی ۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ میں تمہیں اپنے گروپ کی جو لیبارٹری میں موجود تھا فریکونسی بتا رہا ہوں ۔ تم اس کی لوکیشن چیک کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ بتائیں ۔ میں چیک کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی نے فریکونسی بتا دی۔

" میں ابھی چیک کر کے آپ کو بتاتا ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" آپ یہ کیوں معلوم کرنا چاہتے ہیں ۔ اس سے کیا فرق پڑے گا کہ لیبارٹری تارکیہ میں تھی یا لائبیریا میں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" وہاں سے ہی ڈاکٹر عبداللہ کا سراغ لگایا جا سکتا ہے ورنہ ہمیں الہام تو نہیں ہو گا کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں لے جایا گیا ہے"۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اس لیبارٹری کی حفاظت تو ہماری ذمہ داری تھی"...... کیپٹن

حمید نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں ۔ لیکن اس کا سیٹ اپ ہمارے کنٹرول میں نہیں دیا گیا تھا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سرہلا دیا ۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا جبکہ کیپٹن حمید نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم نے لوکیشن ٹریس کر لی ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"نہ صرف لوکیشن ٹریس کرلی ہے بلکہ یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں لے جایا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی بے اختیار اچھل پڑا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اتنی جلدی ۔ مگر وہ کیسے"...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر عبداللہ کو وہاں سے اغوا کر کے بحر ہند کے جزیرے ڈاکر لے جایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"آپ کے گروپ کی فریکونسی سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ گروپ

لائبیریا کے شہر گیوب میں تھا لیکن سرداور کے پاس ڈاکٹر عبداللہ کی ذاتی فریکونسی موجود تھی جو پہلے انہوں نے اس لئے نہ بتائی تھی کہ ڈاکٹر عبداللہ نے ان سے حلف لیا تھا لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ لیبارٹری تباہ کر کے ڈاکٹر عبداللہ کو اغوا کر لیا گیا ہے تب انہوں نے وہ فریکونسی مجھے بتائی تو میں نے اس فریکونسی پر کال کی لیکن کال اٹنڈ نہ کی گئی ۔ لیکن انتہائی جدید کال واچنگ مشین پر جس جگہ کال پہنچ رہی تھی وہ اعداد و شمار آگئے کیونکہ وہاں موجود ٹرانسمیٹر کی مشین کال اٹنڈ کر رہی تھی لیکن اسے آن نہ کیا جا رہا تھا ۔ ان اعداد و شمار پر مغزماری کر کے یہ معلوم ہوا کہ یہ کال بحر ہند کے جزیرہ ڈاکر پہنچ رہی ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ تمہارا شکریہ ۔ اب میں ڈاکٹر عبداللہ کو ان سے واپس بھی حاصل کر لوں گا اور ان سے لیبارٹری کی تباہی کا بھی بھرپور حساب لوں گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ اگر ناراض نہ ہوں تو ایک چھوٹے سے چیک کا سکوپ میں بھی بنا لوں"...... عمران نے ڈرتے ڈرتے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ پہلے تو یہ چونکہ میری اکیلے کی ذمہ داری تھی اس لئے میں نے انکار کر دیا تھا اب جبکہ وہ معاملہ ہی ختم ہو گیا ہے تو اب یہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"بے حد شکریہ ۔ آپ واقعی وسیع ظرف کے مالک ہیں ۔ ویسے تھوڑا سا ظرف کیپٹن حمید کو بھی منتقل کر دیں تاکہ وہ بھی اپنے فرائض کو نبھاتا رہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی نے بے اختیار ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کے ساتھ یہی مسئلہ ہے کہ آپ اس احمق کی باتوں کا برا منانے کی بجائے ہنستے رہتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے جو لاؤڈر پر تمام باتیں سن رہا تھا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ احمق نہیں ہے ۔ سمجھے ۔ اس نے کتنی جلدی ڈاکٹر عبداللہ کا سراغ لگا لیا ہے ورنہ نجانے ہم کب تک ٹکریں مارتے رہتے اور اسی کو ظرف کہتے ہیں کہ مخالف کی سچ بات کو بھی سچ تسلیم کیا جائے"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو اتفاق سے اسے معلوم ہو گیا تھا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اوکے ۔ بہرحال اب تم تیاری کرو ہم نے ڈاکر جانا ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا ۔ ابھی اس کی بات کرنل فریدی سے ہوئی تھی ۔ چونکہ اسے بھی یہ اطلاع مل چکی تھی کہ ٹاگور کے چیف جیکسن کو اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ٹاگور کو بطور سرکاری ایجنسی ختم کر دیا گیا ہے تو بلیک زیرو کا جیکسن کے خلاف کام کرنے کا سکوپ بھی ختم ہو گیا تھا ۔ عمران نے تقریباً دو گھنٹوں کی زبردست ذہنی جدوجہد کے بعد ڈاکر جزیرے کو ٹریس کیا تھا اور اس نے یہ نام کرنل فریدی کو بھی بتا دیا تھا لیکن فون رکھنے کے باوجود اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔

"آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ خود ڈاکر پر مطمئن نہیں ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔ ڈاکر کا محل وقوع تو فائنل ہے ۔ میں نے کئی بار چیک کیا ہے اور اگر مجھے ذرا سا بھی شبہ ہوتا تو میں کرنل فریدی کو اس کا ریفرنس نہ دیتا ۔ لیکن میرے ذہن میں الجھن یہ ہے کہ میں ایک بار

ڈاکر گیا ہوا ہوں ۔ ڈاکر بہت بڑا جزیرہ ہے اور آزاد جزیرہ ہے جہاں مقامی حکومت ہے ۔ اس بنا پر اس جزیرے کو بحر ہند میں اسمگلنگ اور منشیات کا مرکز سمجھا جاتا ہے ۔ اس جزیرے پر تقریباً ہر اس بین الاقوامی تنظیموں کے خفیہ اڈے اور سٹورز ہیں جن کا لنک بین الاقوامی اسمگلنگ سے ہے اور چونکہ اس جزیرے کا موسم سارا سال انتہائی شاندار رہتا ہے اور وہاں قدیم جنگلات کی بہتات ہے اور جدید پارکوں کی بھی کثرت ہے اس لئے اس جزیرے پر سارا سال پوری دنیا سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں ۔یہاں اس قدر سیاحت ہوتی ہے کہ اسے عرف عام میں کہا ہی سیاحوں کا جزیرہ جاتا ہے ۔یہاں چونکہ سوائے جبر و تشدد کے اور کسی بات کو جرم سمجھا ہی نہیں جاتا اس لئے یہ جزیرہ ہر اس آدمی کے لئے آئیڈیل ہوتا ہے جو ہر قسم کی مادر پدر آزادی کا قائل ہے ۔ایسے جزیرے پر حکومت ایکریمیا کیسے اس انداز کی لیبارٹری بنا سکتی ہے ۔میرے ذہن میں یہی الجھن ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے ۔آپ نے کرنل فریدی کو تو بتا دیا ہے اور اب کرنل فریدی آندھی اور طوفان کی طرح وہاں پہنچ جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہنچ جائے ۔ مجھے اس بات کی فکر نہیں ہے ۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہاں جانے سے پہلے وہاں کے لئے کوئی ایسی ٹپ حاصل کر سکوں جو وہاں کسی لیبارٹری کی موجودگی یا غیر موجودگی کے بارے

میں حتمی رپورٹ دے سکے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ سرخ جلد والی ڈائری چیک کر لیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ اس میں ایسی کوئی ٹپ نہیں ہے کیونکہ اس ڈائری میں تو زیادہ تر معلومات مہیا کرنے والے افراد یا اداروں کے بارے میں درج ہے جبکہ یہاں معلومات کسی ایسی تنظیم سے مل سکتی ہیں جس کا ڈاکر میں اڈا ہو اور اس ڈائری میں مجرم تنظیموں کے بارے میں اندراجات نہیں ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ عمران کافی دیر تک خاموش بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ انکوائری کی کال ملنے پر اس نے انکوائری سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر معلوم کر کے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"گرانڈ فادر کے تحت کسی کلب کا نام اور فون نمبر بتا دیں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہ نمبر گرانڈ فادر مین کلب کا ہے تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ۔ گرانڈ فادر کلب "...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" مینجر سے بات کراؤ میں لارڈ کلب سے رابرٹ بول رہا ہوں "۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو ۔ مینجر بارش بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک سرد اور انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا ۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک سی ابھر آئی۔

" تم تو بلیک ہاک میں تھے ۔یہاں کب سے آئے ہو "۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" تم کون ہو ۔ پہلے اپنا تعارف کراؤ "...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

" میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں "...... عمران نے کہا۔

" پرنس آف ڈھمپ ۔ پاکیشیا ۔ میں تو تمہیں نہیں جانتا ۔ تم مجھے کیسے جانتے ہو "...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" تقریباً چھ سال پہلے اندھیری رات میں نیاگرا فال کے قریب جب تمہارے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے تھے اور کراس ورلڈ کے قاتلوں نے تمہیں گھیر رکھا تھا اور تمہارے چہرے پر موت کے خوف

سے زردی چھا گئی تھی اس وقت ان قاتلوں کے ہاتھوں تمہیں پرنس آف ڈھمپ نے ہی بچایا تھا اور تم نے اسے بتایا تھا کہ تمہارا تعلق بلیک ہاک سے ہے اور تمہیں ہلاک کرنے والوں کا تعلق تمہاری مخالف اسمگلر تنظیم کراس ورلڈ سے ہے اور تم نے پرنس کو بھاری رقم دینے کی آفر کی تھی لیکن پرنس نے انکار کر دیا تھا اور تمہیں اس نے اپنا تعارف کرایا تھا کہ وہ چونکہ ریاست ڈھمپ کا پرنس ہے اس لئے اسے رقم کی ضرورت نہیں ۔ یاد آگیا تمہیں یا بلیک ہاک سے نکلنے کے بعد اپنی یادداشت بھی وہیں کھو آئے ہو "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تم ۔ اوہ ۔ پرنس تم ۔ اوہ ۔ آئی ایم سوری ۔ رئیلی ویری سوری ۔ اب مجھے سب کچھ یاد آگیا ہے ۔ میں شرمندہ ہوں کہ اپنے محسن کو نہیں پہچان سکا ۔ لیکن اس میں میرا قصور نہیں ہے ۔ تم سے طویل عرصے تک رابطہ ہی نہیں ہو سکا تھا ۔ آئی ایم سوری "۔ اس بار دوسری طرف سے خاصے شرمندہ سے لہجے میں کہا گیا۔

" شکر ہے تمہاری یادداشت کچھ تو باقی ہے ورنہ بڑی مشکل پیش آ جاتی "...... عمران نے کہا۔

" میں نے سوری کہہ دیا ہے پرنس ۔ تم حکم کرو ۔ کیسے فون کیا ہے ۔ اب میں بلیک ہاک سے بھی بڑی تنظیم گرانڈ فادر کا اہم آدمی ہوں ۔ بلیک ہاک کو گرانڈ فادر میں ضم کر دیا گیا ہے "...... بارش نے کہا۔

"کیا گرانڈ فادر کا بحرہند کے جزیرے ڈاکر پر بھی کوئی سیٹ اپ ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں"....... ہارش نے جواب دیا۔

"ڈاکر میں ایک تنظیم خفیہ لیبارٹری بنا رہی ہے یا بنا چکی ہے اور اس تنظیم نے ہمارے ملک کا ایک سائنس دان اغوا کر کے وہاں پہنچا دیا ہے ۔ میں نے اس سائنس دان کو واپس حاصل کرنے کے لئے وہاں جانا ہے اور مجھے وہاں کوئی ایسی ٹپ چاہئے جو اس لیبارٹری کی نشاندہی بھی کر سکے اور ہمارے ساتھ تعاون بھی کر سکے"۔ عمران نے کہا۔

"خفیہ لیبارٹری اور ڈاکر میں ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ وہاں تو کوئی بھی چیز خفیہ نہیں رہ سکتی ۔ وہاں آنے والا ہر آدمی پورے جزیرے کے لوگوں کی جسمانی پیمائش تک جانتا ہے ۔ لیبارٹری وہاں کیسے خفیہ رہ سکتی ہے ۔ ویسے میں خود بھی کئی بار ڈاکر گیا ہوں اور میں نے وہاں کبھی کسی لیبارٹری کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں سنا"....... ہارش نے کہا۔

"وہاں کی تم کوئی ایسی ٹپ دو جو مستقل وہاں کا رہائشی ہو اور ایسے معاملات سے واقف ہو اور ہاں ۔ ہمارے لئے کاریں، کوٹھی اور اسلحے کا انتظام بھی کر سکے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں نہیں ۔ ڈاکر میں روز میری کلب ہے جس کا مینجر ستانزا ہے ۔ ستانزا وہاں گرانڈ فادر کا چیف اور گرانڈ فادر کا ایک لحاظ

سے پورے ڈاکر پر ہولڈ ہے ۔ میں اسے تمہارا نام بتا دیتا ہوں ۔ تم جیسے ہی میرے حوالے سے اسے فون کرو گے وہ اور اس کا پورا گروپ غلاموں کی طرح تمہاری خدمت کرے گا"۔ ہارش نے کہا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"میں اپنی سیکرٹری سے پوچھ کر بتاتا ہوں"....... ہارش نے کہا۔

"رہنے دو ۔ میں انکوائری سے معلوم کر لوں گا ۔ تم اسے فون کر کے کہہ دو کہ وہ پرنس آف ڈھمپ سے ہر ممکن تعاون کرے"۔ عمران نے کہا۔

"ابھی کہہ دیتا ہوں ۔ بے فکر رہو پرنس ۔ وہاں تمہیں وی آئی پی ٹریٹمنٹ دیا جائے گا"....... ہارش نے کہا۔

"ارے نہیں ۔ یہ غضب نہ کرنا بلکہ ستانزا کو بتا دینا کہ وہ پرنس آف ڈھمپ کا نام بھی کسی کے سامنے نہ لے ۔ میں نے وہاں خفیہ طور پر کام کرنا ہے"....... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔ ٹھیک ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"بڑی زبردست ٹپ مل گئی ہے آپ کو"....... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہے ۔ اس ہارش کی آواز میں مخصوص سیٹی کی گونج موجود ہے اور اس کی آواز کی وجہ سے میں نے اسے پہچان لیا تھا"....... عمران نے کہا۔

"اگر ہارش وہ نہ ہوتا جو نکل آیا ہے تو پھر آپ کا کیا پروگرام تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"گرانڈ فادر منشیات کی اسمگلنگ میں بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے اس لئے میں اسے ریاست ڈھمپ کا پرنس بن کر منشیات کی کسی بڑی کھیپ کی خریداری اور اسمگلنگ کی بات کرتا ۔ پھر جس طرح بات آگے بڑھتی بہرحال بڑھ جاتی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے آپ اندھیرے میں تیر چلانا چاہتے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمارے پیشے میں رسک لینا اور اندھیرے میں تیر چلانا کام کا حصہ ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بحرہند میں ایک بڑا جزیرہ ہے ڈاکر۔ وہاں کا رابطہ نمبر دیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں ۔ میں کمپیوٹر پر چیک کر کے بتاتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد انکوائری آپریٹر

کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران کو علم تھا کہ اقوام متحدہ کے تحت پوری دنیا میں انکوائری کا ایک ہی نمبر مخصوص کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو پریشانی نہ ہو اس لئے اسے انکوائری کا نمبر معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

"روزمیری کلب کے مینجر سٹانزا کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی لہجے میں ہلکی سی غراہٹ کا عنصر موجود تھا۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ۔ ہارش نے تمہیں فون کیا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ آپ ۔ یس سر۔ یس سر۔ ابھی چیف کا فون آیا ہے ۔ حکم سر۔ حکم کریں"...... دوسری طرف سے اس طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے عمران نے فون نہ کیا ہو بلکہ اس کے سر پر

کوئی دھماکہ کر دیا ہو اور عمران سمجھ گیا تھا کہ بارش کا کتنا رعب و دبدبہ اور دہشت ہے۔

"آپ یہاں کتنے عرصے سے رہ رہے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں تو جناب پیدا ہی یہیں ہوا ہوں اور جناب یہاں مستقل رہ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہاں ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری بنائی گئی ہے۔ کیا آپ اس سے واقف ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیبارٹری اور یہاں ڈاکر میں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تو آج تک اس بارے میں کسی سے نہیں سنا۔ یہاں اگر چڑیا کا بچہ بھی پیدا ہو اور ہوا میں اڑتا اڑتا ہی مرجائے تو اس کی اطلاع بھی مجھے مل جاتی ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ لیبارٹری وہاں موجود ہے۔ یہ بات کنفرم ہے۔ کیا تم اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ تمہیں اس کا معقول معاوضہ دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں معلومات حاصل کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں دو روز بعد دوبارہ تمہیں کال کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ایکریمیا کے ڈیفنس سیکرٹری سر جوہن اپنے شاندار اور وسیع و عریض آفس میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا چہرہ ان کی جسامت کے تناسب سے زیادہ چوڑا اور بڑا تھا۔ چہرے پر قدرتی طور پر رعب و دبدبہ کا تاثر موجود تھا۔ سامنے جہازی سائز کی آفس ٹیبل پر تین مختلف رنگوں کے فون موجود تھے کہ سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ سر جوہن جو ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے گھنٹی کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے سر اٹھا کر ایک نظر فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ انہیں معلوم تھا کہ اس فون کا تعلق چیف سیکرٹری اور دیگر اعلیٰ حکام سے ہے اور اس فون لائن پر ہونے والی بات چیت کو کسی صورت بھی نہ چیک کیا جا سکتا تھا اور نہ سنا جا سکتا تھا اور نہ اس لائن کا کسی سیکرٹری سے کوئی رابطہ تھا اس لئے اسے وہ سب کوڈ میں ہاٹ لائن کہتے تھے اور یہ فون انتہائی اہم اور سیکرٹ معاملات میں ہی استعمال

ہوتا تھا۔

"یس ۔ جوہن بول رہا ہوں"...... سرجوہن نے رسیور اٹھا کر بھاری لہجے میں کہا۔

"مارک ریلے بول رہا ہوں سرجوہن "...... دوسری طرف سے ایکریمیا کے نئے چیف سیکرٹری کی بھاری آواز سنائی دی ۔ مارک ریلے ابھی حال ہی میں چیف سیکرٹری تعینات ہوئے تھے ۔ سابقہ چیف سیکرٹری خرابی صحت کی وجہ سے ریٹائرڈ ہو گئے تھے اور مارک ریلے جو طویل عرصے سے ان کی بیماری کے دوران چیف سیکرٹری کے طور پر کام کر رہے تھے انہیں باقاعدہ چیف سیکرٹری تعینات کر دیا گیا تھا۔ مارک ریلے کٹر یہودی تھے جبکہ سرجوہن بھی یہودی تھے اس لئے مارک ریلے اور سرجوہن کے درمیان بڑے طویل عرصے سے خاصے گہرے دوستانہ تعلقات چلے آ رہے تھے۔

"اوہ آپ ۔ حکم فرمائیں "...... سرجوہن نے چونک کر کہا۔

"تارکیہ کے ڈاکٹر عبداللہ کہاں ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سرجوہن بے اختیار چونک پڑے ۔

"یہ بات پوچھنے کی کوئی خاص وجہ جناب "...... سرجوہن نے جواب دینے کی بجائے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ کیونکہ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ڈاکٹر عبداللہ کی واپسی کے لئے اسلامی سیکورٹی کونسل کے کرنل فریدی اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس دونوں ڈاکر کا رخ کر رہے ہیں اور آپ نے بھی بتایا تھا ڈاکٹر

عبداللہ کو ڈاکر پہنچایا گیا ہے "...... مارک ریلے نے کہا تو سرجوہن بے اختیار مسکرا دیئے ۔

" جناب ۔ چونکہ مجھے پہلے ہی خدشہ تھا کہ ایسا ہی ہو گا ۔ ہم جس قدر چاہیں مقام کو چھپالیں یہ لوگ کہیں نہ کہیں سے معلوم کر لیں گے اس لئے میں نے جزیرہ ڈاکر کو صرف ڈاجنگ کے لئے استعمال کیا تھا ۔ ڈاکر جزیرے میں ایک چھوٹی سی خفیہ لیبارٹری موجود ہے جو ڈاکر جزیرے کے شمال مغرب میں قدرتی جنگل ساؤتھ وڈ میں ہے ۔ یہ بے حد چھوٹی اور غیر اہم سی لیبارٹری ہے لیکن میں نے ڈاجنگ کے لئے اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے سخت حفاظتی انتظامات کرائے ہیں اور ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی کے سپر ایجنٹ سائیگر کو گروپ سمیت وہاں تعینات کر دیا ہے ۔ سائیگر سیکشن نے جنگل میں کارروائی کرنے کی خصوصی ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہے اور ان کے پاس انتہائی جدید ترین مشینری اور آلات بھی ہیں اور میں نے انہیں حکم دے دیا ہے کہ اگر کوئی گروپ چاہے وہ ایشیائی ہوئی یا ایکریمین اس لیبارٹری پر حملہ کرنے کے لئے وہاں پہنچے تو سائیگر نے انہیں فوری طور پر ہلاک کر دینا ہے ۔ گو میں نے اپنے طور پر ڈاکر جزیرے کو خفیہ رکھنے کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مجھے خدشہ تھا کہ یہ دونوں گروپ بہرحال یہاں کا کھوج لگا لیں گے اور ایسا ہی ہوا ۔ ہماری ہر طرح کی کوششوں کے باوجود انہوں نے ڈاکر جزیرے کا سراغ لگا لیا ہے لیکن اصل لیبارٹری اور ڈاکٹر عبداللہ وہاں موجود نہیں ہیں بلکہ

ڈاکر جزیرے سے مشرق کی طرف چار سو ناٹ کے فاصلے پر تین چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جنہیں تھری پرلز یعنی تین موتی کہا جاتا ہے۔ ان تینوں جزیروں پر ایکریمیا کے میزائل اڈے ہیں اور وہاں مکمل طور پر ایکریمین فوج کا ہولڈ ہے۔ تینوں جزیروں کے گرد انتہائی سخت ترین حفاظتی اقدامات ہیں اور یہ پورا علاقہ نان روٹ ہے۔ یہ جزیرے جنہیں ٹی پی ون ٹو تھری بھی کہا جاتا ہے کے گرد بیس ناٹ کے فاصلے تک کوئی لانچ، جہاز یا آبدوز بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر انہیں کراس کر سکتا ہے اور ان تینوں جزیروں کی سیکورٹی چوبیس گھنٹے انتہائی سخت طریقے سے کی جاتی ہے اور درمیان والے جزیرے جسے ٹی پی ٹو کہا جاتا ہے میں پہلے سے ہی زیر زمین ایک بہت بڑی لیبارٹری موجود ہے۔ اس لیبارٹری کو ٹی ٹو کہا جاتا ہے۔ لیبارٹری کو سپلائی ڈاکر سے ہی کی جاتی ہے اور اس کے لئے ڈاکر میں ایک خفیہ سیکشن موجود ہے"...... سرجوہن جب بولنے پر آئے تو مسلسل بولتے ہی چلے گئے۔

" یہ لوگ اس خفیہ سیکشن کو ٹریس کر کے سپلائی لائن کو چیک کر سکتے ہیں"...... مارک ریلے نے کہا۔

" نہیں جناب۔ یہ خفیہ سیکشن بظاہر ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ایل وی کا ہے جس کا کام اسلحے کی اسمگلنگ ہے۔ اس ایل وی کا سربراہ لارڈ وارن ہے جو ناراک میں رہتا ہے اور حکومت ایکریمیا کا خاص آدمی ہے۔ لارڈ وارن کی یہ تنظیم بظاہر مجرم تنظیم ہے لیکن

درپردہ یہ حکومت ایکریمیا کے لئے کام کرتی ہے اور حکومت ایکریمیا اس سے خفیہ اسلحے کی سپلائی کا کام لیتی ہے"...... سرجوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ۔ آپ نے واقعی فول پروف انتظامات کئے ہیں۔ اب میں ہر طرح سے مطمئن ہوں۔ لیکن ڈاکٹر عبداللہ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ کیا وہ تعاون کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں یا نہیں"۔ مارک ریلے نے کہا۔

" وہ خاصے بوڑھے اور کمزور جسامت کے مالک ہیں اور ابھی تک شاک کے عالم میں ہیں اور خاصے بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ ابھی ایک ماہ تک انہیں آرام کرنے دیا جائے اور چونکہ ہمیں بھی کوئی جلدی نہیں ہے اس لئے ہم خاموش ہیں۔ جب وہ پوری طرح صحت یاب ہو جائیں گے تو پھر ان کے پاس سوائے تعاون کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں رہے گا"...... سرجوہن نے کہا۔

" جس فارمولے پر وہ لائبیریا کی لیبارٹری میں کام کر رہے تھے کیا وہ فارمولا بھی حاصل کر لیا گیا ہے یا نہیں"...... مارک ریلے نے پوچھا۔

" ڈاکٹر عبداللہ صرف فارمولے کے نوٹس لکھتے ہیں۔ اصل فارمولا وہ تحریر نہیں کرتے۔ اس بڑھاپے میں بھی ان کی یادداشت انتہائی شاندار ہے اس لئے اصل فارمولا ان کے ذہن میں موجود ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک ماہ بعد ان سے یہ فارمولا بھی

حاصل کر لیا جائے گا"....... سرجوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب میں ہر طرح سے مطمئن ہوں ۔ تھینک یو"....... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرجوہن نے مسکراتے ہوئے فون کا رسیور رکھ دیا اور پھر نیلے رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر انہوں نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس سر"....... دوسری طرف سے ان کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ڈاکر میں سائیگر سے بات کراؤ"....... سرجوہن نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے دوبارہ فائل پر نظریں جما دیں لیکن تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس"....... سرجوہن نے کہا۔

" سائیگر لائن پر ہے جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ بات کراؤ"....... سرجوہن نے کہا۔

" سر ۔ میں سائیگر بول رہا ہوں ڈاکر سے"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" سائیگر ۔ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ اسلامی سیکورٹی کونسل کا چیف ایجنٹ کرنل فریدی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکر کا رخ کر رہے ہیں ۔ ہماری سخت ترین کوششوں کے باوجود انہوں نے کسی نہ کسی طرح ڈاکر کا سراغ لگا لیا ہے ۔ یہ دونوں بین الاقوامی شہرت کے

ایجنٹ ہیں اس لئے تم نے اب پوری طرح ہوشیار رہنا ہے اور اگر یہ ساؤتھ وڈ پہنچ جائیں تو پھر تم نے انہیں کسی صورت زندہ واپس نہیں جانے دینا اور اگر یہ وہاں نہ پہنچ سکیں تو پھر تم نے حرکت میں نہیں آنا"....... سرجوہن نے کہا۔

" سر ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے ڈاکر پہنچتے ہی ان کا خاتمہ کر دوں"....... سائیگر نے کہا۔

" نہیں ۔ اس طرح وہ کنفرم ہو جائیں گے کہ جو کچھ انہوں نے معلوم کیا ہے وہ درست ہے جبکہ مجھے یقین ہے کہ وہ ڈاکر میں ٹکریں مار کر خود ہی واپس چلے جائیں گے کیونکہ لیبارٹری کے بارے میں ڈاکر میں کسی کو بھی کچھ معلوم نہیں ہے اور نہ معلوم ہو سکتا ہے ۔ اس طرح وہ جب یہاں سے ناکام واپس جائیں گے تو پھر خود ہی پوری دنیا میں ٹکریں مارتے پھریں گے ۔ البتہ اگر وہ ساؤتھ وڈ میں داخل ہو جائیں تو پھر تم آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہو"۔ سرجوہن نے کہا۔

" یس سر ۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کوئی اہم بات ہو تو مجھے فوری رپورٹ کرنی ہے"....... سرجوہن نے کہا۔

" یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو سرجوہن نے رسیور رکھ دیا ۔ اب وہ پوری طرح مطمئن نظر آ رہے تھے۔

ڈاکر جزیرے کی ایک رہائش گاہ میں کرنل فریدی کیپٹن حمید کے ساتھ موجود تھا۔ انہیں جزیرے پر آئے ہوئے آج دوسرا دن تھا۔ کرنل فریدی نے اپنے خصوصی سیکشن کے چار افراد کو یہاں پہلے ہی بھجوا دیا تھا تاکہ ڈاکر میں نہ صرف ان کی رہائش گاہ کا انتظام ہو سکے بلکہ وہاں موجود لیبارٹری کے بارے میں حتمی معلومات بھی مل سکیں لیکن اب تک ملنے والی معلومات کے مطابق یہاں کسی بھی سائنسی لیبارٹری کا کوئی وجود نہ تھا اور نہ ہی کسی کو اس بارے میں معلوم تھا۔

"آپ اس احمق عمران کے کہنے پر بغیر سوچے سمجھے یہاں آگئے ہیں اس نے جان بوجھ کر آپ کو یہاں بھجوایا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ آپ یہاں ٹکریں مارتے پھریں اور وہ اصل لیبارٹری کو تباہ کر کے وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو برآمد کر لے۔ اس طرح اس کی ناک اونچی رہے گی"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ عمران جھوٹ نہیں بولتا یہ دوسری بات ہے کہ اسے غلط فہمی ہو گئی ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بغیر کنفرم کئے مجھے یہاں کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ آخری بات یہ کہ وہ خود بھی لازماً یہاں آئے گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں نہیں آئے گا۔ آپ آزما لیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ اس طرح ہم اپنے طور پر مشن مکمل کر لیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹارگٹ یہاں ہو گا تو آپ مشن مکمل کریں گے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ہارڈ سٹون"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"مناظر بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے سیکشن انچارج مناظر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"جناب۔ اطلاع ملی ہے کہ ڈاکر جزیرے کے شمال مغرب میں واقع ایک وسیع اور گھنے جنگل میں چند افراد کو حال ہی میں آتے

جاتے دیکھا گیا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی یہاں کے ایک کلب جس کا نام ارشا کلب ہے شراب اور کھانے پینے کی اشیاء جیب میں لے جاتا ہے اور یہ آدمی ایکریمین ہے اور اس کا جو قدوقامت اور انداز بتایا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ آدمی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے"۔ مناظر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اب اس کلب سے مزید تفصیلات معلوم کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"جناب۔ کلب کا مالک اور مینجر سمتھ نام کا آدمی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ آنے والا جسے روڈی کہا جاتا ہے سمتھ کے ساتھ کافی دیر تک رہتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے بے حد بے تکلف بھی ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ سمتھ کو اغوا کیا جائے۔ لیکن میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس کلب یا سمتھ کے آفس کا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اور کلب کے اندر سے اسے اغوا کر کے لانا مشکل تو نہیں ہے لیکن پھر ہمارا پیچھا یہ لوگ آسانی سے نہیں چھوڑیں گے کیونکہ یہ کلب خطرناک غنڈوں اور مجرموں کا اڈا ہے"...... مناظر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو میں کیپٹن حمید کے ساتھ وہیں آ رہا ہوں۔ میں خود سمتھ سے بات کرتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی نے

رسیور رکھ دیا۔

"چلو کار نکالو۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ اہم کلیو ہے"...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کو ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلا اس سے پوچھ گچھ کر آتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہاں کی پولیس خاصی سخت ہے اور یقیناً اس سمتھ کے پولیس والوں سے قریبی تعلقات ہوں گے۔ اس طرح ہم مزید الجھنوں میں پھنس سکتے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن حمید تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کرنل فریدی بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ انہوں نے یہاں پہنچتے ہی جزیرے کا تفصیلی نقشہ غور سے دیکھ لیا تھا اس لئے انہیں کسی سے راستہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گئی۔ کیپٹن حمید نے کار سائیڈ پر موجود پارکنگ میں لے جا کر روک دی۔ یہ ارشا کلب تھا اور واقعی وہاں آنے جانے والے افراد نچلے طبقے کے غنڈے دکھائی دے رہے تھے۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کار سے نیچے اترے تو ایک پارکنگ بوائے نے کیپٹن حمید کے ہاتھ میں کارڈ تھما دیا جبکہ کرنل فریدی اس دوران کھڑا کلب میں آنے جانے والوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"آئیں"....... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں داخل ہوئے تو ہال سے منشیات اور شراب کی تیز بو آ رہی تھی۔ بو اس قدر تیز تھی کہ سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ کاؤنٹر پر چار افراد موجود تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس نے جینز کی پینٹ اور گہرے نیلے رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ چہرے پر زخموں کے مندمل نشانات کے ساتھ ساتھ خباثت نمایاں نظر آ رہی تھی۔ اس کی نظریں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ دونوں اس ماحول میں اجنبی دکھائی دے رہے تھے۔ کرنل فریدی نے ایک سرسری سی نظر ہال پر ڈالی اور پھر کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا۔

"مینجر سمتھ سے کہو کہ دماک سے کرنل فریدی آیا ہے"۔ کرنل فریدی نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... آدمی نے جلدی سے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کرنل فریدی کی شخصیت سے متاثر ہو چکا ہے۔

"کاؤنٹر سے راگر بول رہا ہوں باس۔ دماک سے کرنل فریدی اور ان کا ساتھی آپ سے ملاقات کے لئے یہاں کاؤنٹر پر موجود ہیں"۔ راگر نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"دوسری منزل پر باس کا آفس ہے جناب۔ لفٹ یہاں سائیڈ میں ہے"....... راگر نے لفٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو مسٹر راگر"....... کرنل فریدی نے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری منزل پر چار مسلح آدمی موجود تھے۔ وہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو دیکھ کر چونک پڑے لیکن انہوں نے انہیں روکا نہیں اور وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ آفس کا دروازہ بند تھا۔ کرنل فریدی نے اسے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور کرنل فریدی اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید تھا۔ آفس خاصا بڑا اور قیمتی فرنیچر سے مزین تھا لیکن اس کی سجاوٹ میں گھٹیا پن نمایاں تھا۔ عورتوں کے بڑے بڑے پوسٹر چاروں طرف لگے ہوئے تھے۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک گینڈا نما آدمی بیٹھا ہوا تھا جو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"خوش آمدید جناب۔ میرا نام سمتھ ہے"....... اس گینڈے نما آدمی نے میز کی سائیڈ سے نکل کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کرنل فریدی کہتے ہیں اور یہ ہے میرا ساتھی کیپٹن حمید"....... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میں آپ کو جانتا ہوں۔ میں اکثر دماک آتا جاتا رہتا ہوں"....... سمتھ نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے ختیار چونک پڑا۔

"کس سلسلے میں" ...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"جناب ہمارا دھندہ شراب کی اسمگلنگ ہے۔ اسی سلسلے میں" ...... سمتھ نے کہا اور کیپٹن حمید سے مصافحہ کر کے وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ میرے معزز مہمان ہیں جناب۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے" ...... سمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مہمان نوازی کا شکریہ۔ فی الحال کسی چیز کی ضرورت نہیں"۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"میرے لائق کوئی حکم" ...... سمتھ نے کہا۔

"تمہارے پاس ایک ایکریمین آدمی آتا ہے جو یہاں سے شراب اور دوسری چیزیں جیپ میں ساؤتھ وڈ لے جاتا ہے اور وہ تمہارا دوست بھی ہے" ...... کرنل فریدی نے کہا تو سمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

"یس سر۔ ضرور آتا ہے جناب۔ لیکن" ...... سمتھ نے کہا۔

"میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ ساؤتھ وڈ میں کیا ہو رہا ہے"۔ کرنل فریدی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کرنل صاحب۔ میں خود کبھی ساؤتھ وڈ نہیں گیا۔ وہ ایک وسیع گھنا اور قدرتی جنگل ہے اور مجھے جنگلوں سے کوئی دلچسپی نہیں

ہے۔ روڈی میرے پاس آتا ہے۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت ساؤتھ وڈ میں ٹریننگ لے رہا ہے۔ وہ مجھے بھاری رقم دے کر شراب اور دوسرا ضروری سامان خرید کر لے جاتا ہے" ...... سمتھ نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم مجھے جانتے ہو سمتھ تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں بے جا تشدد کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ ہاں یہ کام وہاں مجبوراً کیا جاتا ہے جہاں اندھی ضد سامنے آجائے۔ تمہیں رقم چاہئے مل جائے گی لیکن جو سچ ہے وہ بتا دو" ...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا آپ ایک لاکھ ڈالر دے سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ میرا نام سامنے نہ آئے" ...... سمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری دونوں شرائط منظور ہیں۔ لیکن میں بہرحال سچ سننا چاہتا ہوں" ...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سمتھ کی طرف اچھال دی۔

"شکریہ" ...... سمتھ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور گڈی کو اٹھا کر اس نے جلدی سے میز کی دراز میں ڈال دیا۔

"ہاں۔ اب جو کچھ سچ ہے وہ بتا دو" ...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب۔ ساؤتھ وڈ میں ایکریمیا کی ایک چھوٹی سی زیر زمین لیبارٹری ہے۔ یہ انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے اور اس کا کوئی

راستہ ساؤتھ وڈ سے نہیں جاتا بلکہ اس کا راستہ سمندر کے نیچے بنایا گیا ہے اور ایک چھوٹی سی آبدوز کے ذریعے لیبارٹری میں آمد و رفت ہوتی ہے اور لیبارٹری کو قائم ہوئے آٹھ سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے اور شروع سے اس لیبارٹری کو شراب اور دوسرے سامان کی سپلائی میں کرتا ہوں ۔ یہ لیبارٹری دو بڑے کمروں پر مشتمل ہے ۔ اس کے ساتھ دو بڑے کمرے ڈاکٹر ولیم اور اس کے اسسٹنٹ کی رہائش گاہ کے کام آتے ہیں ۔ میرے پوچھنے پر ڈاکٹر ولیم نے بتایا تھا کہ یہاں ایکریمیا کے لئے وہ سیٹلائٹ کی چیکنگ کرتے رہتے ہیں تاکہ ایکریمین سیٹلائٹ کی انتہائی نازک اور پیچیدہ مشینری کو کوئی دشمن ملک کسی وائرس کے ذریعے تباہ نہ کر دے اور یہ روٹین کا کام ہے ۔ جہاں تک روڈی کا تعلق ہے روڈی عیاش فطرت آدمی ہے اور میں چونکہ روڈی کے لئے اس کی فطرت کے مطابق اس کی ضروریات پوری کر دیتا ہوں اس لئے میری اس سے خاصی بے تکلفی ہو گئی ہے اس کا فائدہ مجھے یہ ہوتا ہے کہ میں سامان کی قیمت عام قیمت سے ڈبل لگا دیتا ہوں ۔ بہرحال شروع میں میرے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ اس کا تعلق ایکریمیا کی سپر ایجنسی سے ہے اور وہ سپر ایجنسی کے سائیگر سیکشن سے ہے ۔ یہ خصوصی سیکشن ہے اور سیکشن کا انچارج سپر ایجنسی کا چیف ایجنٹ سائیگر ہے ۔ حکومت ایکریمین کو اطلاع ملی ہے کہ ڈاکر میں موجود لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے دشمن ایجنٹ آ رہے ہیں تو یہاں سپر ایجنسی کو بھیج دیا گیا اور سائیگر یہاں

اپنے ساتھ آٹھ ساتھیوں سمیت آ گیا ۔ ان لوگوں نے ساؤتھ وڈ کے گھنے جنگل میں انتہائی جدید سائنسی مشینری نصب کی ہوئی ہے جس سے وہ ایک جگہ پر بیٹھ کر سارے جنگل کو چیک کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ چاہیں تو اس جنگل کے کسی بھی حصے میں داخل ہونے والے کسی بھی آدمی کو صرف ایک بٹن دبا کر ہلاک کر سکتے ہیں ۔ ان کا مشن یہی ہے کہ اگر دشمن ایجنٹ ساؤتھ وڈ میں داخل ہوں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے اور بس ۔ انہوں نے جنگل میں خیمے لگائے ہوئے ہیں اور دن رات مشینری کی مدد سے جنگل کو چیک کرتے رہتے ہیں ۔ ہفتے میں ایک بار روڈی جیپ لے کر آتا ہے اور شراب اور دوسرا ضروری سامان لے جاتا ہے ۔ باقی لوگ وہیں رہتے ہیں اور کوئی بھی جنگل سے باہر نہیں آتا"...... سمتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"روڈی اب کب آئے گا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ کل ہی سپلائی لے کر گیا ہے ۔ اب وہ اگلے ہفتے آئے گا"۔ سمتھ نے کہا۔

"اس سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"مجھے کبھی اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی اور خود اس نے کبھی بتایا ہی نہیں ۔ بس وہ ہر ہفتے آ کر نقد پیمنٹ کر کے سپلائی لے جاتا ہے اور بس"...... سمتھ نے جواب دیا تو کرنل فریدی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"اس کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتاؤ"...... کرنل فریدی

نے کہا تو سمتھ نے تفصیل بتا دی۔

"لیبارٹری کی سپلائی کب جاتی ہے یہاں سے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو"...... سمتھ نے جواب دیا۔

"آج تو دس تاریخ ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر۔ اب وہ آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ کو آئیں گے"...... سمتھ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب اجازت۔ مجھے امید ہے کہ تم اپنے تحفظ کے لئے اپنی زبان بند رکھو گے"...... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں حکومتی معاملات میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں جناب۔ میں تو کچلا جاؤں گا"...... سمتھ نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا مڑا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کلب سے باہر آ چکے تھے۔ باہر آ کر کرنل فریدی نے ہاتھ سے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو ایک سائیڈ سے ایک لمبا تڑنگا آدمی تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"اپنے ساتھیوں سمیت رہائش گاہ پر آ جاؤ"...... کرنل فریدی نے سرسری انداز میں کہا اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب رہائش گاہ میں اکٹھے ہو چکے تھے۔

"اب ہمیں لیبارٹری کو چیک کرنا ہے"...... کرنل فریدی نے مناظر اور اس کے ساتھیوں کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یہاں میں نے چیک کیا ہے کہ غوطہ خوری کے انتہائی جدید ترین لباس آسانی سے مل جاتے ہیں جنہیں پہن کر ہم سمندر میں چیکنگ کے لئے جا سکتے ہیں"...... مناظر نے کہا۔

"ہمیں وہاں جا کر چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا تو مناظر کے ساتھ ساتھ کیپٹن حمید بھی چونک پڑا۔

"پھر کیسے چیکنگ ہو گی"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"لیبارٹری میں لازماً سیٹلائٹ فون ہو گا۔ اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن فون انکوائری میں تو نمبر موجود نہیں ہو گا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ایکریمیا میں ایک سیٹلائٹ انکوائری علیحدہ ہے۔ وہاں سے آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہاں ڈاکر میں یقیناً اکلوتا سیٹلائٹ فون ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن کیا ضروری ہے کہ وہ سیٹلائٹ فون ہو۔ عام فون بھی تو ہو سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔ مناظر اور اس کے ساتھی احتراماً خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہاں ہو سکتا ہے۔ لیکن ہو گا نہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ خفیہ رابطے کے لئے سیٹلائٹ فون ضروری ہوتا ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ خصوصی ٹائپ کا فون ہو"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس

کر دیئے ۔ انکوائری سے اس نے ڈاکر سے ایکریمیا اور پھر اس کے دارالحکومت ناراک کا رابطہ نمبر معلوم کر کے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

" سپیشل سیٹلائٹ فون انکوائری کا نمبر دیں ۔ میں ڈاکر سے ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں "...... کرنل فریدی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا ۔ کرنل فریدی نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" ایس ایس انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" وزارت سائنس سے ڈپٹی سیکرٹری روگر بول رہا ہوں ۔ ڈاکر میں ڈاکٹر ولیم کے نام ایک سیٹلائٹ فون نمبر موجود ہے وہ بتا دیں "...... کرنل فریدی نے اس بار ایکریمین لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو سر ۔ کیا آپ لائن پر ہیں "...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

" یس "...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" نمبر نوٹ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا تو کرنل فریدی نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ

دیا۔

" کیا یہ ضروری تھا کہ فون نمبر ڈاکٹر ولیم کے نام ہوتا "۔ کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

" کچھ ذہن بھی استعمال کر لیا کرو ۔ لیبارٹری خفیہ ہے ۔ ظاہر ہے اس کے نام پر نمبر نہیں ہو سکتا اور ڈاکٹر ولیم وہاں مستقل طور پر کام کرتا ہے اس لئے ظاہر ہے اس کے نام پر فون نمبر دیا گیا ہو گا اور ویسے بھی اسی نام سے فون محفوظ رہ سکتا ہے کیونکہ ہمیں تو سمتھ نے یہ نام بتایا ہے ورنہ عام آدمی کو یہ نام معلوم نہیں ہو سکتا "...... کرنل فریدی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے ۔ کرنل فریدی نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ بولنے والے کے لہجے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ادھیڑ عمر آدمی ہے۔

" میرا نام جاکن ہے اور میرا تعلق ایکریمیا کی وزارت سائنس سے ہے ۔ میں سپریم سیٹلائٹ کمپنی کا سربراہ بنا ہوں ۔ تمام ایکریمین سیٹلائٹس کے بارے میں ہم نے تفصیلی جائزہ رپورٹس تیار کر کے حکومت ایکریمیا کو دینی ہیں "...... کرنل فریدی نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" کیسی رپورٹس "...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" سیٹلائٹ مشینری میں ایک مشین ہوتی ہے جسے بلوم کارٹر کہا جاتا ہے ۔ کیا آپ ڈاکٹر ولیم بول رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ہاں ۔ میں ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تو آپ کو تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ۔ آپ مجھ سے بھی بہتر اس مشین کو جانتے ہوں گے ۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو اپ گریڈ کر دیا جائے کیونکہ حکومت کو اطلاعات مل رہی ہیں کہ روسیاہ اپنے سیٹلائٹس کے بلوم کارٹرز کو اپ گریڈ کر رہا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" اوہ اچھا ۔ ٹھیک ہے ۔ فرمائیے ۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر ولیم نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" میں آپ سے ذاتی طور پر ملنا چاہتا ہوں ۔ آپ ایکریمیا تشریف لے آئیں یا اگر آپ کہیں تو میں ڈاکر آ جاؤں ۔ ہم کسی ہوٹل میں ملاقات کر لیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" میرا ایکریمیا آنا تو خاصا مشکل ہے ۔ آپ ڈاکر آ جائیں ۔ یہاں ملاقات ہو جائے گی"...... ڈاکٹر ولیم نے جواب دیا۔

" لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ کی لیبارٹری میں کسی غیر ملکی سائنس دان کو رکھا گیا ہے اس لئے آپ کی لیبارٹری میں آمد و رفت

بند کر دی گئی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" اوہ نہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ویسے بھی اس لیبارٹری میں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے کہ کسی کو یہاں رکھا جائے ۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ کسی اجنبی کو یہاں لے آنا منع ہے ۔ لیکن آپ تو حکومت کے آدمی ہیں اس لئے آپ کے لئے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے آپ جب مجھے فون کریں گے تو میں آپ کو رسیو کر لوں گا ۔ پھر آپ ہماری لیبارٹری بھی دیکھ لیں گے اور تفصیلی ملاقات بھی ہو جائے گی کب آ رہے ہیں آپ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" فوری طور پر تو ممکن نہیں بہرحال ایک دو ہفتے میں ایسا ہو سکے گا ۔ میں آپ کو فون کر دوں گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ جب آپ فون کریں گے پھر ملاقات ہو گی" ۔ ڈاکٹر ولیم نے کہا تو کرنل فریدی نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ سمتھ کی بات درست ہے ۔ یہاں ڈاکٹر عبداللہ نہیں ہیں"...... کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" اور اب تو آپ کو یقین آ گیا ہو گا کہ عمران نے غلط بیانی کی ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ عمران کی بات درست ہے ۔ یہ بات تو طے ہو گئی ہے" ۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" اب بھی آپ اسے درست کہہ رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔اس لئے کہ ساؤتھ وڈ میں سائیگر اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی بتا رہی ہے کہ انہوں نے یہاں باقاعدہ ڈاجنگ مشینری رکھی ہوئی ہے ۔ موجودہ دور میں یہ عام بات ہے کہ ڈاجنگ مشین کے ذریعے فریکونسی اور فون نمبر کے ذریعے ٹریس کرنے والے کو ڈاج دیا جائے ۔ عمران نے فریکونسی کے ذریعے ڈاکر کو چیک کیا ہے اور سائیگر کی یہاں موجودگی بتا رہی ہے کہ انہوں نے اس پوائنٹ کو باقاعدہ ڈاج دینے کے لئے استعمال کیا ہے تاکہ اگر کوئی چیک کر بھی لے تو ڈاکر سامنے آئے اور جب وہ یہاں آئے تو لامحالہ لیبارٹری ساؤتھ وڈ میں ہے تو وہ وہاں پہنچیں گے اور وہاں انہیں ہلاک کر دیا جائے گا"....... کرنل فریدی نے کہا۔

"جس گہرائی میں آپ سوچ رہے ہیں وہ احمق عمران نہیں سوچ سکتا ۔ اگر وہ بھی یہ بات سوچتا تو اب تک یہاں پہنچ چکا ہوتا"۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ دوسرے انداز میں کام کرتا ہے ۔اس کے بے حد وسیع رابطے ہیں اس لئے اس نے رابطوں سے ہی یہ معلوم کر لیا کہ مسلم ممالک کی لیبارٹری لائبیریا میں ہے اور اسے تباہ کر کے ڈاکٹر عبداللہ کو وہاں سے اغوا کر لیا گیا ہے جبکہ ہم آخر تک یہی سمجھتے رہے کہ لیبارٹری تارکیہ میں ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے معلومات حاصل کر لی ہوں"....... کرنل فریدی نے کہا تو اس بار کیپٹن حمید نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہونٹ بھینچ لئے ۔

"سر ۔ اب کیا حکم ہے ۔ کیا اس سائیگر کے خلاف کام کرنا ہے"....... مناظر نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ نہیں ۔ ہمیں کسی معاملے میں خواہ مخواہ الجھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تم جاؤ ۔اب مجھے پہلے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ڈاکٹر عبداللہ کہاں ہیں ۔ پھر آگے کام ہو گا"....... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر"....... مناظر نے کہا اور وہ اور اس کے ساتھی سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گئے ۔

"اس عمران سے پوچھ لیں"....... کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں ۔ یہ کام ہمیں خود کرنا ہو گا"....... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ کرنل فریدی کے اس خیال سے متفق ہو ۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس نے روز میری کلب کے مینجر سٹانزا کو معلومات حاصل کرنے کے لئے دو روز کی مہلت دی تھی اور آج دو روز گزر چکے تھے جبکہ ان دو دنوں میں عمران نے نہ صرف ڈاکر جزیرے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر لیں تھیں بلکہ اس نے ادھر ادھر مختلف لوگوں کو فون کر کے ان سے بھی ڈاکر جزیرے پر موجود ایکریمین لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کہیں سے بھی اسے کوئی ایسی اطلاع نہ ملی تھی جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی۔ اس لئے اب وہ سٹانزا سے اصل اور حتمی رپورٹ لینا چاہتا تھا۔

" سٹانزا بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی سٹانزا کی آواز سنائی دی۔

" پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں "...... عمران نے کہا۔

" اوہ آپ۔ سر آپ کے لئے میرے پاس کافی معلومات جمع ہو چکی ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران اور میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

" کیسی معلومات۔ تفصیل سے بتاؤ "...... عمران نے کہا۔

" آپ کے حکم پر جب میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے اطلاع ملی کہ یہاں ڈاکر میں ارشا کلب کے مینجر سمتھ کا تعلق کسی ایسی جگہ سے ہے جہاں کے لئے ہر ماہ باقاعدہ سپلائی جاتی ہے۔ سمتھ میرا گہرا دوست ہے لیکن وہ بے حد لالچی آدمی ہے۔ میں اس سے ملا اور اسے دس ہزار ڈالر دیئے تو اس نے تفصیل بتا دی "...... سٹانزا نے کہا۔

" تم رقم کی فکر مت کرو۔ ڈبل مل جائے گی "...... عمران نے کہا۔

" شکریہ جناب۔ سمتھ سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ یہاں ساؤتھ وڈ نامی جنگل کے نیچے ایک چھوٹی سی لیبارٹری ہے جس کا راستہ سمندر سے ہے اور ایک آبدوز کے ذریعے ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو وہاں پانچ افراد کے لئے شراب اور دوسرا سامان بھجوایا جاتا ہے۔ ایسا گزشتہ آٹھ سالوں سے ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ ایکریمیا کی کوئی سرکاری ایجنسی جسے سپر ایجنسی کہا جاتا ہے کا ایک سیکشن جس کا انچارج سائیگر ہے ایک ہفتے سے اس جنگل میں موجود ہے اور وہاں انہوں نے کیمپ لگائے ہوئے ہیں اور

وہاں انتہائی جدید ترین مشینری فٹ کر رکھی ہے۔ ان کے لئے ان کا ایک آدمی روزی سپلائی کے لئے سمتھ کے پاس آتا ہے۔ وہ ہر ہفتے آتا ہے اور اس نے سمتھ کو بتایا ہے کہ دشمن ایجنٹوں نے یہاں ساؤتھ وڈ پر حملہ کرنا ہے اور ان کی ہلاکت کے لئے وہ یہاں موجود ہیں اور ہاں۔ سمتھ نے یہ بھی بتایا ہے کہ دماک کا کوئی بڑا سرکاری آدمی جس کا نام کرنل فریدی ہے اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے کرنل فریدی سے ایک لاکھ ڈالر لے کر اس کو بھی یہ ساری تفصیل بتا دی ہے"...... سٹانزا نے کہا تو کرنل فریدی کا نام سن کر عمران اور بلیک زیرو ایک بار پھر چونک پڑے۔

" ٹھیک ہے۔ تمہاری رقم سے دوگنی رقم تمہیں پہنچ جائے گی۔ میں جب ڈاکر آؤں گا تو تمہیں کال کر لوں گا۔ تب تک گڈ بائی"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ کرنل فریدی صاحب وہاں پہنچ گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں اور اب تک وہ کام مکمل بھی کر چکے ہوں گے اس لئے مجھے انہیں کال کرنا ہو گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر کرنل فریدی کی خصوصی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ ہارڈ سٹون۔ اوور"۔ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ ہارڈ سٹون اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... کچھ دیر بعد کرنل فریدی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" سنا ہے جزیرے کی آب و ہوا آپ کو راس نہیں آئی اس لئے آپ نے ایک کلب کے مینجر کو ایک لاکھ ڈالر دیئے ہیں تاکہ طبیعت کی بحالی کا کورس مکمل کیا جا سکے۔ اوور"...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

" تم کہاں سے بات کر رہے ہو۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اپنے ملک سے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ میں نے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ جزیرہ ہمارے لئے بہتر نہیں رہا۔ یہاں شفاخانہ تو موجود ہے لیکن وہ بے حد چھوٹا ہے اور اسے صرف ڈاج دینے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اصل مریض کو کہیں اور لے جایا گیا ہے۔ اوور"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ پھر آپ نے اس بارے میں کیا پلان بنایا ہے۔ اوور"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مریض کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن ابھی تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اوور"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ڈاکٹر صاحب کا کیا نام ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" ڈاکٹر ولیم۔ اس سے میری سیٹلائٹ فون پر بات ہوئی ہے۔

تب ہی میں کنفرم ہوا ہوں ۔ تم نے کلب کے بارے میں جہاں سے معلومات حاصل کی ہوں گی اس نے تمہیں لازماً یہ بھی بتایا ہو گا کہ یہاں سر جوشاندہ موجود ہے ۔ اوور"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"جی ہاں ۔ بہرحال اب مجھے ٹریس تو کرنا ہو گا ۔ کیا فون نمبر ہے ڈاکٹر صاحب کا ۔ اوور"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل فریدی نے نمبر بتا دیا۔

"اوکے ۔ میں بھی کوشش کرتا ہوں ۔ اگر مجھے اطلاع ملی تو میں آپ کو اطلاع دے دوں گا ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا آپ اس ڈاکٹر ولیم سے بات کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔ جب کرنل فریدی نے بتایا ہے کہ ان کی بات ہو گئی ہے تو مجھے اس سے مزید کیا معلوم ہو سکے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ نے فون نمبر کیوں پوچھا تھا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تاکہ اس نمبر کے ذریعے ڈاجنگ مشین سے رابطہ کر کے وہ مقام معلوم کیا جا سکے جہاں ڈاکٹر عبداللہ کو لے جایا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے ۔ فون نمبر سے یہ کیسے معلوم ہو سکے گا"...... بلیک

زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاجنگ مشین کو استعمال کرنے کے لئے سیٹلائٹ فون کا استعمال لازماً ہوتا ہے ۔ اب میں اس فون نمبر کی مدد سے حساب کتاب کروں گا تب جا کر وہ مقام معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم چائے بناؤ میں حساب کتاب کر لوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے لائبریری کی طرف بڑھ گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی ۔ بلیک زیرو نے اس دوران چائے بنا کر عمران کو لائبریری میں ہی دے دی تھی۔

"کچھ معلوم ہوا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ڈاجنگ مشین نہیں استعمال کی گئی بلکہ ڈاکٹر عبداللہ کو حقیقتاً پہلے ڈاکر جزیرے پر لے جایا گیا ہے کیونکہ اس نمبر سے ڈاجنگ مشین استعمال ہی نہیں کی گئی"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیسے ٹریس کیا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ ایکریمیا کے ڈیفنس سیکرٹری سے معلومات حاصل کی جائیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

"ڈیفنس سیکرٹری کیسے بتائے گا"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ تو نہیں بتائے گا لیکن اس کی کوئی سپیشل سیکرٹری، کوئی منہ چڑھی سیکرٹری، کوئی تو بتائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"جاڈش کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جاڈش کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جاڈش سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جاڈش بول رہا ہوں عمران صاحب۔ حکم فرمائیے۔ کیسے یاد کیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے تکلفانہ تھا۔

"تمہارے ایکریمیا کی بیوروکریسی سے انتہائی گہرے تعلقات کیا

اب بھی موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کو تو علم ہے۔ حکم فرمائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ کیا اس کا بندوبست ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس ٹائپ کی معلومات"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا ایسا انتظام ہو سکتا ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ کس ٹائپ کی معلومات کیونکہ ایسی معلومات بھی ہو سکتی ہیں جو ان کی سیکرٹری کے ذریعے معلوم ہو جائیں۔ ایسی بھی ہو سکتی ہیں جو ان کے سپرنٹنڈنٹ سے معلوم ہو جائیں اور ایسی بھی ہو سکتی ہیں جو ان کی ذات تک محدود ہوں"...... جاڈش نے کہا۔

"اگر ان کی ذات تک محدود ہوں تو پھر"...... عمران نے کہا۔

"پھر بھی معلوم تو ہو جائے گا لیکن معاوضہ چار گنا بڑھ جائے گا"...... جاڈش نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری رقم لے کر بتا دے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب۔ ایسا نہیں ہے۔ اس کے لئے دوسرا

طریقہ استعمال کیا جائے گا۔ ڈیفنس سیکرٹری سر جوہن کی ایک دوست ہے مس میگی جو بے حد خوبصورت اور اچھی عورت ہے۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب دوسرے تیسرے روز رات اس کے فلیٹ میں خفیہ طور پر گزارتے ہیں اور مس میگی کو بھاری معاوضہ دے کر ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی شراب میں کاروڈرون کی دو گولیاں ڈلوائی جا سکتی ہیں۔ پھر اس کے بعد ان سے جو کچھ بھی پوچھا جائے گا وہ نہ صرف بتا دیں گے بلکہ صبح اٹھ کر انہیں یاد بھی نہ رہے گا کہ رات کو انہوں نے کچھ بتایا تھا یا نہیں"...... جاڈش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کتنا معاوضہ لو گے۔ کھل کر بات کرو۔ مجھے بہر حال یہ معلومات ہر قیمت پر چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ سے صرف دس لاکھ ڈالر لوں گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا ایسا ممکن ہے کہ جب کاروڈون کی گولیاں استعمال ہو جائیں تو میں ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے خود پوچھ گچھ کر سکوں"۔ عمران نے کہا۔

"صرف آپ کر سکتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا"...... جاڈش نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ مس میگی کی آواز اور لہجے کی بہترین نقل

کر سکتے ہیں اور چونکہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے لاشعور میں یہ بات موجود ہو گی کہ وہ مس میگی کے فلیٹ پر ہیں اس لئے اس کی آواز کو تو رسپانس دیں گے اور کسی کو نہیں"...... جاڈش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ تم تو پہلے سے کہیں زیادہ عقل مند ہو گئے ہو"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جاڈش بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا میگی اس پر آمادہ ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اسے دولت چاہئے اور پھر ہمیں صرف معلومات۔ ہم نے ڈیفنس سیکرٹری کو ہلاک تو نہیں کرنا۔ تھوڑی سی رقم بڑھا دیں گے"۔ جاڈش نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم معلوم کرو کہ وہ کب میگی کے فلیٹ پر آتا ہے۔ میں آج یہاں سے روانہ ہو جاتا ہوں۔ کل تک میں ایکریمیا پہنچ جاؤں گا اور پھر تم سے رابطہ کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... اس مرتبہ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو تیار ہونے کا کہہ دو اور تم بھی تیار ہو جاؤ۔ تم لوگوں نے عمران کی سربراہی میں ایکریمیا جانا ہے۔ باقی تفصیلات تمہیں عمران بتا دے گا۔ روانگی آج ہی ہونی ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم ہمارے کاغذات اور چارٹرڈ طیارے کا بندوبست کرو۔ میں آج رات کو یہاں سے روانہ ہونا چاہتا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹیکسی جیسے ہی ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کے ایک بزنس پلازہ کے سامنے رکی کرنل فریدی اور کیپٹن حمید ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ کیپٹن حمید نے ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی تو ڈرائیور سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ کرنل فریدی مڑا اور پلازہ میں داخل ہو گیا۔ پلازہ کا نام گریٹ پام تھا اور یہ پورا پلازہ امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرنے والی بین الاقوامی کارپوریشنوں کے آفس پر مبنی تھا۔ کرنل فریدی کیپٹن حمید اور دوسرے ساتھیوں سمیت ڈاکر سے واپس ولنگٹن آ گیا تھا۔ انہیں یہاں آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا اور اس دوران کرنل فریدی نے مختلف لوگوں کو فون کر کے اور ان سے ملاقاتیں کر کے یہ معلومات حاصل کر لی تھیں کہ ایکریمیا کے نئے چیف سیکرٹری مارک ریلے کے چھوٹے بھائی کی امپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن جس کا نام ایلفرڈ کارپوریشن تھا کا مین آفس اسی پلازہ میں

تھا اور چیف سیکرٹری کا چھوٹا بھائی جس کا نام ایلفرڈ تھا یہیں آفس میں بیٹھتا تھا۔ کرنل فریدی کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ دونوں بھائیوں کے تعلقات کافی عرصے سے کشیدہ ہیں۔ دونوں بھائی کٹر یہودی تھے اور ان کا والد ترکے میں ان کے لئے بہت بڑی جائیداد چھوڑ گیا تھا جس پر چیف سیکرٹری نے حکومتی اقتدار کی بدولت نہ صرف قبضہ کر لیا تھا بلکہ اسے فروخت کر کے تمام رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دی۔ چونکہ مارک ریلے چیف سیکرٹری تھا اس لئے ایلفرڈ اس کا کچھ بگاڑ نہ سکتا تھا لیکن بہرحال ان کے تعلقات ختم ہو گئے تھے اور اب دونوں بھائی اور ان کی فیملیاں ایک دوسرے سے مکمل طور پر کٹ آف ہو گئی تھیں۔ لیکن کرنل فریدی کو معلوم ہوا تھا کہ چیف سیکرٹری کی بیٹی جس یونیورسٹی میں پڑھتی ہے ایلفرڈ کا بیٹا بھی وہیں پڑھتا ہے اور دونوں کی آپس میں خاصی دوستی ہے۔ اس پر چیف سیکرٹری کو تو اعتراض تھا لیکن ایلفرڈ کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ شاید اسے اعتراض اس لئے نہ تھا کہ اگر چیف سیکرٹری کی اکلوتی بیٹی ریٹا کے ساتھ اس کے بیٹے براؤن کی شادی ہو جائے گی تو اس طرح بھی چیف سیکرٹری کی تمام جائیداد خود بخود ایلفرڈ کے خاندان میں آجائے گی اور ان ساری معلومات کے بعد کرنل فریدی نے ایلفرڈ سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔ گو کیپٹن حمید نے تجویز پیش کی تھی کہ چیف سیکرٹری کی بیٹی کو اغوا کر کے چیف سیکرٹری کو مجبور کر دیا جائے کہ وہ ڈاکٹر عبداللہ کے بارے میں بتا دے لیکن ظاہر ہے کرنل فریدی جیسا

شخص ایسے کام پر آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ لہذا کرنل فریدی نے اس کی تجویز کو سختی سے رد کر دیا تھا۔ ایلفرڈ کارپوریشن کا آفس آٹھویں منزل پر تھا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید لفٹ کے ذریعے آٹھویں منزل پر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایلفرڈ کے آفس کے سامنے وسیع کمرے میں موجود تھے۔ وہاں دو آدمی ان سے پہلے ملاقات کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل فریدی نے سیکرٹری کو اپنا نام بتایا اور پھر وہ ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب ان سے پہلے موجود دونوں افراد ملاقات کر کے واپس چلے گئے تو سیکرٹری نے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ شیشے کا دروازہ کھول کر وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو میز کی دوسری طرف ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام ایلفرڈ ہے"...... اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں کرنل فریدی اور یہ میرا ساتھی کیپٹن حمید"...... کرنل فریدی نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ دماک سے تشریف لائے ہیں"...... ایلفرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے آپ کی سیکرٹری کو بتایا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"جی فرمائیے"...... ایلفرڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کاروباری انداز میں کہا۔

"ہم نے آپ کے بیٹے براؤن سے ملاقات کرنی ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ آپ سے علیحدہ رہتا ہے۔ آپ اس کا پتہ بتا دیں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ نے براؤن سے ملنا ہے۔ مگر کیوں"...... ایلفرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق دماک کی سپیشل پولیس سے ہے اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ آپ کا بیٹا براؤن ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم میں شامل ہے جو اسلحہ اسمگل کرتی ہے اور براؤن اس سلسلے میں دماک آتا جاتا رہتا ہے۔ ہم نے اس سے اس تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"وہ تو یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... ایلفرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے بیٹے کا نام براؤن ریلے ہے ناں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"براؤن ریلے نہیں میرے بیٹے کا نام براؤن ایلفرڈ ہے۔ مارک ریلے تو میرا بڑا بھائی ہے جو ایکریمیا کا چیف سیکرٹری ہے"...... ایلفرڈ نے کہا۔

"اوہ سوری۔ پھر تو واقعی غلط فہمی ہو گئی۔ آئی ایم سوری۔ ہم

نے آپ کا وقت ضائع کیا۔ اب ہمیں اجازت دیں"...... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی شخصیت بتا رہی ہے کہ یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔ آپ برائے مہربانی مجھے تفصیل بتائیں کہ کیسے آپ کو میرے بیٹے پر شک ہوا"...... ایلفرڈ نے کہا۔

"ہمیں یہی معلوم ہوا تھا کہ براؤن ریلے آپ کا بیٹا ہے۔ چونکہ آپ کے بھائی کا نام ریلے ہے اس لئے ہم سمجھے کہ ریلے آپ کا خاندانی نام ہے"...... کرنل فریدی نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو ایسا کیوں بتایا گیا ہے"...... ایلفرڈ نے کہا۔

"رپورٹس تو ہوتی رہتی ہیں۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو آپ اپنے بیٹے سے ہمیں ملوا دیں تاکہ بات ہر لحاظ سے کلیئر ہو جائے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ اس معاملہ کو واقعی کلیئر ہونا چاہیئے۔ میں خاندانی آدمی ہوں اور ایکریمیا میں میری ساکھ ہے، عزت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ عزت پر معمولی سی بھی آنچ آئے۔ براؤن فیئر کس پلازہ کے فلیٹ نمبر بارہ اے میں رہتا ہے۔ پڑھائی کے لئے وہ علیحدہ رہتا ہے آپ اس سے مل لیں میں اسے فون کر دیتا ہوں تاکہ معاملات واقعی کلیئر ہو سکیں۔ میری کاروباری مصروفیات ہیں ورنہ میں آپ کے ساتھ جاتا"...... ایلفرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

" براؤن سے میری بات کراؤ "...... ایلفرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

" ایلفرڈ بول رہا ہوں براؤن ۔ دو صاحبان تمہارے فلیٹ پر آرہے ہیں ۔ ان کا تعلق ڈماک کی سپیشل پولیس سے ہے ۔ انہیں کسی نے غلط معلومات دی ہیں کہ تم اسلحہ اسمگل کرنے والی کسی مجرم تنظیم میں شامل ہو ۔ جس آدمی کے بارے میں رپورٹ انہیں ملی ہے اس کا نام براؤن ریلے ہے اس لئے تم انہیں اپنے بارے میں مکمل وضاحت کر دو تاکہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے کلیئر ہو جائے "...... ایلفرڈ نے کہا اور دوسری طرف سے بات سننے لگا۔

" نہیں ۔ یہ انتہائی معزز افراد ہیں ۔ تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ۔ میں نے انہیں خود کہا ہے کہ وہ تمہیں مل کر معاملے کو ہمیشہ کے لئے کلیئر کر دیں "...... ایلفرڈ نے کہا اور دوسری طرف سے بات سن کر اس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" براؤن فلیٹ پر موجود ہے آپ اس سے مل لیں "...... ایلفرڈ نے کہا۔

" اوکے شکریہ ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ آپ کی عزت پر غلط طور پر کوئی دھبہ نہیں آئے گا "...... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" شکریہ "...... ایلفرڈ نے کہا اور پھر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اس سے مصافحہ کر کے آفس سے باہر آگئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک

ٹیکسی میں سوار فیبر کس پلازہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" اس نے تکلفاً بھی کچھ پینے کے لئے نہیں پوچھا "...... اچانک کیپٹن حمید نے کہا۔

" وہ کاروباری آدمی ہے اس لئے فضول اخراجات سے بچتا ہے "۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک نوجوان کے سامنے اس کے فلیٹ پر موجود تھے ۔ یہ براؤن تھا ایلفرڈ کا بیٹا۔

" آپ نے یہ کیا کہا ہے کہ میرا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہے "...... براؤن نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔ وہ نوجوان آدمی تھا اس لئے بہرحال وہ اپنے باپ کی طرح متحمل مزاج نہ ہو سکتا تھا۔

" تمہارا تعلق ریٹا سے تو ہے ۔ ریٹا ریلے سے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ہاں ۔ وہ میری فرسٹ کزن ہے اور کلاس فیلو بھی ہے ۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں "...... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ یہاں تمہارے فلیٹ پر آتی رہتی ہے ۔ اسے یہاں بلاؤ کیونکہ جو رپورٹ ملی ہے اس کے تحت ریٹا نے تمہارے بارے میں بتایا ہے "...... کرنل فریدی نے کہا تو براؤن بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں "...... براؤن نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم اسے بلاؤ ۔ ابھی جھوٹ سچ سامنے آجائے گا اور یہ سن لو کہ

ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے۔ ہم صرف تمہارے والد کی عزت کے لئے خاموشی سے یہ سب کام کر رہے ہیں ورنہ تمہارا چچا چیف سیکرٹری تو چاہتا تھا کہ تمہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے جایا جائے اور تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ ایسی صورت میں کیا ہوتا۔ تمہیں بھی تھرڈ ڈگری کے استعمال کا نشانہ بنایا جاتا اور تمہاری گرفتاری اور منشیات کے ریکٹ میں شمولیت کی خبر آنے کے بعد تمہارے باپ کو بھی خودکشی کرنا پڑتی"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ سازش کی جا رہی ہے ہمارے خلاف۔ تو کیا ریٹا اس سازش میں شامل ہے۔ وہ تو ایسی لڑکی نہیں ہے"۔ براؤن نے کہا۔

"جو کچھ ہے تمہیں معلوم ہو جائے گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو براؤن نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"...... کرنل فریدی نے کہا تو براؤن نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ریٹا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"براؤن بول رہا ہوں ریٹا۔ تم ابھی اور اسی وقت میرے فلیٹ پر

آجاؤ ڈیئر"...... براؤن نے کہا۔

"ارے۔ وہ کیوں۔ میں ایک کام میں مصروف ہوں۔ فارغ ہو کر آؤں گی"...... ریٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گولی مارو کام کو۔ کام تو ہوتے رہتے ہیں۔ کیا میری بات کا تمہیں خیال نہیں۔ کیا تم مجھ پر کام کو ترجیح دے رہی ہو"۔ براؤن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم نے پھر غصہ دکھانا شروع کر دیا۔ تمہاری یہی عادت مجھے پسند نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ کیوں بلا رہے ہو"...... ریٹا نے کہا۔

"تم آجاؤ تو بتاؤں گا۔ میری زندگی اور مستقبل دونوں داؤ پر لگے ہوئے ہیں"...... براؤن نے کہا۔

"اوہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہی ہوں۔ ابھی چند منٹ میں پہنچ رہی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو براؤن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ریٹا یونیورسٹی میں رہتی ہے یا تمہاری طرح کسی رہائشی پلازہ میں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"یہاں قریب ہی ایک اور رہائشی پلازہ ہے۔ وہ وہاں رہتی ہے"...... براؤن نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد کال بیل بج اٹھی تو براؤن اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا تو

کمرے میں ایک نوجوان لڑکی داخل ہوئی جس نے پینٹ اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

"یہ ۔ یہ کون ہیں"...... ریٹا نے براؤن کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"ان کا تعلق وماک کی سپیشل پولیس سے ہے"...... براؤن نے کہا۔

"وماک ۔ سپیشل پولیس ۔ کیا مطلب"...... ریٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ دونوں آگے بڑھے تو کرنل فریدی اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے اٹھتے ہی کیپٹن حمید بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکے سے تکدر کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میرا نام کرنل فریدی ہے اور میرا تعلق وماک کی سپیشل پولیس سے ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں کیپٹن حمید"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تشریف رکھیں ۔ میرا نام ریٹا ریلے ہے ۔ میں براؤن کی کزن ہوں"...... ریٹا نے کرنل فریدی کی شاندار شخصیت سے متاثر ہو کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے مس ریٹا اور میرے کہنے پر ہی براؤن نے آپ کو یہاں بلایا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اس کے بیٹھتے ہی کیپٹن حمید بھی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ریٹا بھی براؤن کے

ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مس ریٹا ۔ آپ کے والد مارک ریلے چیف سیکرٹری ہیں"۔ کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جی ہاں"...... ریٹا نے جواب دیا۔

"مس ریٹا ۔ آپ کے والد نے تارکیہ کے سائنس وان ڈاکٹر عبداللہ کو لائبیریا سے اغوا کروا کر پہلے جزیرے ڈاکر بھجوایا اور پھر ڈاکر سے کہیں اور بھجوا دیا ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے والد سے ہمیں پوچھ کر بتائیں کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں بھجوایا گیا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن کیوں ۔ یہ تو سرکاری معاملات ہیں"...... ریٹا نے کہا۔

"یہ آپ نے کیا باتیں شروع کر دی ہیں ۔ جو بات آپ نے پہلے بتائی ہے اس کے بارے میں بات کریں"...... براؤن نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے ہی لمحے سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے بیٹھے ہوئے ریٹا اور براؤن دونوں کے چہروں پر گیس کے بھبکے سے نظر آئے اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اچھل کر کرسیوں سمیت نیچے جا گرے جبکہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں نے سانس روک لئے تھے ۔ کرنل فریدی نے اٹھ کر دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا ۔ اس کے ساتھ ہی ایگزاسٹ فین چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ہی کمرہ گیس سے صاف ہو گیا ۔ چونکہ سوئچ بورڈ

کے ہر بٹن پر الفاظ لکھے ہوئے تھے اس لئے اس بٹن کے اوپر ایگزاسٹ کا لفظ کرنل فریدی کی نظروں نے پہلے ہی چیک کر لیا تھا اس لئے اس نے اٹھ کر وہی بٹن پریس کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے بٹن آف کر دیا۔

" آخر یہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا ۔ پہلے جب میں نے کہا تھا کہ ریٹا کو اغوا کر کے اس کے باپ سے معلومات حاصل کر لیں تو آپ نے انتہائی سختی سے میری تجویز کو رد کر دیا تھا اور اب آپ خود وہی کام کر رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" اس کا باپ چیف سیکرٹری ہے ۔ ایکریمیا کا سب سے طاقتور حاکم ۔ وہ اس طرح قابو میں نہیں آ سکتا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر آپ یہ سب کچھ کیا کر رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" رسی تلاش کرو ۔ میں نے ان دونوں کو کرسیوں پر باندھنا ہے"...... کرنل فریدی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا تو کیپٹن حمید سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر باری باری دونوں کو اٹھا کر کرسیوں پر ڈال دیا ۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید رسی کا بنڈل اٹھائے واپس آیا تو کرنل فریدی نے اس کی مدد سے دونوں کو کرسیوں پر رسی سے باندھ دیا ۔ اس کے بعد

اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس نے ریٹا کی ناک سے لگا دیا ۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے اپنی جیب میں واپس رکھ لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا چند لمحوں بعد ریٹا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی ۔ اس نے گردن گھمائی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

" یہ ۔ یہ ۔ کیا مطلب ۔ یہ ۔ یہ کیا ہے"...... ریٹا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم پڑھی لکھی اور سمجھ دار لڑکی ہو ریٹا ۔ میرے لئے تم دونوں کو ہلاک کرنا انتہائی آسان ہے ۔ صرف مجھے ٹریگر دبانا پڑے گا اگر تم کہو میں تمہارے ساتھ موجود براؤن کو ہلاک کر کے دکھاؤں" ۔ کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

" نن ۔ نن ۔ نہیں ۔ اوہ نہیں ۔ ایسا مت کرو ۔ ہمیں مت مارو ۔ تم کیا چاہتے ہو"...... ریٹا نے اس بار انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا ۔ وہ سیدھی سادی لڑکی تھی اس لئے موجودہ صورت حال نے اسے بے حد خوفزدہ کر دیا تھا۔

" تو پھر میری بات غور سے سن لو ۔ ہم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں بھیجا گیا ہے ۔ یہ کام ڈیفنس سیکرٹری نے کیا ہو

گا ۔ لیکن تمہارے والد کو اس کا علم یقیناً ہو گا ۔ اب یہ تم پر منحصر ہے
کہ تم یہ معلوم کرو کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں بھیجا گیا ہے "۔ کرنل
فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ میں معلوم کرتی ہوں ۔ مجھے آزاد کر دو"...... ریٹا
نے چونک کر کہا۔

" پہلے بتاؤ کہ کس سے معلوم کرو گی اور کیسے "...... کرنل
فریدی نے کہا۔

" ڈیڈی کی سپیشل سیکرٹری ماہیما میری بہت اچھی دوست ہے ۔
ڈیڈی کی تمام کالیں چاہے ہاٹ لائن کال ہی کیوں نہ ہو وہ سنتی بھی
ہے اور پوائنٹس بھی لکھتی ہے ۔ میں اس سے پوچھ لیتی ہوں ۔ اسے
لازماً معلوم ہو گا"...... ریٹا نے کہا۔

" تم اسے کیا کہو گی "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہو گی ۔ میں اسے کہوں گی کہ
براؤن جو سائنسی مقالہ لکھ رہا ہے اس کے لئے وہ ڈاکٹر عبداللہ سے
ملنا چاہتا ہے ۔ وہ یقیناً بتا دے گی کیونکہ میرے ڈیڈی براؤن سے
میری شادی کے خلاف ہیں لیکن میری انتہائی ضد پر انہوں نے فیصلہ
کن لہجے میں کہا ہے کہ اگر براؤن سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر
لے تو پھر وہ میری اس سے شادی پر رضامند ہو جائیں گے اور میں نے
ڈیڈی سے رضامندی حاصل کرنے کے لئے ماہیما کو درمیان میں ڈالا
تھا ۔ ڈیڈی اس کی بات مانتے ہیں"...... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

" کیا نمبر ہے اس کی رہائش گاہ کا"...... کرنل فریدی نے پوچھا تو
ریٹا نے نمبر بتا دیا۔

" کہاں ہے اس کی رہائش گاہ "...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" ٹاپ رینک آفیسرز کالونی میں "...... ریٹا نے جواب دیا۔

" کیپٹن حمید ۔ نمبر پریس کر کے رسیور ریٹا کے کان سے لگا دو اور
لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن
حمید سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ
گیا۔

" یہ بات سن لو ریٹا ۔ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ کرنے یا کوئی
غلط بات کرنے کی کوشش کی تو دوسرے ہی لمحے تم بھی اور براؤن
بھی دونوں موت کی وادی میں اتر جاؤ گے "...... کرنل فریدی نے
سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ نہیں ۔ میں ایسا کوئی اشارہ نہیں کروں گی "...... ریٹا نے
خوفزدہ لہجے میں کہا جبکہ اس دوران کیپٹن حمید نے نمبر پریس کر کے
رسیور ریٹا کے کان سے لگا دیا۔

" یس ۔ ماہیما بول رہی ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔

" ریٹا ریلے بول رہی ہوں ماہیما "...... ریٹا نے کہا۔

" اوہ تم ۔ کیسے فون کیا ہے ۔ کوئی خاص بات"...... دوسری

طرف سے چونک کر کہا گیا۔

" ہاں ۔ ایک مسئلہ درپیش ہے ۔ براؤن کے سر الیگزینڈر نے اسے کوئی سائنسی مقالہ لکھنے کے لئے دیا ہے اور ساتھ ہی کہہ دیا ہے کہ اس مقالے کی تیاری میں وہ تارکیہ کے ڈاکٹر عبداللہ کی مدد لے سکتا ہے ۔ لیکن جب معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر عبداللہ حکومت ایکریمیا کی تحویل میں ہیں ۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ ڈیڈی سے بات کروں لیکن پھر میں اس لئے رک گئی کہ ڈیڈی جان بوجھ کر نہیں بتائیں گے تاکہ براؤن اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکے ۔ تمہیں بھی لازماً معلوم ہو گا کہ وہ کہاں ہے اور تم چاہو تو خاموشی سے براؤن کو ڈاکٹر عبداللہ کے پاس بھجوا سکتی ہو"...... ریٹا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے ریٹا ۔ براؤن سے کہو کہ وہ کسی اور سائنس دان سے مدد لے لے"...... ماہیما نے جواب دیا۔

" براؤن نے بہت کوشش کی ہے لیکن ڈاکٹر الیگزینڈر نہیں مان رہے ۔ شاید ڈیڈی نے انہیں یہ پٹی پڑھا دی ہے ۔ پلیز ماہیما ۔ ہماری مدد کرو"...... ریٹا نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" لیکن جہاں ڈاکٹر عبداللہ ہے وہاں براؤن جا ہی نہیں سکتا"۔ ماہیما نے کہا۔

" اوہ ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں براؤن سے کہہ دوں گی کہ وہ سر الیگزنڈر سے کہے کہ ڈاکٹر عبداللہ وہاں موجود ہے ۔ وہ اس کو وہاں

بھجوا دیں ۔ جب وہ نہیں بھجوا سکیں گے تو پھر خود ہی مسئلہ حل ہو جائے گا ۔ کہاں ہیں وہ اور کیوں براؤن وہاں نہیں جا سکتا"...... ریٹا نے کہا۔

" وہ بحر ہند کے جزیروں تھری پرلز میں ہے اور ان جزیروں پر ایکریمین فوج کا قبضہ ہے اور وہاں براؤن تو ایک طرف تمہارے ڈیڈی بھی صدر مملکت کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتے"...... ماہیما نے جواب دیا۔

" کیا یہ بات کنفرم ہے کہ وہ وہاں ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ جب ڈاکٹر الیگزینڈر ڈیڈی سے بات کریں تو بات غلط ثابت ہو"...... ریٹا نے کہا۔

" ارے تم نے انہیں نہیں بتانا کیونکہ یہ ایسا ٹاپ سیکرٹ ہے کہ اگر تمہارے ڈیڈی کو پتہ چل گیا کہ میں نے اسے لیک آؤٹ کیا ہے تو مجھے گولی بھی ماری جا سکتی ہے ۔ تم صرف انہیں اتنا کہنا کہ ڈاکٹر عبداللہ کا کہیں پتہ نہیں چل رہا اس لئے یا تو وہ خود اسے تلاش کرائیں یا پھر کسی اور سائنس دان کا پتہ بتا دیں اور یہ بھی سن لو کہ تم نے بھی کسی کو نہیں بتانا اور نہ ہی میرا نام سامنے آنا چاہئے "۔ ماہیما نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جگہ بتا کر پچھتا رہی ہے۔

" اوہ اچھا ۔ ٹھیک ہے ۔ تم بے فکر رہو ۔ تم میری عادت کو جانتی ہو لہذا بے فکر رہو"...... ریٹا نے کہا۔

" اوکے ۔ شکریہ "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن حمید نے ریٹا کے کان سے لگا ہوا رسیور ہٹا کر اسے کریڈل پر رکھ دیا۔

" اب تو ہمیں چھوڑ دو "...... ریٹا نے کہا۔

" ہاں ۔ تم نے واقعی انتہائی عقل مندی سے کام لیا ہے اس لئے نہ صرف تم زندہ رہو گی بلکہ تمہارا دوست براؤن بھی "...... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما تو کمرہ ریٹا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا ۔ لیکن کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب کافی رہی اور ریٹا کی گردن ڈھلک گئی۔

" ان کی رسیاں کھول دو کیپٹن حمید ۔ جلدی کرو ۔ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے "...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سرہلایا اور تھوڑی دیر بعد وہ پلازہ سے نکل کر ٹیکسی میں سوار اس ہوٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں ان کی رہائش تھی۔

" براؤن کے باپ کی نفسیات میری سمجھ نہیں ہیں آئی ۔ وہ ہمیں بھیج کر مطمئن ہو گیا اور اس نے فون کر کے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ کیا ہوا "...... کیپٹن حمید نے اچانک کہا۔

" اسے اپنے بیٹے پر مکمل اعتماد ہو گا یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ بزنس کے کاموں میں الجھ کر بھول ہی گیا ہو ۔ اتنی بڑی کارپوریشن کے چیفس اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں "...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" کیا آپ مطمئن ہیں کہ جو کچھ بتایا گیا ہے وہ درست ہے "۔ کیپٹن حمید نے کہا ۔ وہ دونوں ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر موجود تھے۔

" ہاں ۔ ماہیما کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہی ہے "۔ کرنل فریدی نے مختصر جواب دیا۔

" تو اب ہمیں وہاں جانا ہو گا "...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" یہ جزیرے ڈاکر کے قریب ہیں اس لئے ہمیں دوبارہ ڈاکر جانا ہو گا ۔ وہاں سے ان کے بارے میں تازہ معلومات حاصل کر کے ہی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں "...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سرہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر نیم دراز لمبے قد اور بھرے ہوئے ورزشی جسم کے مالک نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ تھری پرلز کا چیف سیکورٹی آفیسر کرنل برانک تھا جس کا تعلق ایکریمین فوج کے ایک خصوصی سیکشن سے تھا۔ برانک کو ملٹری انٹیلی جنس سے سیکورٹی سیکشن میں لایا گیا تھا اور سیکورٹی میں اس کے شاندار کارناموں کی وجہ سے اسے تھری پرلز جزیروں کا چیف سیکورٹی آفیسر بنا کر یہاں بھجوایا گیا تھا کیونکہ ایکریمین حکومت کے نقطہ نظر سے یہ جزیرے عالمی دفاع کے سلسلے میں انتہائی اہمیت رکھتے تھے۔ ان تینوں جزیروں پر اس کے بین الاعظمی جدید ترین میزائلوں کے اڈے تھے لیکن یہاں کے حفاظتی انتظامات اس قدر سخت تھے کہ کرنل برانک کو سوائے آفس میں بیٹھ کر فون سننے اور ٹی وی دیکھنے کے اور کوئی کام نہ تھا۔

"یس۔ کرنل برانک بول رہا ہوں"...... کرنل برانک نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"یس سر۔ میں چیف سیکورٹی آفیسر تھری کرنل برانک بول رہا ہوں"...... کرنل برانک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل برانک۔ کیا آپ نے اسلامی سیکورٹی کونسل کے کرنل زیدی اور کیپٹن حمید کے بارے میں کچھ سنا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے ڈیفنس سیکرٹری کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ بہت اچھی طرح سے۔ ٹریننگ کے دوران میں دماک یں ایک سپیشل مشن بھی مکمل کر چکا ہوں"...... کرنل برانک نے واب دیا۔

"اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والے بے ھد خطرناک ایجنٹ عمران کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں"۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ اس کے بارے میں بھی میں نے بہت کچھ سن رکھا ہے"...... کرنل برانک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ تارکیہ کے ڈاکٹر عبداللہ پی ٹو لیبارٹری یں موجود ہیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل برانک نے جواب دیا۔

"یہ دونوں پارٹیاں ڈاکٹر عبداللہ کو واپس حاصل کرنے کے مشن پر کام کر رہی ہیں۔ہم نے ان کے لئے ڈاکر جزیرے میں ٹریپ بچھایا ہوا ہے لیکن ابھی تک یہ لوگ وہاں نہیں پہنچے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی انداز میں پی تھری کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔کیا آپ ان کو روک لیں گے یا کوئی سپیشل گروپ وہاں بھجوایا جائے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔یہاں تو چاہے پوری دنیا کی فوج ہی کیوں نہ جائے وہ یہاں داخل ہی نہیں ہو سکتی۔جدید ترین آلات کے ساتھ ساتھ ہم سب بھی پوری طرح الرٹ ہیں اور جب سے ڈاکٹر عبداللہ کو یہاں لایا گیا ہے ہم نے یہاں ریڈ الرٹ کر رکھا ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں"...... کرنل برانک نے کہا۔

"وہ لوگ حد درجہ تیز اور شاطر ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ فوجی یونیفارمز میں وہاں پہنچ جائیں یا سپلائی لائن کے ذریعے وہاں داخل ہو جائیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"سر۔یہاں لیبارٹری کے بارے میں صرف سیکورٹی والوں کو علم ہے۔باقی کسی کو علم نہیں ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی کا لیبارٹری سے کوئی رابطہ ہے اور آپ کے حکم پر لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر شیکل نے دو ماہ کی اکٹھی سپلائی منگوا لی تھی۔اب دو ماہ تک کوئی سپلائی نہیں آئے گی"...... کرنل برانک نے کہا۔

"اوکے۔ٹھیک ہے۔آپ لوگوں نے انتہائی الرٹ رہنا ہے اور

ہاں۔میرا یہ خصوصی حکم سن لو کہ کوئی بھی مشکوک آدمی چاہے وہ ایکریمیا کے صدر کے روپ میں ہی کیوں نہ ہو آپ نے اسے گرفتار نہیں کرنا بلکہ اسے فوری طور پر گولی مار دینی ہے۔سمجھے"۔ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل برانک نے جواب دیا۔

"اوکے۔کوئی اہم بات ہو تو آپ نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل برانک نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل برانک نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"جس انداز میں ڈیفنس سیکرٹری صاحب پریشان ہیں لگتا ہے کہ معاملات میرے تصور سے بھی زیادہ خطرناک ہیں"...... کرنل برانک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر۔جیمز بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل برانک بول رہا ہوں"...... کرنل برانک نے کہا۔

"یس سر۔حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی ابھی ڈیفنس سیکرٹری صاحب کا فون آیا تھا۔انہوں نے

خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اسلامی سیکورٹی کونسل کے کرنل فریدی اد
پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے یہاں حملے کا خطرہ ہے اس لئے
انہوں نے سختی سے ریڈ الرٹ کا حکم دیا ہے۔ تمہیں اب ہر طرح سے
ریڈ الرٹ رہنا ہو گا اور کسی بات کو بھی معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ
کرنا اور مجھے فوری رپورٹ دینا"...... کرنل برانک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ہم پوری طرح الرٹ ہیں"...... دوسری
طرف سے کہا گیا تو کرنل برانک نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے
معلوم تھا کہ اب جیمز پوری طرح محتاط رہے گا اور جیمز جس آپریشن
روم کا انچارج تھا وہاں کی مشینری سے چڑیا بھی نہ چھپ سکتی تھی۔

صفدر، جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر چاروں ہوٹل سی ویو کے
ایک کمرے میں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے۔ وہ اس وقت
ناراک میں تھے اور انہیں ناراک آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا۔
عمران ان کے ساتھ آیا تھا وہ انہیں یہاں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور پھر اس
کی واپسی رات گئے اس وقت ہوئی تھی جب سب اپنے اپنے کمروں میں
سو گئے تھے۔ دوسرے روز بھی عمران صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد چلا
گیا تھا اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی حالانکہ وہ لنچ کر چکے
تھے اور اب لنچ کے بعد کافی پینے میں مصروف تھے۔ وہ سب اس وقت
صفدر کے کمرے میں موجود تھے۔ راستے میں بھی انہوں نے عمران
سے مشن کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے
انہیں ٹال دیا تھا اور یہاں ہوٹل میں بھی اس نے انہیں مشن کے
بارے میں کچھ نہ بتایا تھا۔

"صفدر۔ کیا تمہارے ذہن میں اس کا کوئی حل ہے"۔ اچانک جولیا نے کہا تو صفدر چونک پڑا۔ باقی ساتھی بھی چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

"کس کا حل مس جولیا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران کا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کا حل ایک ہی ہے کہ اسے لیڈر نہ بنایا جائے اور بس"۔ صفدر کے جواب دینے سے پہلے تنویر بول پڑا۔

"لیکن چیف اسے لیڈر بنا دیتا ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ میں آپ کی الجھن سمجھتا ہوں۔ عمران صاحب نے باوجود انتہائی کوشش کے اب تک ہمیں مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور یہاں آکر بھی وہ کسی پراسرار کام میں مصروف ہیں جبکہ ہم اطمینان سے بیٹھے اس طرح کافی پی رہے ہیں جیسے ہم مشن پر آنے کی بجائے یہاں تفریح کے لئے آئے ہوں۔ لیکن مس جولیا۔ اصل بات یہ ہے کہ عمران صاحب اس وقت تک کوئی بات نہیں بتاتے جب تک وہ کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار نہ کر لیں"...... صفدر نے کہا۔

"وہ لائحہ عمل ہمیں بھی تو بتایا جا سکتا ہے۔ کیا عمران سمجھتا ہے کہ ہم اس کا راز لیک آؤٹ کر دیں گے"...... جولیا نے کہا اور پھر اس

سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران نے اس طرح اندر جھانکا جیسے کوئی کسی کی خوابگاہ میں جھانک رہا ہو۔

"اوہ۔ یہاں تو محفل جمی ہے۔ واہ"...... عمران نے کہا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔

"آپ کا ہی ذکر ہو رہا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"ارے واہ۔ یہ شاعر بھی کیسی بصیرت رکھتے ہیں کہ انہیں پہلے سے ہی ایسی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ وہ کیا کہا ہے کسی شاعر نے کہ مجھ سے میرا ذکر بہتر ہے جو اس محفل میں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہم تم سے چھٹکارا پانے کا کوئی حل سوچ رہے تھے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔ تم سب کی جیبوں میں مشین پسٹل موجود ہیں اور پھر تمہارے نشانے بھی بے داغ ہیں نکالو مشین پسٹل اور ٹریگر دبا دو بس۔ چھٹکارا مل جائے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"ایک تو تمہاری زبان سے ہم بے حد تنگ ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے بکواس کرتے رہتے ہو۔ ابھی مشن شروع نہیں ہوا اور تم نے بدشگونی کی باتیں شروع کر دیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کہا کہ مشن شروع نہیں ہوا"...... عمران نے اس طرح چونک کر کہا جیسے جولیا نے کوئی غلط بات کر دی ہو۔

"تو کیا ہوا ہے اب تک" ...... جولیا نے کہا۔

"ہم پاکیشیا سے یہاں پہنچ گئے ہیں اور اب اکٹھے بیٹھے گپیں ہانک رہے ہیں۔ اور مشن کیا ہوتا ہے۔ بس مکمل ہو گیا مشن"۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایک تو میں تمہاری اس عادت سے بے حد تنگ ہوں۔ تمہیں سوائے اس کی احمقانہ باتوں پر ہنسنے کے علاوہ اور کیا آتا ہے"۔ صفدر کے ہنسنے پر تنویر صفدر پر چڑھ دوڑا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم خواہ مخواہ غصہ کر رہے ہو تنویر۔ عمران صاحب کا مطلب تھا کہ ہمارے لئے تو یہی مشن ہے جو ہم کر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم طنزیہ ہنسے تھے۔ پھر ٹھیک ہے۔ آئی ایم سوری"...... تنویر نے اپنی فطرت کے تحت فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہنسنے کی بجائے رونا چاہئے صفدر۔ سیکرٹ سروس کی بے بسی پر"...... اچانک جولیا نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سے زیادہ اور کیا بے بسی ہو سکتی ہے کہ ہم یہاں تک پہنچ چکے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ مشن ہے کیا"۔ جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب کا مشن ہو گا جو بھی ہو گا ہمارے مشن کے بارے میں تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ ہم نے یہاں بیٹھ کر کھانا پینا ہے اور گپیں ہانکنی ہیں"...... صفدر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران جو خاموش اور لاتعلق سا بیٹھا ہوا تھا بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب چونکہ صفدر بھی سنجیدہ ہو گیا ہے اس لئے اب مجھے امید ہو گئی ہے کہ مشن مکمل ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو رونا ہے کہ ہمیں مشن کا بھی علم نہیں"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ ساری رات داستان یوسف زلیخا سننے کے بعد صبح پوچھا جائے کہ زلیخا کون تھی۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے صفدر سنجیدہ ہی نہ ہو رہا تھا اور چونکہ وہ سنجیدہ نہ ہو تھا اس لئے خطبہ نکاح بھی یاد نہ ہو رہا تھا اسے"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ اب اگر ایسی بکواس کی تو سر توڑ دوں گی"۔ جولیا نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"سن لیا تنویر تم نے۔ ڈرو اس وقت سے جب تمہارا سر ٹوٹ کر فرش پر بکھرا پڑا ہو گا"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والوں میں سے تھا تو جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہاری شکل دیکھنا ہی ہماری بدنصیبی ہے"...... جولیا نے

انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"مس جولیا پلیز"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن جولیا ان سنی کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔

"تمہارے ساتھ بات کرنا ہی حماقت ہے"...... تنویر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا اور وہ بھی جولیا کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ واقعی بعض اوقات حد سے بڑھ جاتے ہیں"...... صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو مدت سے تمہیں کہہ رہا ہوں کہ تم خطبہ نکاح یاد کر کے حد قائم کر دو لیکن تم سنتے ہی نہیں"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور کاندھے اچکا کر وہ اس انداز میں ہونٹ بھینچ کر بیٹھ گیا جیسے اس نے باقی ساری عمر نہ بولنے کی قسم کھالی ہو۔

"عمران صاحب۔ کیا اس مشن میں آپ کم ممبرز چاہتے تھے"۔ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"یہ خیال تمہیں کیسے آگیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ نے جس طرح دانستہ مس جولیا کو ناراض کیا ہے مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے کمرے میں پہنچتے ہی چیف کو فون کریں گی اور نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ چیف اسے واپس بلا لے اور ظاہر ہے تنویر بھی جولیا کا ساتھ دے گا اس لئے اسے بھی واپس بلا لیا جائے گا"۔

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میری تو کوشش تھی کہ میں اکیلا ہی مشن پر آؤں۔ بشرطیکہ تمہارا چیف مجھے چار گنا معاوضہ دے دے۔ لیکن وہ کنجوس آدمی ہے اس نے انکار کر دیا اور پھر میری کوشش کے باوجود پوری ٹیم بھجوا دی اب تم خود سوچو اپنا معاوضہ بڑھانے کی کوشش کرنا تو ہر آدمی کا حق ہے"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بار مشن کسی اغوا شدہ آدمی کی فوری واپسی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کمال ہے۔ تم شاید شرلاک ہومز کا دوسرا روپ تو نہیں ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اس میں شرلاک ہومز کی کیا بات ہے۔ اب تک جب بھی کسی اغوا شدہ آدمی کی واپسی کا فوری مشن ہو ہمیشہ ایک ہی آدمی کو بھیجا جاتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ تمہارے چیف کو مشن کا علم نہ تھا جو اس نے پوری ٹیم بھجوا دی ہے جبکہ پہلے بھی اکیلے ممبر کو چیف ہی بھجواتا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہم پر رحم کریں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے صفدر نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"کنوارے اور قلاش آدمی کے پاس کھانے کے لئے رحم اور پینے

کے لئے غصے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"صفدر۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم بھی خواہ مخواہ سنجیدہ ہو گئے ہو"...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ بے چارہ بیٹھنے پر مجبور ہے کیونکہ کمرہ اس کے نام پر ہے ورنہ یہ بھی جولیا اور تنویر کی طرح واپس جا چکا ہوتا۔ ویسے اب مجھے چیف کو رپورٹ دینی پڑے گی کہ اس کے ممبران میں حس لطیف کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کا مادہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ جو اتنی دیر سے مذاق کر رہے ہیں عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"صفدر صاحب۔ سنجیدگی سے ذہنی تناؤ بڑھتا ہے جبکہ مشن کے لئے ذہنی تناؤ انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اپنے آپ کو ایزی رکھا کرو۔ جولیا اور تنویر کی بات دوسری ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب۔ ویسے نجانے کیوں کبھی کبھی آپ پر بے پناہ غصہ آنے لگ جاتا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی بات غلط ہے۔ اب جا کر جولیا اور تنویر کو بلا لاؤ تاکہ بات فائنل ہو سکے"...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اور تنویر صفدر کے

پیچھے کمرے میں داخل ہوئے لیکن ان دونوں کے چہروں کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ وہ خاموشی سے آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"تم نے چیف کو فون کیا ہو گا۔ کیا کہا ہے اس نے"۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیف بھی تمہاری طرح سنگ دل اور کٹھور ہے۔ اس نے الٹا مجھے ڈانٹ دیا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا خیال ہے۔ صفدر کو کہا جائے کہ وہ خطبہ نکاح یاد کرے یا نہ کرے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم واقعی ناقابل علاج ہو۔ ٹھیک ہے۔ تم پر غصہ کرنے سے اپنا ہی خون جلانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ملنا اس لئے تمہاری مرضی جو چاہے کرتے پھرو"...... جولیا نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو تنویر"...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میری سنتا ہی کون ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے بتاؤ میں سننے کے لئے تیار ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"اس ماحول میں مشن مکمل نہیں کیا جا سکتا اس لئے مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے عمران کے سنجیدہ ہوتے ہی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خود چیف کو کہہ کر اس مشن سے مستعفیٰ ہونا چاہتا ہوں۔ ٹھیک ہے ایک چھوٹا سا چیک ہی نہیں ملے گا لیکن کم از کم میری وجہ سے صورت حال میں جو تناؤ پیدا ہو گیا ہے وہ تو ختم ہو جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ تم سب مجھ سے بھی زیادہ آسانی سے مشن مکمل کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور سوائے کیپٹن شکیل کے باقی سب کے چہرے لٹک گئے تھے۔ آخر میں عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"جاڈش کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ عمران نے چیف کو فون کیا ہے۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ جاڈش سے بات کراؤ"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جاڈش بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کچھ پتہ چلا جاڈش"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے آپ کو فون کیا تھا لیکن مجھے بتایا گیا کہ آپ کا کمرہ بند ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں اپنے ایک ساتھی کے کمرے میں تھا۔ کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ان جزیروں پر ڈاکر سے ہی سپلائی جاتی ہے اور وہاں ایک تنظیم ہے ایل وائی جو اسلحے کی اسمگلنگ کرتی ہے اور وہی سپلائی کرتی ہے۔ لیکن اب دو ماہ تک سپلائی روک دی گئی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا اس تنظیم کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئی ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ڈاکر میں اس تنظیم کا انچارج فورڈ ہے اور فورڈ کا تعلق ڈاکر کے بدنام کلب بلیک سے ہے۔ وہ وہاں آتا جاتا ہے۔ بس اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے"...... جوڈش نے کہا۔

"اس فورڈ کے بارے میں مزید کوئی تفصیل"...... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب بس اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے۔ البتہ یہ بات مزید معلوم ہوئی ہے کہ فورڈ بلیک کلب کے مینجر اور مالک بلیک کا سوتیلا

بھائی ہے"...... جوڈش نے کہا۔

" اوکے ۔ کافی ہے ۔ شکریہ "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو "...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" ناراک سے علی عمران بول رہا ہوں "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس ۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

" ایکریمین ملٹری میں ایک خصوصی سیکشن ہے جسے ایم سیکورٹی سیکشن کہا جاتا ہے ۔ اس کا ہیڈ آفس ولنگٹن میں ہے ۔ اس کا کام پوری دنیا میں جہاں جہاں ایکریمین میزائلوں کے اڈے ہیں وہاں سیکورٹی کا فریضہ سرانجام دینا ہے ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ہمارا ٹارگٹ بحر ہند کے تین چھوٹے چھوٹے جزیروں میں ہے جنہیں تھری پرلز کہا جاتا ہے ۔ ان تینوں جزیروں پر ایکریمین بین الاعظمیٰ میزائلوں کے اڈے ہیں ۔ ان کی حفاظت بھی یہی سیکشن کرتا ہے ۔ آپ اپنے سپیشل ایجنٹ ہاورڈ کو کہہ دیں کہ وہ میری کال پر تیزی سے کام کرے کیونکہ آج سے پہلے اس ہاورڈ سے میرا رابطہ نہیں ہوا اس لئے آپ کو کال کیا ہے میں نے"...... عمران نے کہا۔

" تم دس منٹ بعد اسے فون کر لینا"...... دوسری طرف سے کہ

گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب ۔ ہم سمجھے تھے کہ آپ چیف کو ہمارے بارے میں فون کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

" کرنا تو ہے ۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمام تفصیلات معلوم کر کے تمہارے سامنے رکھ دوں تاکہ تم آسانی سے مشن مکمل کر سکو۔ یہ مشن پورے عالم اسلام کے مفاد میں ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہ کسی بھی وجہ سے ناکام ہو جائے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا اب تمہارے پیر پکڑ کر تم سے معافی مانگنا پڑے گی"۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" معافی ایک صورت میں مل سکتی ہے اگر مجھے کافی پلائی جائے ۔ لب سے سوکھے منہ بیٹھا ہوا ہوں کسی نے پوچھا تک نہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آئی ایم سوری عمران صاحب ۔ یہ میری کوتاہی ہے"۔ صفدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا تاکہ روم سروس کو کافی کے لئے کہہ سکے۔

" تمہاری کوتاہی کا تو سارا مسئلہ ہے ورنہ چیاؤں چیاؤں سے گھر را ہوا ہوتا"...... عمران نے کہا۔

" پھر وہی بکواس "...... جولیا نے اس بار آنکھیں نکالتے ہوئے کہا ن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے۔

"ارے یہ چیاؤں چیاؤں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں اور تم انہیں بکواس کہہ رہی ہو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار منہ پھیر لیا۔

"عمران صاحب۔ تھری پرلز پر واقعی میزائل اڈے ہیں۔ کیا ہم نے انہیں تباہ کرنا ہے"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بحر ہند میں یہ میزائل اڈے ہمارے لئے نہیں بنائے گئے۔ یہ ایکریمین میزائل چین کا ایک حصہ ہیں"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہاں کیا ہے جسے آپ ٹارگٹ کہہ رہے ہیں"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ پہلے ہاورڈ کو فون کر لوں"....... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے پہلے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب آپ نے خواہ مخواہ چیف کو درمیان میں ڈالا جبکہ میں تو ویسے ہی آپ کا فین ہوں"....... ہاورڈ نے کہا۔

"ایگزاسٹ فین کو الٹا چلانے کے لئے مین بٹن کی ضرورت پڑتی

ہے ورنہ باہر سے اندر ہوا آنے کی بجائے اندر کی ساری ہوا باہر نکل جاتی ہے اور بے چارہ غبارہ لنج منج ہو کر پڑا رہ جاتا ہے"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہاورڈ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ نے عمران صاحب نجانے ایسی باتیں کہاں سے سیکھ لی ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ ہی ایسی باتیں کر سکتے ہیں۔ بہرحال حکم فرمائیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیف نے تمہیں ضروری بریفنگ تو کر دی ہو گی"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ تھری پرلز کے بارے میں آپ کو معلومات چاہئیں"....... ہاورڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ان جزیروں میں سے کسی پر ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹری ہے جہاں تارکیہ کے ایک سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو رکھا گیا ہے اور ہم نے وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو واپس حاصل کرنا ہے اس لئے تم نے کسی ایسے آدمی کو ٹریس کرنا ہے جو وہاں کی سیکورٹی میں رہ چکا ہو اور جس سے ہم وہاں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکیں چاہے یہ معلومات بھاری رقم دے کر ملیں یا کسی اور طریقے سے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ دو گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا کام ہو جائے گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور ہاں۔ موجودہ سیکورٹی کے بارے میں بھی معلومات حاصل

کر لینا"....... عمران نے کہا۔

" یہ بھی ہو جائے گا عمران صاحب ۔ میری تو یہ خاص فیلڈ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" اب تم نے سن لیا ہے کہ مشن کیا ہے ۔ ڈاکٹر عبداللہ تارکیہ کے سائنس دان ہیں ۔ انہوں نے ایک اہم ایجاد کی جسے زیرو بلاسٹر کہا جاتا ہے ۔ یہ زیرو بلاسٹر مخصوص رینج میں ہر قسم کے میزائلوں اور دوسرے دفاعی اسلحے کو نہ صرف زیرو کر دیتا ہے بلکہ اسے بلاسٹ بھی کر دیتا ہے ۔ تمام مسلم ممالک نے آپس میں خفیہ طور پر معاہدہ کیا کہ اس زیرو بلاسٹر کی فیکٹری لگائی جائے اور ڈاکٹر عبداللہ اس زیرو بلاسٹر کو تیار کریں ۔ پھر تمام مسلم ممالک میں اس کی رینج کے مطابق اسے نصب کر دیا جائے گا لیکن ایکریمیا کو کسی طرح اس کے بارے میں معلوم ہو گیا۔چنانچہ اس نے اس فیکٹری کو جو خفیہ طور پر لائیبریا میں بنائی گئی تھی تباہ کر دیا اور ڈاکٹر عبداللہ کو وہاں سے اغوا کر کے پہلے ڈاکر پہنچایا گیا اور پھر غائب کر دیا گیا ۔چونکہ یہ پورے عالم عالم کا مسئلہ تھا اس لئے اسلامی سیکورٹی کونسل کے کرنل فریدی بھی اس پر کام کر رہے ہیں اور چیف نے بھی اس کا نوٹس لیا ہے ۔ اطلاعات یہی ملی تھیں کہ ڈاکٹر عبداللہ کو ڈاکر جزیرے پر پہنچایا گیا ہے ۔چنانچہ کرنل فریدی وہاں پہنچ گیا ۔ لیکن وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو خفیہ طور پر شفٹ کر دیا گیا تھا ۔ بہرحال میں نے

کوشش کی تو میں یہ پتہ چلانے میں کامیاب ہو گیا کہ ڈاکٹر عبداللہ کو ڈاکر سے چار سو ناٹ دور تین چھوٹے جزیرے پر بنی ہوئی ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے ۔ یہ تینوں جزیرے ایکریمین ملٹری کے قبضے میں ہیں اور وہاں ان کے بین الاعظمیٰ میزائلوں کے اڈے ہیں اور ان جزیروں کی حفاظت انتہائی اونچے انداز میں کی جاتی ہے ۔ چنانچہ اب میں نے تمہارے سامنے ہاورڈ کو کال کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مزید معلومات مہیا کرے تاکہ ڈاکٹر عبداللہ کو وہاں سے نکالا جا سکے"....... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ کیا کرنل فریدی نے بھی ان جزیروں کا کھوج لگایا ہے"....... صفدر نے کہا۔

" میرا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے ۔ ویسے کرنل فریدی میرے مرشد ہیں اس لئے لامحالہ انہوں نے بھی معلومات کا کوئی نہ کوئی ذریعہ تلاش کر لیا ہو گا"....... عمران نے کہا۔

" آپ نے کیسے معلومات حاصل کی ہیں عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔

" میں نے براہ راست ڈیفنس سیکرٹری سے معلومات حاصل کی ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب چونک پڑے ۔

" ڈیفنس سیکرٹری آف ایکریمیا سے ۔وہ کیسے "....... اس بار جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے جوڈش کو فون کرنے اور پھر مس میگی کے فلیٹ میں ڈیفنس سیکرٹری کی آمد اور اس

کو کارو ڈون کی گولیاں شراب میں ڈال کر پلانے سے لے کر مس میگی کی آواز میں ان سے معلومات حاصل کرنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ ۔ تو تم یہاں آکر بھی کام کرتے رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔ ہم بھی اس کام میں شریک ہو سکتے تھے"...... صفدر نے کہا۔

" مس میگی خاصی خوبصورت لڑکی ہے اور میں صالحہ کا سکوپ ختم نہیں کرنا چاہتا تھا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" اور مس جولیا کا سکوپ ۔ اس کا کیا ہوا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تو کسی صورت ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ کیوں جولیا"۔ عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا۔

" بس تمہیں صرف باتیں کرنا ہی آتا ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ یہ مشن انتہائی کٹھن ہے ۔آپ نے اس سلسلے میں کیا لائحہ عمل بنایا ہے"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اس میں کٹھن والی کون سی بات ہے ۔ سمندر میں جزیرے ہیں ہم وہاں پہنچ کر سب کچھ تباہ کر دیں گے اور سائنس دان کو لے کر واپس آجائیں گے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایسی بات نہیں ہے ۔ کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے ۔ وہاں سیکورٹی کے اس قدر سخت انتظامات کئے گئے ہیں کہ آسمان سے اور سمندر سے کوئی چیز صحیح سلامت ان جزیروں تک نہیں پہنچ سکتی ۔ وہاں سائنسی طور پر بھی انتہائی جدید ترین انتظامات کئے گئے ہیں اور وہاں انتہائی تربیت یافتہ سیکورٹی اور فوج بھی موجود ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" ہاورڈ نے اگر کسی ایسے آدمی کو ٹریس کر لیا جو وہاں رہ چکا ہو تو پھر ہم یہاں سے ولنگٹن جائیں گے اور اس کے بعد اس آدمی سے معلومات ملنے کے بعد ہی کوئی لائحہ عمل سوچا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل فریدی ایکریمین میک اپ میں ڈاکر کے ایک ہوٹل کے
کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ کیپٹن حمید اور اس کے دوسرے
ساتھی اس ہوٹل کے علیحدہ کمروں میں موجود تھے ۔ وہ سب بھی
ایکریمین میک اپ میں تھے ۔ کرنل فریدی کے ہاتھ میں ایک رسالہ
تھا اور وہ اسے سرسری دیکھنے اور پڑھنے میں مصروف تھا کہ سامنے
پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے چونک کر فون
کی طرف دیکھا اور پھر رسالہ ایک طرف رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر
فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں "...... کرنل فریدی نے
ایکریمین لہجے میں کہا۔

" راجر بول رہا ہوں کرنل صاحب ۔ واکر مین کو میں نے ٹریس
کر کے آپ کی طرف بھجوا دیا ہے ۔ وہ آپ سے ہر قسم کا تعاون کرنے

پر آمادہ ہے ۔ البتہ آپ اسے ایک لاکھ ڈالر دیں گے اور وہ بھی
نقد "...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

" ٹھیک ہے ۔ دے دوں گا "...... کرنل فریدی نے کہا تو دوسری
طرف سے اوکے کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل
فریدی نے رسیور رکھ دیا ۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کل سے یہاں
موجود تھا ۔ اس دوران اس نے بڑی جدوجہد کر کے اس ہوٹل کے
سپروائزر کے ذریعے اس واکر مین کا سراغ لگایا تھا ۔ واکر مین تھری
پرلز میں سیکورٹی اسسٹنٹ کے طور پر کام کرتا رہا تھا لیکن پھر اس کی
صحت خاصی حد تک بگڑ گئی تو اسے خرابی صحت کی بنا پر فوج سے بھی
فارغ کر دیا گیا ۔ واکر مین چونکہ ڈاکر جزیرے کا رہائشی تھا اس لئے وہ
یہاں واپس آ کر رہنے لگا ۔ گو اسے فوج کی طرف سے خاصی معقول
پنشن مل رہی تھی لیکن وہ جوا کھیلنے کا عادی تھا اس لئے ہر وقت مالی
پریشانیوں کا شکار رہتا تھا ۔ راجر اس کا دوست تھا اور وہ اس کی مالی
امداد کرتا رہتا تھا اس لئے راجر نے کرنل فریدی سے بھاری معاوضہ
لے کر اسے یقین دلایا تھا کہ وہ واکر مین کو ان سے تعاون کرنے پر
آمادہ کر لے گا اور کرنل فریدی اس کے فون کے انتظار میں اکیلا اس
کمرے میں موجود تھا اور اب راجر نے بتایا تھا کہ اس نے واکر مین کو
تعاون پر آمادہ کر لیا ہے ۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز
سنائی دی تو کرنل فریدی اٹھا اور اس نے جا کر دروازہ کھول دیا ۔
دروازے پر ایک درمیانی عمر کا لیکن دبلا پتلا آدمی موجود تھا ۔ اس کے

جسم پر سادہ سا مقامی لباس تھا اور وہ اپنے چہرے مہرے سے ہی بیمار دکھائی دیتا تھا۔

"میرا نام واکر مین ہے اور مجھے راجر نے بھیجا ہے"...... اس آدمی نے کرنل فریدی کی شخصیت سے مرعوب ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اندر آجائیں"...... کرنل فریدی نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو واکر مین اندر داخل ہوا تو کرنل فریدی نے دروازہ بند کیا اور واکر مین سمیت سٹنگ روم میں آگیا۔

"بیٹھیں"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اپنے سامنے رکھ لی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ ایک لاکھ ڈالر ہیں اور تمہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی کہ یہ کافی بڑی رقم ہے اس لئے اگر تم یہ رقم حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم تعاون اس انداز میں کرو گے کہ جو کچھ میں پوچھوں گا تم اس کا کھل کر جواب دو گے اور یہ بھی بتا دوں کہ میرے اندر قدرتی صلاحیت موجود ہے کہ مجھے بولنے والے کے سچ جھوٹ کا فوراً علم ہو جاتا ہے"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ پوچھیں۔ مجھے رقم کی اشد ضرورت ہے۔ میں کچھ نہیں چھپاؤں گا"...... واکر مین نے کہا۔ اس کی نظریں نوٹوں کی گڈی پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم تھری پرلز پر کتنا عرصہ کام کرتے رہے ہو"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"چھ سال تک"...... واکر مین نے جواب دیا۔

"کب وہاں سے واپس آئے ہو"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"دو سال ہو گئے ہیں"...... واکر مین نے جواب دیا۔

"پہلے یہ بات سن لو کہ میرا تعلق کسی مجرم تنظیم سے نہیں ہے بلکہ میرا تعلق ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے۔ حکومت کو اطلاعات مل رہی ہیں کہ تھری پرلز پر سیکورٹی کے اعلیٰ ترین انتظامات کے باوجود وہاں اجنبی افراد بھی آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے یہ کیس ہمیں دیا گیا ہے تاکہ ہم تفصیلی رپورٹ کر سکیں۔ لیکن ہم نے براہ راست وہاں جا کر معلومات حاصل نہیں کرنی کیونکہ اس طرح وہاں سیکورٹی پر غلط اثر پڑ سکتا ہے۔ ہم نے وہاں گئے بغیر تمام رپورٹ تیار کرنی ہیں اور اس کے لئے ہمیں بھاری فنڈ دیا گیا ہے تاکہ ہم اسے استعمال کر کے رپورٹ حاصل کر سکیں"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... واکر مین نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی کی بات سن کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب پہلے یہ بتاؤ کہ تھری پرلز پر سیکورٹی انچارج کون ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"کرنل برانک سیکورٹی انچارج ہے جبکہ آپریشن انچارج جیمز ہے" ...... واکر مین نے جواب دیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ حکومت ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹری ان تینوں جزیروں میں سے کس جزیرے پر ہے" ...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"درمیانی جزیرے پر" ...... واکر مین نے جواب دیا۔

"کیا تم وہاں کبھی گئے ہو" ...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ وہاں کا انچارج ڈاکٹر شیکل ہے۔ میں اس کے لئے کرنل برانک کا پیغام لے کر وہاں جاتا رہا ہوں" ...... واکر مین نے جواب دیا۔

"کیا یہ پیغام فون پر نہیں دیا جا سکتا تھا" ...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں ہونے والی تمام فون کالز باقاعدہ ٹیپ ہوتی ہیں اور پیغام ذاتی ہوتے تھے" ...... واکر مین نے کہا۔

"اب تفصیل سے وہاں کے سیکورٹی آلات اور دیگر تفصیلات کے بارے میں بتا دو" ...... کرنل فریدی نے کہا تو واکر مین نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"ان سب اقدامات کے باوجود وہاں اجنبی افراد کیسے جا سکتے ہیں" ...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کیا آپ اس رپورٹ میں میرا حوالہ بھی دیں گے" ...... واکر مین نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"نہیں" ...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کیا آپ وعدہ کرتے ہیں کیونکہ جو راز میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ اگر میرے حوالے سے سامنے آگیا تو مجھے فوراً گولی بھی ماری جا سکتی ہے" ...... واکر مین نے کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ تمہارا نام یا حوالہ نہیں آئے گا تو اسے حتمی سمجھو"۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہاں واقعی اجنبی افراد آتے جاتے رہتے ہیں لیکن یہ افراد نوجوان عورتیں ہوتی ہیں جنہیں خفیہ طور پر وہاں لایا جاتا ہے کیونکہ کرنل برانک اور ڈاکٹر شیکل اور ان کے چند ساتھی عیاش لوگ ہیں۔ وہ ان عورتوں کو وہاں خفیہ طور پر منگواتے ہیں اور پھر ایک ڈیڑھ ہفتے بعد انہیں واپس بھجوا دیتے ہیں اور یہ پیغام میں ڈاکٹر شیکل تک پہنچایا کرتا تھا" ...... واکر مین نے کہا۔

"کس طرح ان عورتوں کو لایا جاتا تھا جبکہ تم نے سیکورٹی کی جو تفصیل بتائی ہے وہ سب کمپیوٹرائزڈ آلات پر مبنی ہے۔ انہیں تو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا" ...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ لیکن ان عورتوں کو تھری پرلز پر لانے کا عجیب طریقہ استعمال کیا جاتا تھا۔ تھری پرلز سے شمال میں تقریباً دو سو ناٹ کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا ٹاپو ہے جو ویران اور بنجر ہے۔ ان عورتوں کو جن کی تعداد چار یا چھ ہوتی ہے پہلے ایک

لانچ کے ذریعے اس ٹاپو پر پہنچایا جاتا ہے۔ پھر انہیں لے آنے والا وہاں سے کرنل برانک کو ٹرانسمیٹر پر سپیشل کال دیتا ہے تو کرنل برانک سمندر پر موجود ریڈ ریز کے جال کو اس جزیرے تک پھیلا دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ عورتیں اور انہیں لے آنے والا غوطہ خوری کے جدید لباس پہن کر سمندر میں اترتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ریڈ ریز کو واپس کھینچ لیا جاتا ہے۔ ان ریز کے ساتھ ہی وہ عورتیں اور انہیں لے آنے والا بھی خود بخود کھنچ کر تھری پرلز کے شمالی جزیرے کے نیچے ایک کریک میں پہنچ جاتے ہیں جبکہ ریڈ ریز واپس سمندر میں پھیل جاتی ہیں اور یہ لوگ غوطہ خوری کے لباس کی وجہ سے آسانی سے اس کریک میں سے گزر کر جزیرے کے اوپر ایک علیحدہ جگہ پر پہنچ جاتے ہیں جہاں سے انہیں لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ میں پہنچا دیا جاتا ہے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی"...... واکر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح تو آپریشن روم میں سب کچھ آسانی سے چیک ہو جاتا ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں جناب۔ کیونکہ ریڈ ریز یہ کام ہر ایک گھنٹے بعد خود بخود کرتی رہتی ہیں اور جہاں ریڈ ریز موجود ہوں وہاں کوئی آدمی سکرین پر نظر نہیں آتا"...... واکر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ریڈ ریز سے تمہارا مطلب ریڈ فائر ریز ہے۔ کیونکہ ان میں یہ خاصیت ہے کہ وہ پھیل بھی سکتی ہیں اور سمٹ بھی اور ان کی

موجودگی کی وجہ سے سمندر کے اندر موجود کوئی چیز نظر نہیں آتی لیکن ان میں ایک خاصیت اور بھی ہوتی ہے کہ یہ انسانی جسم سے ٹکراتے ہی اس کے پرخچے اڑا دیتی ہیں۔ پھر یہ عورتیں کیسے بچ سکتی ہیں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"تفصیلات کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب ٹاپو سے کرنل برانک کو سپیشل کال ملتی ہے تو وہ آفس سے اٹھ کر سمندر کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ اس کے پاس ایک ٹرانسمیٹر نما آلہ ہوتا ہے۔ وہ آلے کا رخ پانی کی طرف کر کے کوئی بٹن پریس کرتا ہے تو اس آلے میں سے تیز سرخ رنگ کی لہر سی نکل کر پانی میں شامل ہو جاتی ہے اور کرنل برانک واپس آکر ٹاپو پر سپیشل کال کرتا ہے پھر یہ عورتیں آتی ہیں"...... واکر مین نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ یقیناً اگفا ریز ہوتی ہیں جن کے فائر کی وجہ سے ریڈ ریز کی وہ خاصیت ختم ہو جاتی ہے جو انسانی جسم کے پرخچے اڑا دیتی ہے۔ لیکن اس کا دورانیہ بے حد مختصر ہوتا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن چونکہ میں کرنل برانک کا بااعتماد آدمی تھا اس لئے کئی بار تو کرنل برانک یہ آلہ مجھے دے کر بھیج دیتا تھا اور کئی بار میں اس کے ساتھ جا کر بھی یہ کام کرتا تھا"...... واکر مین نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب تینوں جزیروں کے بارے میں پوری تفصیل بتا

دو"...... کرنل فریدی نے کہا تو واکر مین نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

" ٹھیک ہے۔ تم نے تعاون کیا ہے۔ اب سب کچھ بھول جاؤ"...... کرنل فریدی نے کہا اور سامنے رکھی ہوئی نوٹوں کی گڈی اٹھا کر اس نے واکر مین کے سامنے رکھ دی۔ واکر مین نے بجلی کی سی تیزی سے گڈی جھپٹی اور اس کو جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں اس طرح ڈال لیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ گڈی اس سے واپس بھی چھینی جا سکتی ہے۔

" اب مجھے اجازت ہے جناب"...... واکر مین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں "...... کرنل فریدی نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر واکر مین کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے اس نے تھری پرلز میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کر لیا تھا۔ اب اسے صرف ایکریمیا واپس جا کر چند خصوصی آلات خریدنے تھے۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں سمیت آسانی سے تھری پرلز میں داخل ہو کر وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو نکال کر واپس لے آ سکتا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بحر ہند میں واقع ایک جزیرے مارگر میں موجود تھا۔ یہ جزیرہ تھری پرلز سے تقریباً چھ سو ناٹ کے صلے پر تھا۔ عمران نے ہاورڈ کی مدد سے ایسے آدمی کا سراغ لگا لیا تھا جو ری پرلز پر کام کرتا رہا تھا اور پھر اس آدمی سے اسے تھری پرلز کے رے میں جو معلومات حاصل ہوئیں ان کو سامنے رکھ کر عمران نے ا تھری پرلز جزیروں پر پہنچنے کے لئے اس سارگر جزیرے کا انتخاب کیا ا اور اس وقت وہ سب اسی مقصد کے لئے جزیرے کے شمالی ساحل موجود تھے۔

" عمران صاحب۔ آپ نے بتایا ہے کہ تھری پرلز کے گرد سمندر ، اور آسمان پر انتہائی سخت حفاظتی انتظامات موجود ہیں اور اب ، لانچ کے ذریعے وہاں جا رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو گا"۔ صفدر ، کہا۔

"لانچ کو سلیمانی ٹوپی پہنا دی جائے گی"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"اور ہمیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سہرا"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"کیا مطلب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دلہا اور دلہن کو سہرے ہی باندھے جاتے ہیں۔ اگر سلیمانی ٹوپیاں پہنا دی جائیں تو پھر باراتی مہمانوں کو کسی نے کھانے کا بھی نہیں پوچھنا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری یہی بکواس کرنے کی عادت ہمارے لئے عذاب بن جاتی ہے۔ اب جبکہ ہم اس قدر اہم ترین مشن پر جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں تم کچھ بتا ہی نہیں رہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ مس جولیا درست کہہ رہی ہیں۔ آپ ہمیں تفصیل بتائیں"...... صفدر نے کہا۔

"ابھی تفصیل بتانے کا وقت نہیں آیا۔ جب آئے گا تو بتا دوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ مشن تمہارے ذہنوں پر سوار ہو جائے اور دیکھتے ہی دیکھتے تمہارے چہرے ذہنی دباؤ کی وجہ سے لٹکے ہوئے نظر آنے لگیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے ایک بڑی سی لانچ انہیں ساحل کی طرف آتی دکھائی دی تو عمران سمیت وہ سب چونک کر اٹھ کھڑے

ہوئے۔ سوائے عمران اور جولیا کے باقی ساتھیوں کی پشت پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے تھے۔ تھوڑی دیر بعد لانچ ان کے قریب آ کر رک گئی۔ لانچ پر ایک مقامی آدمی موجود تھا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور لانچ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب لانچ پر سوار ہو چکے تھے۔

"آپ نے رونا کہ جانا ہے ناں جناب"...... لانچ چلانے والے نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا تو لانچ چلانے والے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لانچ موڑی اور اسے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت نیچے کیبن میں آ گیا تھا۔

"یہ رونا کہ کون سا جزیرہ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ جزیرہ نہیں ٹاپو ہے۔ تھری پرلز سے مغرب کی طرف تقریباً دو سو ناٹ کے فاصلے پر"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد انہیں اطلاع دی گئی کہ رونا کہ قریب آ گیا ہے تو وہ سب اوپر عرشے پر پہنچ گئے۔

"جناب۔ آپ وہاں کتنی دیر ٹھہریں گے"...... لانچ مین نے کہا۔

"ہم وہاں کئی روز تک رہیں گے اس لئے تم نے ہمیں چھوڑ کر واپس چلے جانا ہے۔ پھر تمہیں جب اطلاع دی جائے گی تو تم نے واپس آ کر ہمیں لے جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن جناب رونا کہ تو ویران ٹاپو ہے ۔ وہاں تو پینے کا پانی تک نہیں ہے ۔ آپ وہاں کیسے رہیں گے "...... لانچ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سب انتظامات ہم نے کر لئے ہیں۔ تم ہماری فکر مت کرو"۔ عمران نے کہا تو لانچ مین نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جولیا کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے نظریں پھیر لیں تو عمران اس کے انداز سے سمجھ گیا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے ۔ ظاہر ہے اس جیسے آدمی نے یہی سوچنا تھا کہ یہ سب مرد اس عورت کو ساتھ لے کر اس ویران ٹاپو پر غلط مقصد کے لئے جا رہے ہیں اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اس ویران ٹاپو پر اتر گئے تو لانچ واپس چلی گئی ۔ جب لانچ ان کی نظروں سے غائب ہو گئی تو عمران مڑا اور ٹاپو کی ایک سائیڈ پر بڑھنے لگا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ٹاپو کے ایک کنارے پر کسی دھات کی بنی ہوئی کیپسول نما کشتی موجود تھی۔

" یہ کیا ہے عمران صاحب "...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

" اسے سٹابر کہا جاتا ہے ۔ یہ پانی کے نیچے گہرائی میں سفر کرتی ہے دوسرے لفظوں میں یہ منی آبدوز ہے لیکن آبدوز بہت بڑی ہوتی ہے جبکہ یہ چھوٹی سی ہے اور اس میں صرف ایک انجن لگا ہوتا ہے جس کی مدد سے یہ چلتی ہے ۔ لیکن اس کی رفتار کسی میزائل جیسی ہوتی ہے اور جس دھات سے یہ بنائی جاتی ہے اس دھات پر کسی قسم کی جدید ترین ریز بھی اثر انداز نہیں ہو سکتی ۔ اس سٹابر کی مدد سے ہم آسانی

سے تھری پرلز تک بغیر کسی کو معلوم ہوئے پہنچ سکتے ہیں "۔ عمران نے کہا۔

" یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب ۔ یہ کشتی تو فوراً سکرین پر آ جائے گی اور پھر اسے کسی بھی میزائل سے ہٹ کیا جا سکتا ہے "۔ صفدر نے کہا۔

" یہ اس وقت سکرین پر آئے گی جب اس پر سمندر کے اندر موجود ریز اثر انداز ہوں گی ورنہ نہیں اور محدود سفر کے لئے یہ بہترین ذریعہ ہے ۔ میں نے بڑی بھاری قیمت دے کر اسے ایکریمیا سے منگوایا ہے اور یہاں اس لئے چھپایا گیا تھا کہ اس کے بارے میں بات پھیل نہ جائے "...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" اب ہم اصل مشن پر کام کا آغاز کر رہے ہیں اس لئے اب میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں ۔ یہ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہمارا مشن تھری پرلز جزیروں سے نارکیہ نژاد سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو واپس حاصل کرنا ہے ۔ لیکن تھری پرلز کے بارے میں تمہیں تفصیلات کا علم نہیں ہے ۔ وہ میں بتا دیتا ہوں تا کہ وہاں پہنچتے ہی جب ایکشن شروع ہو تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے وہاں کیا کرنا ہے "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

" آپ کی مہربانی عمران صاحب ۔ اب ہم آسانی سے اس مشن پر کام کر لیں گے ۔ لیکن کرنل فریدی بھی اس مشن پر کام کر رہا ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں آپس میں ٹکرا جائیں "...... صفدر نے کہا۔

" ہم نے اپنا کام بہرحال کرنا ہے۔ کرنل فریدی کیا کرتا ہے اور کیا نہیں یہ اس کا درد سر ہے۔ بہرحال یہ سن لو کہ جزیرے پر پہنچتے ہی ہم نے وہاں اس انداز میں قبضہ کرنا ہے کہ دوسرے جزیروں پر موجود چیکنگ کرنے والوں کو اس کا پتہ نہ چل سکے کیونکہ بتایا یہی گیا ہے کہ ہر جزیرے سے بھی دوسرے جزیرے کی مسلسل چیکنگ ہوتی رہتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن اگر لیبارٹری دوسرے جزیرے پر ہے تو ہم تیسرے جزیرے پر کیوں جا رہے ہیں۔ ہمیں براہ راست دوسرے جزیرے پر پہنچنا چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

" تیسرے جزیرے کے گرد سمندر میں صرف ریز چیکنگ ہے جبکہ دوسرے جزیرے کے گرد سمندر میں وکراس بلیڈز بھی موجود ہیں اور سٹابر ان سے نہ نمٹ سکتی ہے اور نہ ہی چھپ سکتی ہے اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" لیکن ہمیں بہرحال جانا تو دوسرے جزیرے پر ہی ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

" وہاں پہنچنے کے بعد دیکھیں گے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن ہم پورے جزیرے پر خفیہ طور پر کیسے قابض ہو سکتے ہیں۔ لامحالہ وہاں سب کا خاتمہ کرنا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

" ہم وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلائیں گے اور ٹاورز پر بھی گیس فائرنگ ہو گی۔ اس کے بعد خاموشی سے وہاں سب

کا خاتمہ کر دیا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سٹابر میں سوار ہو گئے۔ اس کے اندر سامنے کی طرف ایک سکرین تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کی کنٹرولنگ مشینری تھی جبکہ اس کے پیچھے اسی دھات کی جس دھات کی یہ سٹابر بنی ہوئی تھی کرسیاں موجود تھیں۔ عمران نے خود بھی غوطہ خوری کا لباس پہن لیا تھا اور اس کی پیروی میں اس کے ساتھیوں نے بھی غوطہ خوری کے لباس پہن لئے تھے۔ البتہ ہیلمٹ ان کے سروں پر موجود نہ تھے۔

" عمران صاحب۔ آکسیجن کا کیا ہو گا"...... صفدر نے اچانک ایک خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔

" بڑی دیر بعد تمہیں خیال آیا ہے۔ بہرحال بے فکر رہو۔ اس میں پہلے سے ہی انتظام موجود ہے پانی سے آکسیجن کشید کر کے اندر پہنچانے کا"...... عمران نے جواب دیا۔

" ویسے عمران صاحب۔ اس انداز کی بوٹ میں نے پہلی بار دیکھی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہ ایکریمین ایجاد ہے اور اسے ایجاد ہوئے ابھی چند سال ہی ہوئے ہیں۔ پہلے تو یہ صرف ایکریمین نیوی تک ہی محدود تھی لیکن پھر سمندر سے اسمگلنگ کرنے والی پارٹیوں نے ایک دوسرے کے خلاف کام کرنے کے لئے اسے حاصل کرنا شروع کر دیا اور اب یہ تقریباً ہر بڑی بین الاقوامی اسمگلنگ کرنے والی تنظیم کے پاس ہوتی

ہے ۔ میں نے بھی ایسی ہی ایک تنظیم سے بھاری قیمت دے کر اسے حاصل کیا ہے "...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اس کی مشینری کو سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد یہ میزائل نما کشتی انتہائی رفتار سے سمندر کے نیچے آگے بڑھتی چلی جارہی تھی ۔ سکرین پر بیرونی منظر نظر آرہا تھا ۔ لیکن ظاہر ہے ہر طرف پانی ہی پانی نظر آرہا تھا ۔ عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں پر خاموشی سے بیٹھے ہوئے اس عجیب سی بوٹ پر سفر کر رہے تھے ۔

" اس کی رفتار بتا رہی ہے کہ ہم بہت جلد تھری پرلز پہنچ جائیں گے "...... صفدر نے کہا ۔

" ہاں ۔ صرف ڈیڑھ گھنٹے میں "...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد بوٹ کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی تو وہ سب چونک پڑے اور تھوڑی دیر بعد اچانک سکرین پر سرخ رنگ کی لہروں کا جال سا جھلملاتا ہوا نظر آیا تو سب چوکنا ہو گئے لیکن بوٹ اس سے ٹکرا کر آگے نکل گئی ۔ جال ویسے ہی قائم رہا ۔

" حیرت انگیز عمران صاحب ۔ یہ ریڈ ریز کا جال تھا جس سے ٹکرا کر ہر چیز کے پرخچے اڑ جاتے ہیں "...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" ہاں ۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ جس دھات کی یہ بنائی جاتی ہے اس پر کوئی ریز اثر نہیں کرتی ۔ چونکہ ریز اس پر اثر انداز نہیں

ہوتیں اس لئے یہ سکرین پر بھی نظر نہیں آتی "...... عمران نے کہا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ سٹار بوٹ کی رفتار گو پہلے سے کم ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی رفتار کافی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد سکرین پر ایک جزیرہ نظر آنے لگ گیا ۔ بوٹ اسی جزیرے کی طرف ہی بڑھ رہی تھی ۔ عمران نے اس کی رفتار پہلے سے بھی کم کر دی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے کے کٹے پھٹے ساحل کے قریب پہنچ گئے اور پھر عمران نے ایک بڑی سی کھاڑی تلاش کر کے بوٹ اس کے اندر لے جا کر روک دی ۔ پھر انہوں نے سروں پر ہیلمٹ پہنے اور بوٹ سے نکل کر پانی میں آگئے ۔ عمران نے بوٹ کو کلوز کر کے اسے وہیں لک کر دیا ۔ اس کے بعد وہ تیرتے ہوئے اوپر سطح کی طرف اٹھتے چلے گئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے ۔ یہاں دور دور تک پہاڑیاں اور جھاڑیاں نظر آرہی تھیں ۔ البتہ کافی فاصلے پر ایک اونچا چیکنگ ٹاور موجود تھا ۔ عمران نے غوطہ خوری کا لباس اتار دیا ۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے باقی ساتھیوں نے بھی لباس اتار دیئے ۔

" صفدر ۔ اپنے بیگ سے ڈوم گیس پسٹل نکالو "...... عمران نے کہا تو صفدر نے اپنے بیگ میں سے ایک میزائل ساخت کا پسٹل نکال کر عمران کو دے دیا تو عمران نے اس کا رخ دور نظر آنے والے اس ٹاور کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا ۔ اس کے ہاتھ کو جھٹکا سا لگا اور اس کے ساتھ ہی پسٹل کی نال سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکل کر اڑتا ہوا

اس ٹاور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ٹاور کے اس حصے سے جا ٹکرایا جہاں مشینری نصب تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل اطمینان بھرا سانس لیا۔

"اب کیپٹن شکیل کی باری ہے۔ تمہارے بیگ میں ریز پسٹل موجود ہے وہ دو"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے بیگ سے ایک چوڑی نال والا پسٹل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اب سانس روک لو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پسٹل کا رخ جزیرے کی طرف کر کے ٹریگر دبانا شروع کر دیا اور پسٹل سے یکے بعد دیگرے کئی کیپسول نکل کر جزیرے پر دور دور گرے اور پھٹ گئے۔ عمران سانس روکے ہوئے تھا۔ پھر تقریباً ایک منٹ بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا اور گیس کا اثر ختم ہونے کا یقین ہونے پر اس نے زور سے سانس لیا اور ساتھ ہی اس نے ساتھیوں کو بھی سانس لینے کا کہا اور اس کے ساتھی جن کے چہرے سانس روکنے کی وجہ سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گئے تھے زور زور سے سانس لینے لگے۔

"آؤ اب یہ جزیرہ تو فتح ہو چکا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اطمینان بھرے انداز میں اس کے پیچھے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک دور سے ایک شعلہ سا چمکا اور اس سے

پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے وہ اس طرح زمین پر گرے جیسے یکلخت ان کے جسموں سے توانائی غائب ہو گئی ہو اور یہ کیفیت بھی صرف ایک لمحے کے لئے محسوس ہوئی۔ اس کے بعد عمران سمیت سب کے ذہنوں پر سیاہ چادر تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ آخری خیال جو عمران کے ذہن میں آیا تھا وہ یہی تھا کہ اس کی ساری پلاننگ ناکام ہو گئی ہے اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت ہٹ کر دیا گیا ہے۔

چھوٹے سے ٹاپو پر اس وقت کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور مناظر کے ساتھ موجود تھا۔ ان سب نے انتہائی جدید غوطہ خوری کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ البتہ ہیلمٹ ان کے سروں پر موجود نہ تھے۔ کرنل فریدی اپنے ساتھ صرف کیپٹن حمید اور مناظر کو لے آیا تھا۔ مناظر کے باقی ساتھیوں کو دماک واپس بھجوا دیا گیا تھا۔ وہ ایک لانچ کے ذریعے اس چھوٹے ٹاپو پر پہنچے تھے۔ لانچ کرنل فریدی نے خود چلائی تھی اور پھر یہاں ایک کھاڑی میں اسے چھپا کر بک کر دیا گیا تھا تاکہ واپسی پر اسے استعمال کیا جا سکے۔ کرنل فریدی کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا آلہ تھا جو ریموٹ کنٹرول کی مانند تھا۔ کیپٹن حمید اور مناظر دونوں نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے بیگ باندھے ہوئے تھے۔ یہ واٹر پروف بیگ تھے اور ان میں انتہائی جدید اور ضروری اسلحہ موجود تھا۔

"ہمیں ایک غوطہ خوری کا لباس مزید بھی لے آنا چاہئے تھا"۔

کیپٹن حمید نے کہا۔

"کیوں"...... کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"ڈاکٹر عبداللہ کو پہنا کر واپس لے آنے کے لئے"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"ضروری نہیں کہ ہمیں اسی انداز میں واپس آنا پڑے اور اگر ضرورت پڑی تو وہاں سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ کرنل فریدی ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول آلے پر نظریں جمائے ہوئے تھا اور پھر چند لمحوں بعد یکلخت اس آلے پر سرخ رنگ کا ایک بلب جل اٹھا تو کرنل فریدی چونکا ہو گیا اور پھر جیسے ہی بلب سبز ہوا اس نے اس آلے کا رخ پانی کی طرف کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے آلے میں سے سرخ رنگ کی لہر سی نکل کر پانی میں غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی بلب کا رنگ ایک لمحے کے لئے زرد ہوا اور پھر وہ بجھ گیا۔ کرنل فریدی نے آلے کو غوطہ خوری کے لباس کے نیچے موجود عام لباس کی جیب میں ڈالا اور تیزی سے غوطہ خوری والے لباس کی مخصوص زپ لگائی اور کیپٹن حمید اور مناظر کو اشارہ کیا اور ہیلمٹ سر پر فٹ کر کے اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید اور مناظر نے بھی چھلانگیں لگا دیں۔ پھر وہ تینوں پانی میں تیرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھنے لگے ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک انہیں دور سے سرخ

رنگ کی لہروں کا جال تیزی سے اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور چند لمحوں
بعد وہ ان کے جسموں سے ٹکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

" ہوشیار ہو جاؤ۔ دو منٹ بعد یہ جال واپس سمٹے گا اور ہمیں بھی
ساتھ لے جائے گا لیکن اس کی رفتار انتہائی تیز ہو گی اس لئے اپنے آپ
کو سنبھالے رکھنا"...... کرنل فریدی نے ہیلمٹ میں موجود ٹرانسمیٹر
پر کہا۔

" ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں پکڑ لیتے ہیں ورنہ جھٹکے سے ہم ادھر
ادھر بھی جا سکتے ہیں"...... کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

" ٹھیک ہے۔ جلدی کرو"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر
کیپٹن حمید نے اس کی ٹانگ پکڑ لی اور پھر واقعی ابھی وہ تھوڑا سا ہی
آگے بڑھے تھے کہ یکلخت ان کے جسموں کو زور دار جھٹکا لگا اور اس
کے ساتھ ہی وہ پانی کے اندر اس قدر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگے
جیسے انہیں کسی تیز رفتار میزائل پر بٹھا دیا گیا ہو۔ انہوں نے واقعی
اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھال رکھا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد
انہیں دور سے جزیرہ قریب آتے ہوئے دکھائی دینے لگا اور پھر چند
لمحوں بعد وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے پوری قوت سے جیسے اڑتے
ہوئے ایک کھاڑی میں گھستے چلے گئے۔ کرنل فریدی اندر داخل
ہوتے ہی تیزی سے گھوم گیا جس کی وجہ سے نہ صرف وہ خود بلکہ اس
کے دونوں ساتھی بھی کھاڑی کی سامنے والی دیوار سے ٹکرانے سے بچ
گئے اور پھر کچھ دیر تک کرنل فریدی کا جسم اس کھاڑی کے اندر ہی

چکر کھاتا رہا پھر آہستہ آہستہ وہ رک گئے۔

" اوہ۔ انتہائی خوفناک تجربہ تھا یہ"۔ کیپٹن حمید کی آواز سنائی
دی۔

" ہاں۔ لیکن ہم بہرحال اس دوسرے جزیرے پر کسی کی نظروں
میں آئے بغیر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... کرنل فریدی
نے کہا۔

" لیکن اس کھاڑی سے باہر نکلتے ہی ہم ٹریس ہو جائیں گے اور وہ
ہمارے خلاف حرکت میں آ جائیں گے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" نہیں۔ دس منٹ کا وقفہ ہے اور ان دس منٹوں میں ہم نے وہ
کریک تلاش کرنا ہے جس کا دوسرا سرا اوپر جزیرے پر جا نکلتا
ہے"...... کرنل فریدی نے کہا اور کھاڑی کی بیرونی طرف کو بڑھ گیا
کیپٹن حمید اور مناظر اس کے پیچھے تھے۔ باہر سمندر میں پہنچ کر انہوں
نے تلاش شروع کر دی اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہ ایک کریک
میں موجود تھے۔ کریک آگے جا کر اوپر کو اٹھتا چلا جا رہا تھا اور پھر
جیسے جیسے وہ اوپر اٹھتا رہا ویسے ویسے اس کے اندر موجود پانی کم ہوتا
چلا گیا۔ جب وہ پانی کے اوپر پہنچ گئے تو کرنل فریدی اور اس کے
ساتھیوں نے سروں سے ہیلمٹ اتار دیئے اور پھر پیروں میں موجود
مخصوص جوتے بھی اتار دیئے گئے۔ کچھ اوپر جا کر جب بالکل خشک
جگہ آ گئی تو کرنل فریدی نے غوطہ خوری کا لباس بھی اتار دیا اور اس
کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ پھر یہ لباس انہوں نے ایک

سائیڈ پر موجود گہری جگہ میں چھپا دیئے اور خود اوپر چڑھتے چلے گئے۔

" اوپر تو کوئی چیکنگ نہیں ہو گی"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" شاید ہو ۔ بہرحال میں ایکس وی لے آیا ہوں ۔ اسے فائر کر دوں گا اس طرح جزیرے پر موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اس کے بعد ہم آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہو کر اپنا کام کر لیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کریک کے دہانے سے نکل کر اوپر جزیرے پر پہنچ گئے ۔ اس جزیرے کی دائیں سائیڈ پر دور ایک اونچا چیکنگ ٹاور نظر آ رہا تھا ۔ باقی ہر طرف خودرو جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جبکہ کافی دو عمارتوں کے ہیولے بھی نظر آ رہے تھے۔

" تمہارے بیگ میں ایکس وی ہے وہ مجھے دو"...... کرنل فریدی نے مناظر سے مخاطب ہو کر کہا تو مناظر نے پشت سے بندھا ہوا بیگ اتار کر اسے نیچے رکھا اور پھر اس کی زپ کھول کر اس نے ایک بڑا سا پسٹل نکالا جس کی نال چوڑی تھی ۔ یہ ایکس وی پسٹل تھا جس میں ایسی بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول تھے جو کھلی فضا میں تیزی سے پھیل کر کام کرتی تھی ۔ کرنل فریدی نے پسٹل لے کر اس کا رخ عمارتوں کی طرف کر کے ٹریگر کو دبانا شروع کر دیا ۔ چٹک چٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی پسٹل میں سے چار کیپسول نکل کر عمارتوں کے قریب جا گرے تو کرنل فریدی نے ٹریگر سے انگلی ہٹا لی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا تھا ۔ اسے معلوم

تھا کہ اس کے ساتھی بھی سانس روک چکے ہوں گے ۔ اس گیس کی یہ خاصیت تھی کہ یہ انتہائی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ فوراً ہی ہوا میں تحلیل بھی ہو جاتی تھی اس لئے چند لمحوں تک سانس روکنے کے بعد کرنل فریدی نے ہلکا سا سانس لیا اور جب گیس کی مخصوص بو اسے محسوس نہ ہوئی تو اس نے زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

" یہ گیس اوپر فضا میں تو کام نہیں کرتی اس لئے ٹاور پر موجود افراد بے ہوش نہیں ہوئے ہوں گے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" ہاں ۔ تمہاری بات درست ہے ۔ اب ہمیں جھاڑیوں کی اوٹ لے کر اس ٹاور پر پہنچنا ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جھک کر کرالنگ کے انداز میں آگے بڑھنے لگا ۔ اونچی جھاڑیوں کی وجہ سے انہیں زمین پر لیٹ کر کرالنگ نہ کرنی پڑی تھی اس لئے ان کی رفتار خاصی تھی ۔ ان کا رخ ٹاور کی طرف تھا لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ٹاور سے کوئی شعلہ سا چمکا اور پلک جھپکانے میں یہ شعلہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کے قریب آ کر غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے تمام توانائی یکلخت ختم ہو گئی ہو ۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی ۔ کرنل فریدی کے ذہن میں آخری خیال یہی تھا کہ تمام تر محنت کے باوجود بہرحال اسے ہٹ کر ہی دیا گیا ہے۔

کرنل برانک اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا شراب پینے اور ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل برانک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل برانک بول رہا ہوں"...... کرنل برانک نے کہا۔

"جیمز بول رہا ہوں آپریشن روم سے سر"...... دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی تو کرنل برانک بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جیمز بغیر کسی اشد ضرورت کے فون نہیں کرتا تھا۔

"کیوں کال کی ہے"...... کرنل برانک نے دوسرے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ٹی وی کی آواز بند کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ پی تھری جزیرے پر موجود تمام افراد اچانک بے ہوش دیئے گئے ہیں اور ٹاور پر موجود افراد بھی بے ہوش ہو گئے ہیں۔

کی اطلاع ہماری مشینری نے دی ہے کیونکہ پی تھری کی تمام مشینری آپریٹ ہونا بند ہو گئی تھی تو ہم نے چیکنگ کی تو اس جزیرے پر ہم نے ایک عورت اور چار مردوں کو چیک کیا۔ وہ سمندر کی طرف سے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔ چنانچہ میں نے زیرو ون فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے"...... جیمز نے کہا تو کرنل برانک کا چہرہ حیرت کی شدت سے تقریباً مسخ سا ہو گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کیا یہ لوگ جن بھوت ہیں جو اچانک اور صحیح سلامت جزیرے پر پہنچ گئے ہیں"...... کرنل برانک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"تمام مشینری آن ہے باس لیکن اس کے باوجود یہ لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں"...... جیمز نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ پھر تو ان سے پوچھنا پڑے گا کہ یہ ہماری کس زوری کو استعمال کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ انہیں اٹھوا کر یہاں لے آؤ ر بلیک روم میں زنجیروں سے جکڑ دو۔ لیکن سنو۔ انہیں اس وقت ت کسی صورت بھی ہوش میں نہیں آنا چاہئے جب تک میں بلیک م میں نہ پہنچ جاؤں"...... کرنل برانک نے اسی طرح چیختے ہوئے ے میں کہا۔ اس کے چیخ کر بولنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پاکیشیائی نٹوں کی اچانک، حیرت انگیز اور پراسرار آمد پر اپنا ذہنی توازن کھو ا ہے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جیمز کی سہمی ہوئی آواز سنائی

دی ۔ وہ شاید کرنل برانک کے اس رد عمل سے سہم گیا تھا۔

" یہ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے ۔ یہ سب غلط ہے "...... کرنل برانک نے رسیور کریڈل پر پٹخ کر میز پر زور زور سے مکے مارتے ہوئے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتا چلا گیا ۔ لیکن ابھی وہ نارمل ہوا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور اس نے رسیور اٹھالیا۔

" یس ۔ کرنل برانک بول رہا ہوں "...... کرنل برانے نے اس بار نارمل لہجے میں کہا۔

" جیمز بول رہا ہوں باس ۔ ایک اور خبر ہے "...... جیمز نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا "...... کرنل برانک نے چونک کر کہا۔

" ہمارے اس جزیرے پر اچانک تین آدمی نمودار ہوئے ہیں ۔ انہوں نے یہاں پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی لیکن مخصوص گیس کی یہاں پہلے سے موجودگی کی وجہ سے ان کا یہ حربہ ناکام ہو گیا وہ جھاڑیوں کی آڑ لے کر ٹاور کی طرف بڑھ رہے تھے کہ انہیں چیک کر لیا گیا اور ان پر ریز گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے "...... جیمز نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم نشے میں تو نہیں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے "۔ کرنل برانک نے ایک بار پھر پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

" باس ۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔ یہ تینوں اچانک ہی نمودار ہ

گئے ہیں "...... دوسری طرف سے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے ۔ اس قدر حفاظتی انتظامات جن کی بنا پر ہم تھری پرلز کو ناقابل تسخیر سمجھے بیٹھے تھے کیا ہوا ان کا ۔ کیا یہ لوگ انسان نہیں ہیں ۔ مافوق الفطرت ہیں ۔ بولو ۔ جواب دو "۔ کرنل برانک کی حالت ایک بار پھر خراب ہو گئی تھی ۔ چہرہ حیرت کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا اور آنکھیں ابل کر باہر آ گئی تھیں۔

" باس ۔ یہ تو تحقیقات کرنا پڑے گی کہ یہ لوگ کیسے یہاں پہنچ گئے "...... جیمز نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ انہیں بھی بلیک روم میں پہنچا دو ۔ میں ان کی روح سے بھی حقیقت اگلوا لوں گا "...... کرنل برانک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس طرح رسیور کریڈل پر پٹخ دیا جیسے سارا قصور اس رسیور کا ہو۔

" یہ ۔ یہ آخر ہو کیا رہا ہے ۔ یہ ۔ یہ آخر کیسے ممکن ہو گیا ۔ اگر کومت کو اس کی اطلاع مل جائے تو یقیناً ہم سب کو گولیوں سے اڑا یاجائے گا ۔ ہمارا کورٹ مارشل ہو جائے گا "...... کرنل برانک نے یک بار پھر میز پر مکے مارتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا ر ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھ گیا جس میں شراب کی تلیں موجود تھیں ۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اسے کھولا اور پھر ے براہ راست منہ سے لگا لیا ۔ تقریباً ایک چوتھائی بوتل جب اس حلق سے نیچے اتر گئی تو اس کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا

شروع ہو گیا۔ وہ بوتل اٹھائے واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا اور پھر اس
نے بار بار شراب پینا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد جب پوری بوتل
خالی ہو گئی تو اس نے خالی بوتل کو ایک طرف پڑی ہوئی باسکٹ
میں اچھال دیا۔ اب اس کا چہرہ خاصی حد تک نارمل ہو گیا تھا۔
"انہیں حقیقت بتانا پڑے گی۔ انہیں ہر صورت میں بتانا پڑے
گا۔ میں ان کا ریشہ ریشہ ادھیڑ دوں گا"...... کرنل برانک نے اونچی
آواز میں خود کلامی کے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے
بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل برانک ایک بار پھر چونک پڑا۔
"اب کوئی نئے لوگ تو نہیں آ گئے"...... کرنل برانک نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رسیور اٹھا لیا۔
"یس۔ کرنل برانک بول رہا ہوں"...... کرنل برانک نے تیز
لہجے میں کہا۔
"جیمز بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے جیمز کی آواز
سنائی دی۔
"کیا مزید لوگ آ گئے ہیں"...... کرنل برانک نے تیز لہجے میں
کہا۔
"نہیں جناب بلکہ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ پی تھری
پر آنے والے ایک عورت اور چار مردوں اور ہمارے پی ٹو جزیرے
پر نمودار ہونے والے تینوں مردوں کو بلیک روم میں زنجیروں سے
دیا گیا ہے"...... جیمز نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دو اور
تینوں جزیروں کی مکمل چیکنگ کراؤ اور معلوم کرو کہ یہ لوگ کس
طرح تمام حفاظتی انتظامات کو ڈاج دے کر صحیح سلامت یہاں تک
پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... کرنل برانک نے کہا۔
"لیکن باس۔ اس میں تو دو تین گھنٹے لگ جائیں گے"...... جیمز
نے کہا۔
"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا
دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ادھر مصروف ہو جائیں اور ان کے مزید
ساتھی ہمارے سروں پر پہنچ جائیں۔ جن کمزوریوں سے انہوں نے
فائدہ اٹھایا ہے پہلے ان کا سراغ لگا کر ان کو دور ہونا چاہئے"۔ کرنل
برانک نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"باس۔ ہم ان پر تشدد کر کے ان سے بھی تو معلوم کر سکتے
ہیں"...... جیمز نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"نانسنس۔ یہ عام مجرم نہیں ہیں۔ انتہائی تربیت یافتہ لوگ
ہیں۔ ہمیں پہلے سے کچھ نہ کچھ معلوم ہو گا تو پھر ہم ان سے پوچھ گچھ کر
کے کڑیاں جوڑ سکیں گے"...... کرنل برانک نے غصیلے لہجے میں
کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل برانک نے
ایک بار پھر جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔
"نانسنس۔ اس کا خیال ہے کہ جیسے ہی ہم پوچھیں گے یہ ٹیپ

ریکارڈ کی طرح بتانا شروع کر دیں گے ۔ نانسنس "...... کرنل برانک نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر اٹھ کر ریک کی طرف گیا لیکن پھر شاید اس نے ارادہ بدل دیا اور بغیر شراب کی بوتل اٹھائے واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔اب اسے جیمز کی طرف سے کال کا انتظار تھا۔

عمران کے ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔آنکھیں کھولنے کے باوجود کچھ دیر تک عمران کا ذہن سویا سویا سا رہا لیکن پھر جس طرح دھماکہ ہوتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور جاگ اٹھا۔ شعور جاگتے ہی اسے اپنے بازوؤں میں شدید درد کی لہریں سی محسوس ہوئیں لیکن پھر وہ جیسے ہی اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہوا اسے بازوؤں میں دوڑنے والی درد کی تیز لہروں میں کمی ہوتی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جسے ٹارچنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہاں قدیم اور جدید ٹارچنگ کے تمام چھوٹے بڑے لوازمات اور مشینری موجود تھی اور اس کا جسم زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔اس کے

دونوں بازوؤں کو اوپر کر کے دیوار میں موجود کڑوں میں جکڑا گیا تھا جبکہ آہنی کڑوں میں سے زنجیریں نکل کر اس کے جسم کے گرد لپیٹ کے نیچے پیروں میں جا کر دیواروں میں نصب کڑوں میں جا کر ختم ہو رہی تھیں جبکہ ہاتھوں کی طرح دونوں پنڈلیاں بھی دیوار میں نصب کڑوں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ بے ہوشی کی وجہ سے چونکہ اس کا جسم نیچے کی طرف لٹکا ہوا تھا اس لئے جسم کا تمام بوجھ بازوؤں پر پڑ رہا تھا جس کی وجہ سے درد کی تیز لہریں اس کے بازوؤں میں دوڑ رہی تھیں لیکن اب ہوش میں آنے کے بعد چونکہ وہ اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اس لئے اب بازوؤں پر پڑنے والا دباؤ ختم ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی جب اس کی نظریں دائیں طرف پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے دائیں طرف تین آدمی اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے اور ان میں سے ایک کرنل فریدی اور دوسرا کیپٹن حمید تھا جبکہ تیسرا اس کے لئے اجنبی تھا۔

" اوہ۔ تو مرشد بھی یہاں پہنچ گئے۔ ویری گڈ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ کرنل فریدی کے جسم میں بھی ہوش میں آنے کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن اس کے بائیں طرف جولیا بھی اسی انداز میں جکڑی ہوئی کھڑی تھی اور اسے اس انداز میں دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے ان لوگوں پر حقیقتاً بے حد غصہ آ رہا تھا کہ ان لوگوں کو خواتین کے

احترام کا بھی خیال نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ فوری طور پر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ کمرہ خالی تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بھی بند تھا۔ عمران نے کڑوں پر اپنی انگلیاں پھیرنی شروع کر دیں تاکہ ان کڑوں کو کھول سکے لیکن باوجود کوشش کے وہ ان کڑوں کے بٹنوں کو تلاش نہ کر سکا۔ اسی لمحے اسے کرنل فریدی کے کراہنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو وہ اس طرح متوجہ ہو گیا۔ کرنل فریدی کا جسم سیدھا ہو رہا تھا۔

" مرشد کو اپنے مرید خاص کا واقعی بے حد خیال رہتا ہے"۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو کرنل فریدی کے جسم کو یکلخت جھٹکا سا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن عمران کی طرف مڑ گئی۔

" تم۔ عمران تم اور یہاں۔ اوہ۔ تو تم بھی پہلے سے یہاں موجود ہو"...... کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔

" اب یہ تو پتہ نہیں کہ پہلے مرشد یہاں آئے یا مرید کو پہلے پہنچنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ بہرحال اس وقت ہم اکٹھے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

" لیکن یہ ہمیں ہوش کیوں دلایا گیا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ انہوں نے بھی وہی حرکت کی ہے جو ایسے لوگ عام طور پر کرتے ہیں کہ گیس سے بے ہوشی کے دوران طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے ہیں کیونکہ جس گیس سے ہم بے ہوش ہوئے تھے وہ تو سپر گیس تھی اور ایسی گیس کا شکار کسی صورت بھی

بہتر گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا سوائے اس کے کہ اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا جائے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں بھی جس گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اس نے پہلے ہمارے جسموں سے توانائی سلب کی پھر بے ہوشی طاری ہوئی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن اب سوچنا یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کرنے کا تکلف کیوں کیا"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو صاف سی بات ہے۔ انہوں نے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں جبکہ ہم ان تمام حفاظتی انتظامات کو کراس کر کے صحیح سلامت جزیرے پر پہنچ گئے ہیں۔ ظاہر ہے اس سے وہ پریشان ہو گئے ہوں گے اور اب وہ ہم سے اس بارے میں پوچھ گچھ کریں گے"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وقفے وقفے سے عمران کے اور کرنل فریدی کے ساتھی ہوش میں آگئے۔ گو عمران اور کرنل فریدی دونوں نے کڑوں کے بٹن تلاش کرنے اور اپنے آپ کو آزاد کرانے کی مسلسل کوششیں جاری رکھیں لیکن نہ ہی انہیں بٹن مل سکا اور نہ وہ ان زنجیروں سے خود کو آزاد کرا سکے۔

"یہ ریموٹ کنٹرول کڑے ہیں"...... اچانک جولیا نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ خیال کیسے آیا تمہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے پورے کڑے پر انگلیاں پھیری ہیں لیکن کہیں بٹن نہیں ملا۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو کڑوں سے نکالنے کی کوشش بھی کی ہے لیکن میرے والے کڑے آپ لوگوں کے کڑوں سے زیادہ تنگ ہیں اور صرف ریموٹ کنٹرول کڑوں میں گرپ تکنیک ہوتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا درست کہہ رہی ہیں۔ یہ واقعی ریموٹ کنٹرول کڑے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اب تو مزید بحث کرنا ہی فضول ہے کیونکہ مرشد نے بات کی تصدیق کر دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ دوستانہ سلوک نہیں کرنا اس لئے ان کے آنے سے پہلے ہمیں اپنے تحفظ کے لئے کچھ نہ کچھ سوچنا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"ضرور سوچو۔ میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"مس جولیا نے جب یہ بتا دیا ہے کہ یہ کڑے ریموٹ کنٹرول ہیں تو اب سوچنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب تو انہیں چکر دے کر ہی کھلوایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور دو مسلح آدمی اندر داخل ہوئے لیکن

اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں اس طرح اچھل پڑے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

" تم۔ تم ہوش میں ہو۔ سب کے سب۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... ان میں سے ایک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سنو۔ میری بات سنو"...... اچانک جولیا نے کہا تو وہ دونوں چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

" کیا بات ہے"...... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سنو۔ میرے ہاتھ اس انداز میں مت جکڑو۔ میرے ساتھ تمام سرد ہیں۔ میں اس انداز میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ میرے ہاتھ نیچے کر کے جکڑ دو چاہے مجھے بٹھا کر میرے دونوں ہاتھ نیچے والے کڑوں میں جکڑ دو۔ لیکن پلیز کچھ نہ کچھ کرو۔ میرے پاؤں اور جسم تو جکڑا ہوا ہے۔ میں بھاگ تو نہیں سکتی۔ پلیز"...... جولیا نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کے ہاتھ نیچے کر دیتے ہیں۔ یہ واقعی بہت غلط بات ہے"...... ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔

" تمہیں نجانے عورتوں پر اتنی جلدی رحم کیوں آنے لگ جاتا ہے یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں"...... دوسرے آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس کا جسم زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور پیر کڑوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ پھر اگر اس کے ہاتھ کھل جائیں گے تو یہ کیا تیر مار لے گی۔ سنو لڑکی۔ میں تمہارے کڑے چوڑے کر دیتا ہوں تاکہ تمہارے ہاتھ باہر آجائیں لیکن تمہیں زنجیروں سے آزاد نہیں کیا جا سکتا"...... اس پہلے آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور پھر جولیا کے سامنے آ کر وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے آلے کا رخ جولیا کے سر کے اوپر موجود ایک کڑے کی طرف کر کے بٹن دبایا تو کٹ کٹ کی آوازوں کے ساتھ کڑے کی گرپ وسیع ہو گئی اور جولیا کا ہاتھ آسانی سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد اس نے یہی کارروائی دوسرے کڑے سے کی اور جولیا کا دوسرا ہاتھ بھی آزاد ہو گیا۔ لیکن ان کڑوں میں موجود زنجیریں ویسے ہی رہیں کیونکہ کڑے کھلے نہیں تھے بلکہ چوڑے ہو گئے تھے اس لئے جولیا کے ہاتھ ان میں سے باہر آ گئے تھے۔

" بس۔ اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

" تمہارا شکریہ"...... جولیا نے جواب دیا۔

" تم مجھے سلیم الفطرت آدمی لگتے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"۔ عمران نے کہا۔

" میرا نام روشو ہے اور میرے ساتھی کا نام براؤن ہے"۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"روشو۔ ہمیں ان کے ہوش میں آنے کی فوری رپورٹ کرنا ہو گی۔ یہ ہمارے لئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے"...... براؤن نے کہا۔

"ہاں آؤ۔ یہ بہرحال جکڑے ہوئے ہیں۔ ہوش میں آنے کے باوجود یہ کچھ نہیں کر سکتے"...... روشو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں کمرے سے باہر جا چکے تھے۔ دروازہ ان کے عقب میں بند ہو گیا تھا۔

"مس جولیا نے واقعی ذہانت کا ثبوت دیا ہے"...... ان کے باہر جاتے ہی کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ کڑے کھل جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ تمہاری سمجھ میں نہیں آیا۔ اب تم آسانی سے ان زنجیروں سے نجات حاصل کر سکتی ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے دائیں ہاتھ پر صفدر ہے اور بائیں ہاتھ پر تنویر اور ان دونوں کی جیبوں کے مخصوص ابھار بتا رہے ہیں کہ ان کی جیبوں میں مشین پسٹل موجود ہیں۔ لگتا ہے یہاں جکڑنے سے پہلے کسی نے ہماری تلاشی نہیں لی اور تمہارے ہاتھ آزاد ہیں۔ تم ان میں سے کسی کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر زنجیروں اور کڑوں کو فائر کر کے توڑ سکتی ہو"...... عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت کے

تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ میرے ذہن میں تو یہ خیال نہ آیا تھا"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے صفدر کی طرف ہاتھ بڑھایا کیونکہ وہ اس کے زیادہ نزدیک تھا اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے واقعی مشین پسٹل نکال چکی تھی۔

"بے فکر ہو کر فائر کرو۔ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے"...... کرنل فریدی نے جولیا کو جھجکتے دیکھ کر کہا تو جولیا نے ایک جھٹکے سے مشین پسٹل کی نال ایک کڑے کے قریب کی اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کڑا ٹوٹا اور اس میں موجود زنجیر باہر نکل آئی تو جولیا نے ہاتھ سے اس زنجیر کو پکڑ کر اسے اپنے جسم کے گرد چکر دے کر کھولا اور پھر اسے نیچے فرش پر ڈال دیا۔ پھر اس نے دوسرے کڑے کو بھی توڑا اور اس زنجیر کو بھی کھول دیا۔ اب وہ نیچے جھک سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے پیروں کے گرد موجود دونوں کڑے بھی توڑ دیئے اور پھر وہ اٹھ کر آگے بڑھ گئی۔

"یہ تو ہاروی کڑے تھے اور ہاروی دھات پر فائرنگ اثر نہیں کرتی پھر عمران صاحب یہ کڑے فائرنگ سے کیسے ٹوٹ گئے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ ہاروی نہیں ہیں۔ یہ کراکس دھات سے بنائے جاتے ہیں۔ البتہ ان کی ظاہری شکل ہاروی جیسی ہوتی ہے اور یہ خصوصی طور پر بنے ہوتے ہیں۔ البتہ کراکس دھات کو فائرنگ سے آسانی سے توڑا

جا سکتا ہے اور کرا کس دھات اس لئے استعمال کی جاتی ہے کیونکہ اس پر ریز اثر کرتی ہے جبکہ ہارڈی پر نہیں کرتی"...... عمران نے جواب دیا جبکہ جولیا دوڑتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئی اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر عمران کو بولنے سے روک دیا تو عمران سمجھ گیا کہ روشو اور براؤن آ رہے ہوں گے ۔ جولیا چونکہ دروازے کے قریب تھی اس لئے اس نے ان کے قدموں کی آواز سن لی تھی ۔ چند لمحوں بعد بھاری دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو روشو اور براؤن یکے بعد دیگرے تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

" ارے ۔ یہ کیا "...... دونوں نے ہی اچھلتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گر کر تڑپنے لگے ۔ چند لمحوں بعد جب وہ ساکت ہو گئے تو جولیا نے جھک کر روشو کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی اور پھر وہ اس کی ایک جیب سے وہ ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال لینے میں کامیاب ہو گئی جس کے نتیجے میں تھوڑی دیر بعد عمران اور کرنل فریدی سمیت سب لوگ زنجیروں اور کڑوں سے آزاد ہو چکے تھے۔

" گڈ شو جولیا ۔ عمران واقعی خوش قسمت ہے کہ اسے تم جیسی ساتھی مل گئی ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ کھل اٹھا۔

" چاند چہرے قسمت والوں کو ہی ملتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا کا چہرہ عمران کی بات سن کر مزید

جگمگا اٹھا۔

" وہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اس لئے اس کا ریفرنس مت دو"۔ کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی ۔ وہ اب سمجھ گئی تھی کہ عمران نے چاند چہرے والی اسے نہیں کہا بلکہ وہ کسی اور کا حوالہ دے رہا تھا۔

" ہم خطرے میں ہیں عمران صاحب "...... صفدر نے جولیا کا چہرہ دیکھتے ہی عمران سے کہا۔

" یہاں سے باہر جا کر خطرے میں ہوں گے یہاں نہیں ۔ میرا خیال ہے کہ کوئی اور آدمی یہاں آئے تو اس سے پہلے تفصیلی معلومات حاصل کی جائیں اور پھر آگے بڑھا جائے"...... عمران نے کہا۔

" چلو کیپٹن حمید اور مناظر "...... کرنل فریدی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ارے ۔ ارے ۔ ایسی بھی کیا بے مروتی "...... عمران نے کہا لیکن کرنل فریدی بغیر کوئی جواب دیئے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں دوڑ کر یکے بعد دیگرے باہر نکل گئے اور ان کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

" اب تو یہاں کسی کے آنے کا کوئی سکوپ نہیں رہے گا عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

" کرنل صاحب مرشد ہیں اس لئے اپنی روحانیت پر زیادہ تکیہ

کرتے ہیں جبکہ ہم دنیا دار لوگ ہیں اس لئے ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجائے دروازے کی طرف بڑھنے کے کمرے کے کونے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے دیوار کے قریب جا کر ایک ابھرے ہوئے پتھر پر پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی اور وہاں ایک خلا سا نمودار ہو گیا جس میں سے ایک سرنگ نما راستہ آگے جا کر گھوم گیا تھا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر وہ سائیڈ سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا جبکہ اس کے ساتھی جب سرنگ کے اندر پہنچ گئے تو اس نے ایک بار پھر زمین پر پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار بند ہو گئی۔

"سیدھے راستے پر چلنے کی بجائے تم الٹے راستے پر چل پڑے ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ کرنل صاحب روحانیت پر تکیہ کرتے ہیں۔ میں نے دروازہ کھلتے ہی چیک کر لیا تھا کہ باہر راہداری میں کمپیوٹر چیکنگ والے مخصوص خانے راہداری کی چھت میں موجود تھے اس لئے وہ فوراً چیک کر لئے جائیں گے لیکن یہاں ایسا نہیں ہے"۔ عمران نے مڑے بغیر جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ سرنگ نما راستہ گھوم کر ایک بڑے کمرے کے کھلے دروازے پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ عمران چند لمحے دروازے پر

کھڑا اندر چیک کرتا رہا پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے۔

"یہ کمرہ تو ہر طرف سے بند ہے"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں تو چیکنگ والے مخصوص خانے نظر نہیں آ رہے"۔ صفدر نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں پہلے ہی چیک کر چکا ہوں۔ ویسے یہاں کوئی نہ کوئی دروازہ یا راستہ ہو گا"...... عمران نے آگے بڑھ کر کمرے کی دیواروں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا جبکہ اس کے ساتھی بھی بکھر کر چیکنگ میں مصروف ہو گئے کہ اچانک جیسے ہی ایک ابھری ہوئی جگہ پر عمران نے پیر مارا یکلخت کمرے کا فرش اس طرح غائب ہو گیا جیسے یہاں فرش سرے سے موجود ہی نہ ہو اور وہ سب کے سب نیچے گہرائی میں گرتے چلے گئے۔ گہرائی کافی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اچانک ان کے جسم پانی میں ایک چھپاکے سے گرے اور پھر نیچے اترتے چلے گئے۔ جب ان کے گرنے کی رفتار کم ہوئی تو ان سب نے اوپر کی طرف اٹھنا شروع کر دیا۔ ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی اور پھر جیسے ہی ان کے سر پانی سے باہر نکلے انہوں نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ ان کے سروں پر گہری تاریکی تھی۔

"یہ سمندر ہے۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا۔ ٹارچنگ روم میں جن لوگوں کو ہلاک کیا جاتا ہو گا ان کی لاشیں اس کمرے سے نیچے سمندر

میں پھینک دی جاتی ہوں گی ۔ ہمیں اب کنارے کی طرف جانا ہے ۔ جلدی کرو"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک کر غوطہ لیا اور پھر وہ تیزی سے سائیڈ پر تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا ۔ جلد ہی اس کے سر پر موجود تاریکی ہلکی سی روشنی میں تبدیل ہو گئی تو وہ سمجھ گیا کہ وہ جزیرے کے نیچے سے نکل کر کھلے سمندر میں آ گیا ہے ۔ وہ تیزی سے اوپر کو اٹھا اور پھر سمندر کی سطح سے سر نکال کر اس نے زور زور سے سانس لیا ۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے ساتھیوں کے سر بھی سطح سے باہر آگئے اور وہ سب اس طرح سانس لے رہے تھے جیسے زندگی میں پہلی بار انہیں سانس لینے کا موقع ملا ہو ۔ جزیرے کا کنارہ سامنے ہی نظر آ رہا تھا ۔ سانس بحال ہوتے ہی عمران کنارے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک کریک میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے جہاں پانی قدرے کم تھا ۔

"اوہ ہمارے غوطہ خوری کے لباس بھی نجانے کہاں ہوں گے" ۔ صفدر نے کہا ۔

"یہ وہ جزیرہ نہیں ہے جس پر ہم پہنچے تھے"....... عمران نے جواب دیا ۔

"اوہ ۔ کیسے معلوم ہوا ہے"....... صفدر نے چونک کر پوچھا ۔

"اس کے ساحل کی ساخت اس جزیرے سے مختلف ہے" ۔ عمران نے جواب دیا ۔

"اب کیا کرنا ہو گا ۔ ہمارے لباس اور اسلحہ بھی بھیگ گیا ہے ۔ تم نے خواہ مخواہ ہی الٹی سائیڈ اختیار کر لی"....... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"شیر ہمیشہ دریا کی الٹی طرف ہی تیرتا ہے"....... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے ۔

"گہرے سمندر میں شیر بے چارہ سوائے غوطے کھانے کے اور کیا کر سکے گا"....... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"کچھ دیر ٹھہر جاؤ پھر ہم اوپر جائیں گے تا کہ ہمارے لباسوں سے پانی نیچے نہ گرے ۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"....... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اچانک ایک انسانی آواز سن کر چونک پڑے ۔ آواز انہیں اوپر جزیرے سے سنائی دے رہی تھی ۔

"یہاں کہاں نظر آ سکتے ہیں وہ لوگ ۔ نجانے ان کی لاشیں بھی کہاں پہنچ چکی ہوں گی"....... کوئی آدمی بول رہا تھا ۔

"لاشیں چیف کو سکرین پر نظر تو آ جاتیں"....... دوسری آواز سنائی دی ۔

"پھر مچھلیاں کھا گئی ہوں گی"....... دوسری آواز سنائی دی ۔

"ہاں ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ بہر حال آؤ ۔ سائیڈوں پر بھی چیک کر لیں پھر چیف کو رپورٹ دیں گے"....... دوسری آواز نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی ۔

"آؤ اب اوپر چلیں"...... عمران نے کہا اور ایک کریک کے دہانے کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اوپر ساحل پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہاں گھنی جھاڑیاں تھیں اور دور ایک کونے میں ایک اونچا چیکنگ ٹاور نظر آ رہا تھا۔ کچھ دور عمارتوں کا ایک طویل سلسلہ تھا لیکن یہ عمارتیں سامنے کی طرف بالکل سپاٹ تھیں۔ بالکل اس طرح جس طرح فصیل ہوتی ہے۔

"یہ واقعی وہ جزیرہ نہیں ہے اور عمارتوں کی تعداد بتا رہی ہے کہ یہ دوسرا جزیرہ ہے جس پر ہیڈ کوارٹر بھی ہے اور لیبارٹری بھی"۔ عمران نے کہا۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہو گا۔ جیسے ہی ہم آگے بڑھیں گے ٹاور سے یا ان عمارتوں سے ہم چیک ہو جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے جو مشین پسٹل ہیں وہ بھیگ چکے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"جب تک مشین پسٹل اور ان کے میگزین نہ سوکھ جائیں ہمیں یہیں رہنا ہو گا ورنہ ہم بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مارے جائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس میں بہت دیر لگ جائے گی۔ ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ کسی بھی لمحے کچھ ہو سکتا ہے اور بزرگ کہتے ہیں کہ حرکت میں برکت ہے۔ ہمیں پہلے اس ٹاور پر قبضہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایسی صورت میں عمران صاحب ہمیں واپس پانی میں اتر جانا چاہئے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے ہم اس ٹاور کے قریب اوپر چڑھ سکتے ہیں"...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ آؤ"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر وہ کنارے سے اتر کر سمندر میں کود پڑا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی سمندر میں اتر گئے۔

"کنارے کے ساتھ ساتھ رہنا۔ زیادہ فاصلے پر چیکنگ ریز بھی ہو سکتی ہیں"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل برانک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل برانک بول رہا ہوں "...... کرنل برانک نے تیز لہجے میں کہا۔

" جیمز بول رہا ہوں باس "...... دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے ۔ کیسے یہاں آئے ہیں یہ لوگ " ۔ کرنل برانک نے کہا۔

" باس ۔ پی تھری کی ایک کھاڑی میں میزائل بوٹ موجود ہے اور غوطہ خوری کے لباس بھی اور پی ٹو کی ایک کھاڑی میں صرف غوطہ خوری کے لباس موجود ہیں "...... جیمز نے جواب دیا۔

" لیکن راستے میں چیکنگ ریز نے انہیں کیوں چیک نہیں کیا " ۔ کرنل برانک نے کہا۔

" یہ تو وہی لوگ بتا سکتے ہیں باس ۔ جو رپورٹ ملی ہے وہ میں نے بتا دی ہے "...... جیمز نے کہا۔

" ان کا سامان چیک کراؤ اور مزید چیکنگ کرو ۔ کوئی نہ کوئی مشین ان کے پاس موجود ہے جس سے انہوں نے چیکنگ ریز کو سمندر میں زیرو کر دیا ۔ پھر مجھے رپورٹ دو ۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کے سامنے یہ بات آئے کہ ہم ان کے یہاں آنے کے بارے میں کچھ نہیں جانتے "...... کرنل برانک نے کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل برانک نے رسیور رکھ دیا۔

" نانسنس ۔ صرف غوطہ خوری کے لباس ریز کو کیسے زیرو کر سکتے ہیں "...... کرنل برانک نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل برانک بول رہا ہوں "...... کرنل برانک نے کہا۔

" باس ۔ انتہائی حیرت انگیز بات ہوئی ہے ۔ بلیک روم میں بے ہوشی کے عالم میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تمام قیدیوں میں سے تین قیدی فورتھ وے میں آڑیناک فائر ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے ہیں جبکہ باقی لوگ غائب ہیں ۔ میں نے چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ سمندر میں لاشیں گرانے والے کمرے کا فرش کھلا ہوا ہے ۔ میں نے آدمی بھیج دیئے ہیں جو سمندر سے ان کی لاشیں اٹھا لائیں گے اور

ان بے ہوش تین افراد کو میں نے دوبارہ بلیک روم میں لے جا کر زنجیروں سے جکڑ دیا ہے"...... جیمز نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ وہ عورت اور اس کے ساتھ چار مرد سمندر میں اتر گئے ہیں ۔ کیسے ۔ وہ کیسے زنجیروں سے آزاد ہوئے ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"۔ کرنل برانک نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس ۔ بلیک روم میں روشو اور براؤن دونوں کی لاشیں پڑی ہیں اور کڑوں کو کھولنے والا ریموٹ کنٹرول جو روشو کے پاس تھا وہاں فرش پر پڑا ہوا ملا ہے"...... جیمز نے کہا۔

"ویری بیڈ ۔ تم نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن نہیں لگوائے تھے"...... کرنل برانک نے چیختے ہوئے کہا۔

"لگوائے تھے باس ۔ میں نے خود اپنے سامنے لگوائے تھے"۔ جیمز نے جواب دیا۔

"تو پھر انہیں کیسے ہوش آ گیا ۔ کیا یہ لوگ مافوق الفطرت ہیں ۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے"...... کرنل برانک نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں باس ۔ یہ سب واقعی انتہائی حیرت انگیز کام ہو رہے ہیں"...... جیمز نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں تلاش کراؤ اور سنو ۔ اب بلیک روم میں دو مسلح آدمی تعینات کر دو ۔ ان کی بے ہوشی کو کافی مت سمجھو اور جب باقی لوگ زندہ یا مردہ مل جائیں تو مجھے بتاؤ"...... کرنل برانک نے چیختے ہوئے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"آخر یہ کیسے لوگ ہیں ۔ یہ کس سیارے کی مخلوق ہیں"۔ کرنل برانک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر آدھے گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل برانک نے کہا۔

"باس ۔ اس عورت اور اس کے چار ساتھی مردوں کی لاشیں مچھلیاں کھا گئی ہیں"...... دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی۔

"کیسے معلوم ہوا ہے"...... کرنل برانک نے چونک کر کہا۔

"باس ۔ ان کے جسموں کے بچے کھچے حصے سکرین پر دور تک تیرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں"...... جیمز نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔ ٹھیک ہے ۔ تو اب وہ تین مرد رہ گئے ہیں باقی"۔ کرنل برانک نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ۔ میں بلیک روم میں جا رہا ہوں ۔ تم فرینک کو وہاں بھجوا دو"...... کرنل برانک نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل برانک نے رسیور رکھ دیا۔

"اب یہ خود بتائیں گے کہ یہ کیسے یہاں پہنچے ہیں"...... کرنل برانک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی کے تاریک ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس ٹارچنگ روم میں چھوڑ کر وہ کیپٹن حمید اور مناظر کے ساتھ اس ٹارچنگ روم سے نکل کر راہداری میں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا۔ وہ اس لئے فوری حرکت میں آیا تھا کہ جب تک انہیں اغوا کرنے والے سنبھلیں وہ ان پر قابو پا لے لیکن جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچے اچانک چھت سے تیز سرخ رنگ کی روشنی کا جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔ اب ہوش میں آتے ہی اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ کیپٹن حمید اور مناظر کے ساتھ اسی ٹارچنگ روم میں دوبارہ

زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود تھا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں موجود نہ تھے۔ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود کیپٹن حمید کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا جبکہ مناظر کے جسم میں ہوش میں آنے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ہمارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں"...... کرنل فریدی نے انجکشن لگانے والے سے پوچھا۔

"وہ سمندر میں گر کر ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں مچھلیاں کھا گئی ہیں"...... اس آدمی نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ سمندر تک کیسے پہنچ گئے"...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دائیں طرف دیوار سے ایک خفیہ راستہ اس کمرے میں جاتا ہے جہاں کا فرش ہٹا کر لاشوں کو سمندر میں پھینکا جاتا ہے۔ تمہارے ساتھی نجانے کس طرح اس راستے سے گزر کر اس کمرے میں پہنچے اور پھر فرش کھلنے پر وہ نیچے سمندر میں گر کر ہلاک ہو گئے اور ان کی لاشیں مچھلیاں کھا گئیں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔ وہ سامنے رکھی ہوئی دو کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ اس دوران مناظر اور کیپٹن حمید بھی ہوش میں آ چکے تھے لیکن دونوں خاموش کھڑے تھے۔ البتہ دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔

"کیا یہ صرف خیال ہے یا اس کا کوئی ثبوت بھی ملا ہے"۔ کرنل ریدی نے پوچھا۔

"سکرین پر باس جیمز نے ان کے جسموں کے بچے کھچے حصے خود چیک کئے ہیں"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے اور نجانے اسے کس طرح اس خفیہ راستے کا علم ہو گیا تھا۔ بہرحال اب مسئلہ تھا ان ریموٹ کنٹرول کڑوں سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ ہر قیمت پر ان سے یہاں پہنچنے کا راز معلوم کر کے انہیں ہلاک کر دیں گے اور وہ کم از کم بے بسی کے عالم میں مرنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن پچھلی بار کی تمام صورت حال اس کے سامنے تھی۔ یہ تو عمران کی ساتھی جولیا کے ہاتھ آزاد ہونے کی وجہ سے معاملات سیدھے ہو گئے تھے لیکن اب ایسا نہ تھا۔ وہ مسلسل اس معاملہ پر غور کر رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"حیرت ہے۔ اتنا آسان اور سیدھا حل اب تک میری سمجھ میں کیوں نہیں آیا"...... کرنل فریدی نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... سامنے بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا تو کرنل فریدی چونک پڑا۔

"ہم اپنی آخری عبادت کر رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہے۔ تھوڑا سا وقت ہے تمہارے پاس عبادت کے لئے پھر تم نے ہلاک تو ہونا ہی ہے"...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں آنے والے کو سلام کیا۔

"انہیں ہوش خود بخود تو نہیں آیا تھا فرینک"...... آنے والے نے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس دمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں چیف۔ میں نے انجکشن لگا کر انہیں ہوش دلایا ہے"۔ ینک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"الماری سے کوڑا نکالو اور ان کی کھالیں ادھیڑ دو"...... آنے لے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سفاکانہ لہجے میں کہا تو کرنل یدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں شاید زندگی میں پہلی بار موقع ملا ہے کہ تم کسی کی کھال ھڑوا سکو"...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ ابھی تمہاری یہ زہریلی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش جائے گی۔ اور سنو۔ اگر تم اپنی اور اپنے ساتھیوں کی کھالیں ھڑوانے سے بچنا چاہتے ہو تو پھر صاف صاف اور سچ سچ بتا دو کہ تم ـ کیسے اس جزیرے پر پہنچے ہو"...... چیف نے اسی طرح غصیلے

اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اپنا نام تو بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ تمہاری یہاں کیا حیثیت ہے پھر آگے بات ہو سکتی ہے"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو چیف بے اختیار چونک پڑا اور قدرے حیرت بھرے انداز میں کرنل فریدی کو دیکھنے لگا۔ شاید اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ کھال ادھیڑنے کا سن کر اس کے سامنے گڑگڑائیں گے، روئیں گے اور اس کی منت سماجت کریں گے لیکن یہ لوگ اس طرح بات کر رہے تھے جیسے یہ خود زنجیروں میں جکڑے ہوئے نہ ہوں بلکہ ان کی جگہ وہ جکڑا ہوا ہو۔

"میرا نام کرنل برانک ہے اور میں یہاں سیکورٹی چیف ہوں۔ تم کون ہو"...... کرنل برانک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا نام کرنل فریدی ہے اور یہ میرے ساتھی کیپٹن حمید اور مناظر ہیں۔ ہمارا تعلق اسلامی سیکورٹی کونسل سے ہے"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں جواب دیا تو کرنل برانک بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ تو تم ہو وہ کرنل فریدی جس کی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ تو وہ دوسرا گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل تھا وہ پاکیشیائی تھے"...... کرنل برانک نے کہا۔

"ہاں۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی تھے"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ کہ ہمارے انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کے باوجود تم لوگ یہاں صحیح سلامت کیسے پہنچ گئے ہو"...... کرنل برانک نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ شاید کرنل فریدی کا نام سن کر وہ لاشعوری طور پر مرعوب ہو گیا تھا۔

"تم یا تمہارا آدمی چاہے ہمارے کھالیں کیوں نہ ادھیڑ دے ہم ایک لفظ بھی نہیں بتائیں گے لیکن اگر تم میرے سوالات کا صحیح اور درست جواب دے دو تو میرا کرنل فریدی کا وعدہ کہ تمہیں سب کچھ تفصیل سے بتا دوں گا اور تمہیں یقیناً معلوم ہو گا کہ کرنل فریدی جو وعدہ کرتا ہے وہ ہر قیمت پر پورا کرتا ہے"...... کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"کیسے سوالات"...... کرنل برانک نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ ہم اس وقت کس جزیرے پر ہیں اور کس عمارت میں ہیں اور وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں ڈاکٹر عبداللہ کو رکھا گیا ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا تو کرنل برانک بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ایشیائی لوگ واقعی انتہائی احمق واقع ہوئے ہو۔ ابھی چند لمحوں بعد تم لوگ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہو گے پھر ان سوالات کے جواب تمہیں کیا فائدہ دیں گے"...... کرنل برانک نے کہا۔

"پھر تو ویسے بھی ان سوالات کے جواب دینے میں تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت پرلز کے دوسرے درمیانی جزیرے پر ہو۔ یہ عمارت سیکورٹی ہیڈ کوارٹر کہلاتی ہے اور لیبارٹری اس عمارت کے عقبی طرف زیر زمین ہے"...... کرنل برانک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہاں ایکریمیا کے جو میزائل اڈے ہیں وہ کہاں ہیں"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ سب اڈے زیر زمین ہیں۔ اوپر صرف سیکورٹی عمارت ہے۔ اس عمارت کے نیچے کوئی اڈا نہیں ہے۔ اوپر جو جگہیں باقی ہیں وہاں نیچے میزائل اڈے ہیں"...... کرنل برانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں اس عمارت میں سیکورٹی کے کتنے افراد ہیں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"افراد تو صرف دس ہیں۔ لیکن ہر طرف نگرانی کرنے اور چیک کرنے والی مشینری نصب ہے جو یہاں اڑتی ہوئی مکھی کو بھی چیک کر لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم سب یہاں پہنچتے ہی آپریشن روم میں چیک کر لئے گئے"...... کرنل برانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس عمارت سے لیبارٹری کا کوئی راستہ ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"تم نے تو باقاعدہ میرا انٹرویو شروع کر دیا ہے"...... کرنل برانک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس یہ آخری سوال ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس عمارت سے نہ ہی میزائل اڈے کو کوئی راستہ جاتا ہے اور نہ ہی لیبارٹری کا۔ ان سب کے راستے علیحدہ ہیں جن کا کوئی تعلق سیکورٹی سے نہیں ہے۔ البتہ جب انہوں نے باہر آنا ہو یا اندر کسی نے جانا ہو تو وہ سیکورٹی کو پہلے اطلاع دیتے ہیں اور بس"۔ کرنل برانک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب میں تمہارے سوال کا جواب دے دوں۔ پھر مزید بات ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس جزیرے تک پہنچنے کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم لوگ بھی سائنس میں کافی ایڈوانس ہو جبکہ میرا خیال تھا کہ صرف ایکریمیا ہی ایڈوانس ہے اور تم لوگ محض جاہل اور جنگل نما معاشرے میں رہنے والے وحشی فطرت لوگ ہو"...... کرنل برانک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری مرضی تم جو چاہے سوچتے رہو۔ جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی"...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... کرنل برانک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ یکلخت کھڑکھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کرنل زیدی کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں کھل کر نیچے فرش پر جا

گریں اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل برانک یا فرینک کچھ سمجھتے کرنل فریدی نے اچھل کر چیتے کی طرح چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے کرنل برانک اور فرینک کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ کرنل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے کرنل برانک کو اٹھا کر فرینک پر دے مارا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے کرنل فریدی کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آیا جو اس نے اپنی جیب سے نکالا تھا اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کرنل برانک اور فرینک دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ کرنل فریدی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے فرینک کی طرف بڑھا۔ فرینک کا اوپر کا جسم گولیوں سے محفوظ تھا صرف ٹانگیں گولیوں سے چھلنی تھیں۔ کرنل فریدی نے اس کی تلاشی لی اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے وہ ریموٹ کنٹرول نما آلہ برآمد کر لینے میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس آلے کی مدد سے اس نے بتوں کی مانند ساکت کھڑے کیپٹن حمید اور مناظر دونوں کے کڑے کھول دیئے۔ کڑے کھلنے سے ان کے جسموں کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں نیچے جا گریں۔

"یہ۔ یہ کس طرح کیا۔ کیا آپ نے جادو سیکھ لیا ہے"۔ کیپٹن حمید نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال بات کرنے کا وقت نہیں ہے۔ تم اسلحہ نکال کر دروازے پر رکو میں اس فرینک سے ضروری پوچھ گچھ کر لوں"۔

کرنل فریدی نے کہا اور مڑ کر وہ فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے فرینک کی طرف بڑھ گیا جس کی دونوں ٹانگوں سے خون تیزی سے اور مسلسل بہہ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے جھک کر اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ پر وہ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار ٹانگیں سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا صرف اوپر والا جسم تھوڑا سا اوپر اٹھ سکا اور پھر دوبارہ نیچے گر گیا۔

"تمہیں اب بھی بچایا جا سکتا ہے۔ بولو آپریشن روم کہاں ہے اور اس تک جانے کا محفوظ راستہ کون سا ہے"...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے بچا لو۔ میں مرنا نہیں چاہتا"...... فرینک نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے جو پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ ابھی تم ٹھیک ہو جاؤ گے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اس کمرے کے علاوہ ہر جگہ چیکنگ آلات موجود ہیں اور ان میں سے کرینک ریز فائر ہوتی رہتی ہیں جو وہاں سے گزرنے والوں کو بے ہوش کر دیتی ہیں۔ آپریشن روم اوپر والی منزل پر ہے"...... فرینک نے رک رک کر اور آہستہ آہستہ جواب دیا۔ خون زیادہ اور مسلسل نکلنے کی وجہ سے اس کی آواز ڈوبتی جا رہی تھی۔

"تم کیسے بچ جاتے ہو ان آلات سے"...... کرنل فریدی نے

اسے ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہمارے پاس پن کارڈ ہیں۔ ان کارڈز کی وجہ سے ہماری چیکنگ نہیں ہوتی اور نہ ریز ہم پر اثر کرتی ہیں"...... فرینک نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہچکی لی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

" پن کارڈ۔ تو یہ بات ہے"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرینک کی ایک بار پھر تفصیلی تلاشی لینی شروع کر دی اور تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے آخر کار اس کے کوٹ کی ایک خفیہ اور چھوٹی سی جیب سے تین انچ کی ایک چھوٹی سی دھات کی بنی ہوئی تختی باہر نکال لی۔ تختی پر ٹیڑھی میڑھی لہریں سی بنی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ کرنل فریدی نے ایک نظر اسے غور سے دیکھا اور پھر اسے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ فرش پر پڑے ہوئے کرنل برانک کی لاش کی طرف بڑھ گیا اور اس نے جھک کر اس کی تلاشی لینی شروع کر دی اور تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اس کی جیب سے بھی پہلے جیسی تختی برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

" یہ تختی تم اپنی جیب میں رکھ لو کیپٹن حمید"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کے ہاتھ سے تختی لے کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

" تمہارے لئے ہمیں تیسرا شکار کرنا پڑے گا۔ چنانچہ تم یہیں ٹھہرو میں کیپٹن حمید کے ساتھ باہر جا رہا ہوں۔ جیسے ہی تیسری تختی

ملی میں کیپٹن حمید کے ہاتھ تمہیں بھجوا دوں گا"...... کرنل فریدی نے مناظر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" یس سر"...... مناظر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" آؤ کیپٹن حمید"...... کرنل فریدی نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں پہلے پہنچ کر وہ دوبارہ بے ہوش ہو گئے تھے لیکن اس بار چھت سے کوئی روشنی کا جھماکا نہ ہوا تو کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر سامنے والا دروازہ کھولا تو دوسری طرف بھی راہداری تھی جو خالی تھی۔ کرنل فریدی راہداری میں آ گیا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔ راہداری ایک سائیڈ سے بند تھی جبکہ دوسری طرف سے آگے جا کر گھوم رہی تھی اور وہاں سے کسی لڑکی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کرنل فریدی تیزی سے لیکن محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری گھوم کر ایک دروازے پر جا کر ختم ہو گئی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور لڑکی کی آواز کمرے کے اندر سے آ رہی تھی۔ کرنل فریدی تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا جبکہ کیپٹن حمید دروازے کی دوسری سائیڈ میں ہو گیا۔ لڑکی فون پر باتیں کر رہی تھی اور کسی کو بتا رہی تھی کہ چیف بلیک روم میں گیا ہوا ہے اور پھر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ کرنل فریدی یکلخت اچھل کر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی پیروی کیپٹن حمید نے بھی۔

" تم۔ تم۔ یہ۔ یہ۔ یہاں۔ مگر"...... لڑکی جو شاید کرنل برانک

کی سیکرٹری تھی نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس سے
پہلے کہ وہ کرسی سے اٹھتی کرنل فریدی کا بازو گھوما اور لڑکی چیختی
ہوئی اچھل کر کرسی سمیت نیچے جا گری۔ نیچے گر کر اس نے ایک بار
پھر اٹھنے کی کوشش کی تو کرنل فریدی کی لات گھومی اور کنپٹی پر
ضرب کھا کر لڑکی ایک بار پھر چیختی ہوئی نیچے گری اور ساکت ہو گئی
کرنل فریدی نے اسے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا۔

"کیپٹن حمید۔ اس کی تلاشی لو۔ اس کے پاس پن کارڈ ہو گا۔
جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے
آگے موجود دوسرے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو بند تھا۔
اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک شاندار انداز میں سجا ہوا
آفس تھا۔ کرنل فریدی آفس میں داخل ہوا۔ وہاں ایک طرف
ریک میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں۔ میز پر دو رنگوں کے
فون سیٹ موجود تھے اور ایک طرف ٹی وی موجود تھا۔ کرنل فریدی
نے بھرپور انداز میں کمرے کا جائزہ لیا اور پھر واپس مڑ کر سیکرٹری کے
کمرے میں آ گیا۔

"یہ ہے اس کا پن کارڈ"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"یہ جا کر مناظر کو دو اور پھر اسے اپنے ساتھ لے آؤ۔ ہم نے ان
کے آپریشن روم کو تباہ کرنا ہے تاکہ ہم یہاں کھل کر کام کر
سکیں"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید تیزی سے مڑا اور
دوڑتا ہوا راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ اس کے قدموں کی آواز کچھ دیر

سنائی دیتی رہی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ لڑکی اسی طرح کرسی پر بے
ہوش پڑی ہوئی تھی۔ کرنل فریدی ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔
تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں قریب آتی
ہوئی سنائی دیں اور چند لمحوں بعد کیپٹن حمید اور مناظر اندر داخل
ہوئے۔

"رسی تلاش کرو۔ اس لڑکی سے یہاں کے بارے میں تفصیلی
پوچھ گچھ کرنا ہو گی"...... کرنل فریدی نے مناظر سے مخاطب ہوتے
ہوئے کہا۔

"یہاں رسی تو نہیں ہو گی۔ اس کا کوٹ اس کے عقب میں کر
دیتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جلدی کرو"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن
حمید آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک چھت سے یکلخت تیز روشنی کا جھماکا سا
ہوا اور کرنل فریدی کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس
کے جسم سے توانائی نچوڑ لی گئی ہو۔ اس کی ٹانگیں خود بخود ٹیڑھی
ہوئیں اور پھر وہ لڑکھڑاتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا لیکن اس کی آنکھیں
کھلی ہوئی تھیں اور ذہن جاگ رہا تھا۔ کیپٹن حمید اور مناظر کا بھی
یہی حشر ہوا تھا۔ کرنل فریدی سوچ رہا تھا کہ ان کے پاس تو پن کارڈ
موجود تھے پھر ان کے ساتھ ایسا کیوں ہوا ہے لیکن ظاہر ہے اس کی
سوچ اس تک ہی محدود تھی۔ تھوڑی دیر بعد دور سے دوڑتے ہوئے
قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر کمرے کے دروازے سے دو آدمی

اندر داخل ہوئے۔

"روگر۔ جاؤ اور بلیک روم چیک کرو۔ چیف اور فرینک وہاں گئے تھے"...... پہلے اندر داخل ہونے والے نے مڑ کر اپنے پیچھے آنے والے دوسرے آدمی سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"یہ سب کیسے ہو گیا"...... اندر آنے والے پہلے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ہی تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کراؤن بول رہا ہوں باس"...... اس آدمی نے کہا۔

"ان تینوں کو گولیوں سے اڑا دو۔ فوراً بغیر کسی توقف کے"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس باس"...... کراؤن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت چیختا ہوا پلٹ کر پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا یکلخت فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا کراؤن ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا کرنل فریدی کھلی آنکھوں سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا لیکن اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ جب وہ کیپٹن حمید اور مناظر تینوں بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے تو پھر اس کراؤن کو نیچے کس نے گرایا تھا اور اس پر فائر کس نے کھولا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر دل ہی دل میں چونک پڑا کہ مناظر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔

اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔ اسی لمحے کرنل فریدی کے کانوں میں راہداری میں کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں پڑیں تو وہ سمجھ گیا کہ بلیک روم میں جانے والا روگر واپس آ رہا ہے لیکن یہ آوازیں ظاہر ہے مناظر نے بھی سنی تھیں۔ وہ یکلخت ایک جھٹکے سے مڑا تو ایک بار تو وہ لڑکھڑا کر گرنے ہی لگا تھا لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔ اسی لمحے روگر دوڑتا ہوا دروازے کے سامنے آیا ہی تھا کہ مناظر کے مشین پسٹل سے فائرنگ ہوئی اور دوڑ کر آنے والا روگر چیختا ہوا راہداری میں ہی گر گیا تو مناظر مڑا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک طرف موجود باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باتھ روم سے باہر آیا تو اس کے قدم پہلے سے زیادہ تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک جگ تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر کرنل فریدی نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا کہ مناظر کے ذہن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ ایسی توانائی سلب کرنے والی ریز کا توڑ سادہ پانی ہی ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ چونکہ ریز فائر سپاٹ کے نیچے وہ خود موجود تھا اس لئے ریز کا اثر اس پر سب سے زیادہ ہوا تھا جبکہ مناظر دروازے کے قریب تھا اس لئے اس پر ریز کا اثر زیادہ نہیں ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کے جسموں میں توانائی لوٹ آئی کیونکہ مناظر نے جگ میں سے پانی ان دونوں کے حلق میں ڈال دیا تھا۔

" گڈ شو مناظر "...... کرنل فریدی نے اٹھ کر اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

" سر۔ آپ کے جانے کے بعد مجھے پیاس محسوس ہوئی تو میں نے وہاں موجود الماری سے پانی کی بوتل نکال کر پی لی اس لئے مجھ پر ان ریز کا اثر کم ہوا اور اس بات سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ پانی ان ریز کا توڑ ہے "...... مناظر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو گیا ہے ورنہ اس بار ہم واقعی مکمل طور پر بے بس ہو چکے تھے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" لیکن جب ہمارے پاس پن کارڈ موجود تھے تو پھر ان ریز کا اٹیک کیوں ہوا ہم پر "...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ چونکہ یہ لڑکی زندہ ہے اس لئے اس کا پن کارڈ جب اس کے جسم سے علیحدہ ہوا تو آپریشن روم میں کاشن پہنچ گیا اور پھر ہم پر خصوصی طور پر کوئی خاص ریز فائر کی گئی ورنہ پہلے کرنل برانک اور فرینک کے پن کارڈز ہم نے حاصل کئے تھے لیکن وہ چونکہ مر چکے تھے اس لئے انہیں کاشن نہ مل سکا تھا "...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ کرسی پر بے ہوش پڑی ہوئی لڑکی کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔

" آؤ "...... کرنل فریدی نے لڑکی کے ہلاک ہوتے ہی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر باہر راہداری میں آکر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے موڑ سے ایک اور راہداری آگے کی

طرف جا رہی تھی جبکہ پہلی راہداری آگے سے بند تھی۔ کرنل فریدی نے چونکہ کراؤن اور اس کے ساتھی کے قدموں کی آواز اسی طرف سے آتی سنی تھی اس لئے وہ اسی راستے پر ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری آگے جا کر ایک دروازے پر ختم ہو گئی تو کرنل فریدی نے دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ کرنل فریدی نے اندر جھانکا تو کمرہ خالی تھا۔ وہ آہستہ سے کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید اور مناظر بھی اندر داخل ہو گئے۔

" اس کا تو اور کوئی دروازہ نہیں ہے "...... کرنل فریدی نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے وہ دروازہ جس سے وہ اندر داخل ہوئے تھے اس پر سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دھات کی چادر آ گری اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اچانک کمرے کی چھت سے سفید رنگ کی گیس کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ کرنل فریدی نے فوراً اپنا سانس روک لیا لیکن اس کے باوجود اس کا ذہن تیزی سے گھومنے لگا جیسے لٹو اپنی پوری رفتار سے گھومتا ہے اور پھر چند لمحوں بعد اس کے حواس تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

وسیع ہال نما کمرے کی دیواروں کے ساتھ مختلف سائزوں کی مشینیں موجود تھیں ۔ ان میں سے صرف چھ مشینوں کے سامنے سٹول پر آدمی موجود تھے جبکہ باقی بے شمار مشینیں آٹو میٹک انداز میں کام کر رہی تھیں ۔ ایک کونے میں شیشے کا بنا ہوا ایک کمرہ تھا جس میں ایک قد آدم مشین موجود تھی جس کے سامنے کرسی پر ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا ۔ یہ آپریشن روم انچارج جیمز تھا ۔ سائیڈ ٹیبل پر ایک فون اور انٹرکام بھی موجود تھا ۔ جیمز کی نظریں سامنے موجود مشین کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر ایک راہداری کا منظر دکھائی دے رہا تھا جس میں تین آدمی چلتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ جیمز کا چہرہ ستا ہوا تھا اور اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے ۔ پھر جیسے ہی تینوں آدمی راہداری کے اختتام پر موجود کمرے میں داخل ہوئے اس نے ہاتھ

بڑھا کر مشین کے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے ۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر کمرے کا اندرونی منظر ابھر آیا جس کی چھت سے سفید رنگ کا دھواں سا نکل کر کمرے میں پھیلتا جا رہا تھا اور پھر اس نے ان تینوں کو لڑکھڑا کر فرش پر گرتے ہوئے دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" یہ انسان نہیں ہیں ۔ بھوت ہیں بھوت اس لئے انہیں ان کے ساتھیوں کی طرح سمندر میں دھکیل دینا چاہئے "...... جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے نچلے حصے میں موجود ایک ہک کو جھٹکے سے کھینچا تو سکرین پر موجود کمرے کا فرش یکلخت غائب ہو گیا اور زود اثر گیس سے بے حس و حرکت پڑے ہوئے تینوں آدمی یکلخت غائب ہو گئے ۔ اس نے ہک کو چھوڑا تو کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی ہک واپس اپنی جگہ پر آ گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا فرش بھی دوبارہ سکرین پر نظر آنے لگ گیا۔

" تھینک گاڈ ۔ ان بھوتوں سے جان چھوٹی "...... جیمز نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آگے کی طرف ہو کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" رابرٹ بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" جیمز بول رہا ہوں "...... جیمز نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" نیچے چیف کرنل برانک، فرینک، کراؤن اور روگر کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ۔ تم ان چاروں لاشوں کو اٹھا کر ایگزٹ روم کے فرش پر ڈال دو تاکہ میں ان لاشوں کو نیچے سمندر میں پھینک دوں"۔ جیمز نے کہا۔

" یس چیف ۔ کیا دشمن ختم ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں "...... جیمز نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے چیف ۔ حکم کی تعمیل ہو گی "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جیمز نے رسیور رکھ دیا ۔ اسے کرنل برانک کی موت پر افسوس ضرور تھا لیکن ساتھ ہی یہ خوشی بھی تھی کہ اب وہ نہ صرف آپریشن روم کا انچارج تھا بلکہ کرنل برانک کی جگہ سیکورٹی چیف بھی اب وہ بن چکا تھا اور جس طرح اسے رابرٹ نے چیف کہا تھا اس سے اس کی روح تک مسرور ہو گئی تھی ۔ اسے یقین تھا کہ اب جب وہ حکومت کو ان ایجنٹوں کے خاتمہ کی اطلاع دے گا تو اسے باقاعدہ طور پر سیکورٹی چیف بنا دیا جائے گا ۔ لیکن چونکہ دو تک یہاں سے حکومت تک رابطہ آف کر دیا گیا تھا اس لئے وہ دو تک کوئی رپورٹ نہیں دے سکتا تھا ۔ البتہ اس دوران ڈیفنس سیکرٹری صاحب ٹرانسمیٹر پر کال کر سکتے تھے ۔ لیکن انہیں سختی سے منع کر دیا گیا تھا کہ وہ ازخود ان سے رابطہ نہ کریں کیونکہ اعلیٰ حکا

کو خطرہ تھا کہ پاکیشیائی اور اسلامی سیکورٹی کونسل کے ایجنٹ کال کیچ کر کے یہاں کا سراغ لگا سکتے ہیں ۔ سکرین پر کمرہ ابھی تک نظر آ رہا تھا ۔ البتہ جیمز نے بٹن پریس کر کے دروازے پر آ جانے والی دھات کی چادر غائب کر دی تھی ۔ پھر اس نے دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا تو وہ چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ دروازے سے رابرٹ اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو رہے تھے ۔ ان کی تعداد چار تھی اور ان کے کاندھوں پر کرنل برانک اور دوسرے لوگوں کی لاشیں تھیں ۔ پھر ان لاشوں کو کمرے کے فرش پر ڈال دیا گیا اور رابرٹ اور اس کے ساتھی کمرے سے باہر نکل گئے تو جیمز نے دوبارہ ہاتھ بڑھا کر مشین کے نچلے حصے میں موجود ہک کو ایک جھٹکے سے کھینچا تو کمرے کا فرش یکلخت غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل برانک اور دوسرے ساتھیوں کی لاشیں غائب ہو گئیں تو اس نے ہک کو چھوڑ دیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ہک واپس اپنی جگہ پر پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا فرش دوبارہ سکرین پر نظر آنے لگا تو اس نے طمینان کا ایک طویل سانس لیا اور اس پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے شین کو آپریٹ کرنا شروع کیا ۔ جب سکرین پر سمندر کا منظر ابھر آیا ذ اس نے ہاتھ ہٹالئے اور سمندر کو چیک کرنے ہی لگا تھا کہ میز پر ے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو اس نے ہاتھ ھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ انتھونی کالنگ فرام واچ ٹاور ۔ اوور"...... ایک

مردانہ آواز سنائی دی تو جیمز چونک پڑا۔

"یس ۔ سکیورٹی چیف جیمز اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... جیمز نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"سکیورٹی چیف جیمز ۔ کیا مطلب ۔ سکیورٹی چیف تو کرنل برانک ہیں اور میں نے تو انہیں کال کیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل برانک اور ان کی سکیورٹی کے چار افراد ہلاک ہو چکے ہیں میں نے ان کی لاشیں سمندر میں ڈال دی ہیں اور اب میں ان کی جگہ سکیورٹی چیف ہوں۔ اوور"...... جیمز نے کہا۔

"کرنل برانک ہلاک ہو گئے ہیں ۔ وہ کیسے ۔ اوور"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"دشمنوں کے آٹھ ایجنٹ بے ہوش کر کے بلیک روم میں لائے گئے جن میں سے پانچ افراد ایک عورت اور چار مرد فرار ہو کر ایگزٹ روم سے سمندر میں جا گرے اور مچھلیاں انہیں کھا گئیں ۔ لیکن تین آدمی جو فرار ہونے کی کوشش میں دوبارہ ریز کا شکار ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے کرنل برانک نے انہیں دوبارہ بلیک روم میں زنجیروں سے جکڑ دیا اور خود فرینک کے ساتھ وہاں انہیں ہلاک کرنے گئے لیکن پھر اچانک مجھے کاشن ملا کہ کرنل برانک کی سیکرٹری مارشیا کا پ کارڈ غائب ہو گیا ہے تو میں نے چیکنگ کی تو وہاں وہی تینوں افرا موجود تھے ۔ میں نے ان پر سپیشل ریز فائر کر کے انہیں مفلوج کر د

اور کراؤن اور روگر کو وہاں بھیجا تا کہ ان کا خاتمہ کیا جا سکے لیکن حیرت انگیز طور پر وہ خود بخود ٹھیک ہو گئے اور انہوں نے کراؤن اور روگر دونوں کو ہلاک کر دیا ۔ اس کے بعد بد قسمتی سے وہ خود ہی ایگزٹ روم میں پہنچ گئے تو میں نے ایگزٹ روم کا فرش کھول دیا تو وہ بھی پہلے آدمیوں کی طرح سمندر میں گر گئے ۔ یقیناً انہیں بھی ان کے پہلے ساتھیوں کی طرح مچھلیاں اب تک کھا چکی ہوں گی ۔ ویسے بھی یہ گیس سے بے ہوش تھے اور کرنل برانک کے بعد اب میں چیف ہوں ۔ اوور"...... جیمز نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو آپ واقعی چیف ہیں ۔ لیکن چیف یہ لوگ تو بھوت ہیں ۔ اچانک سامنے آ جاتے ہیں اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لیبارٹری میں بھی اچانک ہی پہنچ جائیں ۔ اوور"۔ انتھونی نے کہا۔

"وہ سب تو ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے لیبارٹری تک کیسے پہنچ سکتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ وہ جیسے ہی جزیرے پر حرکت کریں گے تمہارے ٹاور کی مشینری انہیں چیک کر لے گی اور تم آسانی سے نہیں ہلاک کر سکتے ہو ۔ اس کے علاوہ لیبارٹری سکیورٹی ونگ کے عقبی طرف زیر زمین ہے ۔ وہاں کا راستہ بھی اندر سے کھلتا ہے باہر سے نہیں ۔ ایسی صورت میں وہ اگر زندہ بھی ہوں تب بھی وہ بارٹری میں داخل ہو ہی نہیں سکتے ۔ البتہ تم نے یہ بات کر کے بے چوکنا کر دیا ہے ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی تیسرا گروپ

بھی ہو اس لئے تم نے بے حد چوکنا رہنا ہے ۔ اوور"...... جیمز نے
کہا۔

" میں تو چوکنا ہوں چیف ۔ اوور"...... انتھونی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اوور اینڈ آل "...... جیمز نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف
کر کے وہ اٹھا تا کہ باہر موجود اپنے ساتھیوں کو ہوشیار رہنے کا کہہ کر
خود وہ اپنے کمرے میں کچھ دیر آرام کرے اور شراب پی کر اپنے چیف
بننے کا جشن منائے ۔ اسے مارشیا کی موت کا بے حد دکھ تھا کیونکہ
چیف بن جانے کے بعد اگر مارشیا زندہ ہوتی تو وہ لامحالہ اس کی فرینڈ
بن کر رہتی لیکن وہ چونکہ ہلاک ہو چکی تھی اس لئے ظاہر ہے اب
سوائے صبر کرنے کے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

واچ ٹاور پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں عمران کرسی پر
بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے سامنے ایک سپیشل ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود
تھا ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے واچ ٹاور پر قبضہ کر لیا تھا ۔
یہاں چار افراد موجود تھے جن میں سے تین کو ہلاک کر دیا گیا تھا جبکہ
چوتھے کی گردن پر پیر رکھ کر عمران نے اس سے یہاں کی ساری
تفصیل معلوم کر لی تھی ۔ اس چوتھے آدمی کا نام انتھونی تھا اور وہ
واچ ٹاور کا انچارج تھا ۔ یہاں باقاعدہ چھوٹے چھوٹے دو کمرے بنے
ہوئے تھے جنہیں بیڈ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا ۔ ان میں سے دو
ڈیوٹی دیتے تھے اور دو آرام کرتے تھے ۔ انتھونی سے عمران نے معلوم
کر لیا تھا کہ لیبارٹری سیکورٹی کی عمارت کے عقبی طرف ہے لیکن وہ
یہ نہ بتا سکا تھا کہ اس کا راستہ سیکورٹی ایریا سے جاتا ہے یا علیحدہ ہے
اور یہی معلوم کرنے کے لئے عمران نے کرنل برانک کو ٹرانسمیٹر

کال کی تھی ۔ لیکن کال جیمز نے اٹنڈ کی تھی اور پھر جیمز نے اسے بتایا کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے کرنل برانک اور اس کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا لیکن پھر وہ اسی کمرے میں پہنچ گئے جہاں کا فرش ہٹنے پر وہ سمندر میں جا گرے تھے ۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں بلیک روم کے خفیہ راستے سے عمران اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا تھا اور جیمز نے اسے بتایا تھا کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کے عالم میں سمندر میں گرایا گیا ہے لیکن عمران کو معلوم تھا کہ چاہے کوئی بھی گیس کیوں نہ ہو پانی میں گرتے ہی گیس کے اثرات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور یقیناً کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی جزیرے پر پہنچ جائیں گے اس لئے وہ جیمز سے باتیں کرتا رہا اور پھر جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ لیبارٹری کا راستہ سیکورٹی ایریئے سے نہیں تھا بلکہ علیحدہ تھا اور لیبارٹری کے اندر سے ہی کھلتا تھا اور پھر اس نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر آف کیا اسی لمحے کمرے کے کھلے دروازے سے صفدر اندر داخل ہوا ۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ٹاور کے آپریشن روم میں موجود تھا جہاں چیکنگ مشینری نصب تھی ۔

" عمران صاحب ۔ تین افراد ساحل پر پہنچے ہیں ۔ دو بے ہوش ہیں جبکہ ایک ہوش میں ہے اور وہ انہیں کھینچ کر اوپر لے آیا ہے اور لگتا ہے کہ یہ افراد کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں "...... صفدر نے کہا ۔

" ہاں ۔ وہ واقعی کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں ۔ تم اور تنویر جا کر انہیں عزت سے لے آؤ "...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا تو عمران بھی اٹھا اور اس کمرے سے نکل کر آپریشن روم میں آ گیا۔ یہاں جولیا اور کیپٹن شکیل پہلے سے موجود تھے ۔

" عمران صاحب ۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی اب باہر آئے ہیں ۔ کہیں وہ یہ مشن مکمل تو نہیں کر چکے "...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" نہیں ۔ ہم تو نیچے سمندر میں جا گرے تھے لیکن یہ دوبارہ پھنس گئے تھے اور پھر انہوں نے کرنل برانک اور اس کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ۔ لیکن پھر یہ خود ہی اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سے ہم سمندر میں گرے تھے اور انہیں بھی وہاں سے سمندر میں پھینک دیا گیا کیونکہ انہوں نے ہمارے بارے میں یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم سمندر میں ڈوب چکے ہیں اور ہماری لاشیں بھی مچھلیاں کھا چکی ہیں "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" لیکن اب کرنل فریدی کو ہم ساتھ کیسے لے جا سکیں گے ۔ پھر تو ہمارا کریڈٹ ختم ہو جائے گا "...... جولیا نے کہا ۔

" اصل کریڈٹ عالم اسلام پر منڈلانے والے خطرے کو دور کرنا ہے چاہے کوئی بھی کرے "...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

"آپ نے کیا معلوم کیا ہے لیبارٹری کے بارے میں"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا تو عمران نے جیمز کے ساتھ ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں سیکورٹی ایریا کے عقبی طرف جانا ہوگا۔ لیکن راستہ کیسے کھلے گا"...... جولیا نے کہا۔

"کرنل فریدی صاحب آجائیں پھر دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کرنل فریدی کو لامحالہ اس بات کا علم نہ ہوگا۔ وہ تو ہماری طرح یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ راستہ اس عمارت کی اندرونی طرف سے ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی دیکھ لینا کہ کرنل فریدی کو کیا معلوم ہے اور کیا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد سیڑھیاں چڑھ کر کرنل فریدی اوپر آیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید اور مناظر تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کیپٹن صاحب کو اتنی جلدی ہوش کیسے آگیا"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم تو بھاگ آئے ہو۔ ہم نے تو اندر قیامت برپا کر دی تھی"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ اندر پانچ مکھیاں ماری گئی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے عمران۔ صورت حال بے حد گھمبیر ہے۔ کسی بھی لمحے اندر موجود افراد کو ہمارے بارے میں علم ہو سکتا ہے اور پھر جو جزیرے کی صورت حال ہے ہمیں یہاں جائے پناہ بھی نہیں ملے گی"...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ باہر کا مکمل کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے جو مشینری نصب کر رکھی ہے اس کا تعلق سمندر سے ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"لیبارٹری سیکورٹی عمارت کے عقبی طرف زیر زمین ہے اور اس کا راستہ بھی اندر سے کھلتا ہے۔ میں نے کرنل برانک سے معلوم کر لیا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"میں نے ٹرانسمیٹر پر کال کی تو مجھے بتایا گیا کہ کرنل برانک ہلاک ہو چکا ہے اور اب وہاں سیکورٹی چیف جیمز ہے۔ آپ کے بارے میں پوری تفصیل بھی بتائی گئی کہ آپ خود بخود اس کمرے میں پہنچ گئے جو لاشیں نیچے سمندر میں پھینکے جانے کے لئے بنایا گیا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں بے ہوش کر کے سمندر میں پھینکا گیا لیکن پانی میں گرتے ہی ہمیں ہوش آگیا۔ لیکن مناظر اور کیپٹن حمید اس حد تک ہوش میں نہ آئے تھے کہ ہم جزیرے کے نیچے سے نکل کر ساحل تک پہنچ سکتے اس لئے مجبوراً مجھے ہی ان دونوں کو کھینچنا پڑا۔ پھر تمہارے

ساتھی پہنچ گئے ۔ ویسے میں تو اس آپریشن روم کو تباہ کرنے کے لئے دوسری منزل پر جا رہا تھا لیکن اوپر جانے کا راستہ شاید خصوصی طور پر کھلتا تھا اس لئے راستے کی بجائے ہم اس کمرے میں پہنچ گئے "۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" آپ نے کرنل برانک کا خاتمہ کیسے کر دیا ۔ اس نے یقیناً آپ کو دوبارہ زنجیروں میں جکڑ دیا ہو گا "...... اچانک کیپٹن شکیل نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

" ہاں ۔ تمہاری بات درست ہے ۔ اسی لئے تو وہ پوری طرح مطمئن تھا اور اس نے میرے سوالات کے جواب بھی دے دیئے کیونکہ اسے یقین تھا کہ ہم ان ریموٹ کنٹرول کڑوں سے کسی صورت بھی آزادی حاصل نہ کر سکیں گے ۔ لیکن بعض اوقات ناک کے نیچے کی چیزیں نظر نہیں آتیں اور ہم دور دیکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ۔ ریموٹ کنٹرول میں ریز کام کرتی ہیں جو ان کڑوں میں موجود سسٹم کو آپریٹ کرتی ہیں جن کی وجہ سے یہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں ۔ لیکن اس سسٹم کو بغیر ریموٹ کنٹرول کے بھی آپریٹ کیا جا سکتا ہے ۔ صرف مخصوص انداز میں جھٹکے دینے سے "۔ کرنل فریدی نے کہا تو عمران نے جو غور سے یہ سب سن رہا تھا بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اوہ واقعی ۔ یہ ناک کے نیچے کی چیز تھی ۔ میرا مطلب ہے ہٹلر کی

مونچھیں جو ہمیشہ ناک کے بالکل نیچے ہی ہوتی ہیں ۔ مجال ہے کہ ناک کے نیچے سے ادھر ادھر جا سکیں "...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

" اب کیا ہم یہیں کھڑے باتیں ہی کرتے رہیں گے "...... جولیا نے کہا۔

" میں یہاں عمران کو یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ لیبارٹری عقبی طرف موجود ہے لیکن عمران پہلے ہی معلوم کر چکا ہے ۔ اب میں چلتا ہوا ۔ تم جس انداز میں چاہو اس لیبارٹری میں کام کر سکتے ہو "۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" تو کیا آپ واپس جا رہے ہیں "...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں مس جولیا ۔ مشن مکمل کئے بغیر واپسی کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا ۔ میں نے ڈاکٹر عبداللہ کو ہر صورت میں یہاں سے نکالنا ہے اور اگر ہم نے مل کر کام کیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم اکٹھے ہی گھیرے میں آ جائیں جبکہ ہم علیحدہ علیحدہ کام کریں گے تو ایک گروپ تو بہرحال کامیاب ہو ہی جائے گا ۔ آؤ کیپٹن حمید اور مناظر "...... کرنل فریدی نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو خاموش کھڑے تھے۔

" کرنل صاحب ۔ یہاں اسلحہ کافی مقدار میں موجود ہے اور یقیناً آپ کے پاس صرف مشین پسٹل ہوں گے اس لئے آپ جس ٹائپ کا اور جس قدر چاہیں اسلحہ لے لیں "...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ کہاں ہے اسلحہ"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل آپ کے ساتھ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"آیئے کرنل صاحب"...... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے عمران۔ وش یو گڈ لک"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"فی امان اللہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے چیف نے ہمیں خواہ مخواہ یہاں بھجوا دیا ہے جبکہ تم چاہتے ہو کرنل فریدی یہ مشن مکمل کر لے"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ خیال تمہیں کیسے آگیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہم یہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہیں گے اور کرنل فریدی لیبارٹری سے ڈاکٹر عبداللہ کو لے اڑے گا"...... جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ایسا اتنی آسانی سے ممکن نہیں ہے جتنا کرنل فریدی صاحب نے سمجھ لیا ہے۔ بات وہی ہے اپنی ناک کے نیچے موجود ہٹلر مارکہ مونچھیں تو نظر نہیں آتیں جبکہ آدمی دوسروں کی مونچھوں کی لمبائی چوڑائی پر اعتراض کرتا رہ جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تم پر آج مونچھوں کا کیا دورہ پڑ گیا ہے"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ اگر وہ ہٹلر مارکہ مونچھیں رکھ لیں تو واقعی ہٹلر ہی نظر آئیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم۔ تم کیا نظر آؤ گے"...... جولیا نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کارٹون"...... عمران نے بے ساختہ کہا تو جولیا باوجود جھلاہٹ کے بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم ہنس رہی ہو جبکہ میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں کہ اب واقعی کارٹون بن ہی جاؤں۔ شاید بہار آجائے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"واقعی بہار آجائے گی کیونکہ لوگ تمہاری شکل دیکھ کر بہار کے پھولوں کی طرح کھل اٹھیں گے"...... جولیا نے کہا۔ وہ شاید تصور میں ہی عمران کے ہونٹوں پر ہٹلر مارکہ مونچھیں دیکھ کر محظوظ ہو رہی تھی۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل واپس آیا۔

"کرنل صاحب تو اسلحہ لے کر چلے گئے ہیں۔ اب ہم نے کیا کرنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے اندر داخل ہو کر کہا۔

"اپنے ساتھیوں کو بلاؤ تاکہ آئندہ کے لئے کوئی جامع منصوبہ بندی کی جا سکے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل

سرہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

" کرنل صاحب نے ایک کھاڑی میں غوطہ خوری کے لباس چھپائے ہوئے تھے۔ وہ انہیں پہن کر ساحل کے ساتھ ساتھ اس جزیرے کے عقبی طرف گئے ہیں"...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ تھے۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن اصل مسئلہ اور ہے۔ کرنل فریدی یہ سمجھ رہے ہیں کہ عقبی طرف کوئی چیکنگ نہیں ہو گی جس طرح سامنے کے رخ پر سیکورٹی ایریئے میں چیکنگ نہیں کی جاتی کیونکہ یہاں ٹاورز موجود ہیں جو سامنے کے رخ پر چیکنگ کرتے ہیں اور چونکہ اب یہ ٹاور دوسرے رخ پر ہے اس لئے عقبی طرف وہ اطمینان سے کارروائی کر لیں گے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ عقبی طرف کی چیکنگ کے لئے تیسرے جزیرے پر ٹاور موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

" کرنل صاحب بے حد ہوشیار آدمی ہیں۔ اتنی آسانی سے مار نہیں کھا سکتے"...... جولیا نے کہا۔

" بہر حال اب ہم نے اپنے طور پر مشن مکمل کرنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اس لیبارٹری کا سمندر کے اندر سے بھی کوئی راستہ ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ ضرور ہو گا۔ لیکن ہمارے پاس تو غوطہ خوری کے لباس بھی موجود نہیں ہیں اس لئے ہم سمندر کے نیچے موجود راستہ تلاش

نہیں کر سکتے"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے سیکورٹی ایریا پر قبضہ کرنا چاہئے۔ وہاں سے ہم آسانی سے تیسرے جزیرے کے ٹاور کو کور کر سکیں گے اور جب تک ٹاور کور نہیں ہو گا اس وقت تک ہم لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن سیکورٹی ایریا پر اب قبضہ کیسے ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

" یہاں ایسی مشینری موجود نہیں ہے جس سے سیکورٹی ایریا کو یہاں سے اوپن کیا جا سکے اس لئے جیمز کو چکر دینا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

" وہ کیسے اور کیسا چکر"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

" میرے خیال میں ہم اسے بتائیں کہ ہم نے جولیا کو زندہ سلامت سمندر سے نکال لیا ہے۔ لامحالہ جیمز جولیا کو سیکورٹی ونگ میں طلب کرے گا اور جولیا اندر پہنچ کر ہمارے اندر جانے کا راستہ اوپن کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ یہ ضروری نہیں کہ جیمز جولیا کو طلب کرے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مس جولیا وہاں قبضہ کر لیں۔ ہمیں فول پروف پلاننگ کرنی ہو گی۔ عقبی طرف صرف لیبارٹری کا ہی راستہ نہیں ہے بلکہ زیر زمین ایکریمیا کے میزائلوں کے اڈے بھی ہیں اور لامحالہ ان اڈوں میں ایسی مشینری موجود ہو گی جس سے وہ باہر کی

نگرانی کرتے رہتے ہوں گے اس لئے اگر ہم سیکورٹی ونگ پر قبضہ بھی کر لیں تب بھی وہ ہمیں ان میزائل اڈوں سے چیک کر سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ بات تمہیں کس نے بتائی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کرنل فریدی صاحب نے۔ کنارے سے یہاں آنے تک ان سے تفصیلی بات ہوئی تھی"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر کرنل فریدی ویسا نہیں کریں گے جیسا میں نے سوچا ہے۔ انہیں چونکہ غوطہ خوری کے لباس مل گئے ہیں اس لئے لامحالہ اب وہ سمندر کے اندر سے لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ان کی بات چھوڑو۔ یہ بتاؤ ہم نے کیا کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہاں اسلحہ موجود ہے اس لئے ہمیں منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس پوری عمارت کو بھی تباہ کر سکتے ہیں اور ان میزائل اڈوں کو بھی"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح ہم بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔ ابھی تک معاملہ صرف سیکورٹی ایریا تک محدود ہے۔ اگر میزائل اڈوں کی سیکورٹی کو اطلاع مل گئی تو پھر ہمارا یہاں سے بچ کر نکلنا ناممکن ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"آخر کچھ نہ کچھ تو ہمیں کرنا ہی ہو گا"...... جولیا نے جھلاہٹ

بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ یہاں ہم سب کچھ کر سکتے۔ میرا مطلب ہے سوائے چھوہارے بانٹنے کے کیونکہ وہ یہاں نہیں مل سکتے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں سوائے بکواس کرنے کے اور بھی کچھ آتا ہے۔ ہم یہاں آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں اور تم خواہ مخواہ کی فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو"...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ معاملات بے حد نازک اور پیچیدہ ہیں۔ عمران صاحب ایسی باتیں اسی وقت کرتے ہیں جب ان کے ذہن میں کوئی فیصلہ کن پلاننگ نہ آ رہی ہو جبکہ آپ خواہ مخواہ غصہ میں آ جاتی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میں اسے سمجھا رہی ہوں۔ لیکن اسے سوائے فضول باتیں کرنے کے اور کچھ نہیں آتا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ٹاور کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے عقبی طرف پہنچ جانا چاہئے۔ پھر وہاں جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فوری طور پر اس کے علاوہ اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ایسا کرو کہ اس ٹاور کی تمام مشینری کو تباہ کر دو۔

سپیشل ٹرانسمیٹر میں ساتھ لے چلتا ہوں تاکہ جیمز کی کال آئے تو اسے اٹنڈ کیا جاسکے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ ٹاور کے نیچے جو اسلحہ موجود ہے اس میں میزائل گنیں بھی ہیں۔ان گنوں سے ہم تیسرے جزیرے پر موجود ٹاور کو بھی اڑا سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ارے نہیں۔ پھر تو تینوں جزیروں پر ریڈ الرٹ ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ایکریمین فوج کی پوری کمپنی یہاں پہنچ جائے۔ابھی تک جو کچھ ہو رہا ہے وہ خاموشی سے ہوا ہے اس لئے آگے بھی خاموشی سے ہی ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہ دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ساحل پر پہنچ چکے تھے۔ٹاور کی تمام مشینری انہوں نے تباہ کر دی تھی۔البتہ ٹرانسمیٹر عمران کی کوٹ کی جیب میں تھا۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلحہ خانہ سے ضرور اسلحہ بھی اٹھا لیا تھا جو بیگوں کی صورت میں ان کی کمروں پر لدا ہوا تھا چونکہ یہ بیگ جو اسلحہ لے جانے کے لئے ہی بنائے گئے تھے مکمل ط پر واٹر پروف تھے اس لئے انہیں یہ خطرہ نہیں تھا کہ اسلحہ پانی بھیگ جائے گا۔البتہ ان کے لباس پانی میں بھیگ جانے تھے ان کے تحفظ کا ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا۔چنانچہ وہ سا کے کنارے کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جارہے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اس سیکورٹی ایریا کی عمارت کو کر کر کے اس کے عقبی طرف پہنچ گئے۔یہاں بھی ہر طرف اونچی

جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اور وہ ساحل پر چڑھ کر جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ان کے لباسوں سے پانی مسلسل بہہ رہا تھا۔عمران کی نظریں اس عقبی ایریا پر جمی ہوئی تھیں لیکن یہاں پہلے کی طرح کی اونچی نیچی جھاڑیوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آرہا تھا۔

" عجیب صورت حال ہے"...... عمران نے آہستہ سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" کیا ہوا ہے"...... ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا نے چونک کر کہا۔

" یہاں تو لیبارٹری ہونے کے بھی آثار نظر نہیں آرہے۔اب ہم راستہ کیسے تلاش کریں گے۔تیز حرکت کر نہیں سکتے ورنہ سامنے تیسرے جزیرے پر موجود ٹاور سے ہمیں مارک کر لیا جائے گا"۔ عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا اور پھر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی جھاڑیوں کی اوٹ میں رینگتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔

" عمران صاحب۔یہاں راستہ کیسے ٹریس ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

" یہی بات میں بھی سوچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" کرنل فریدی صاحب یہاں نظر نہیں آرہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" انہیں غوطہ خوری کے لباس مل گئے ہیں۔وہ ان سے فائدہ انے کے چکر میں ہوں گے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک فاصلے پر موجود ٹاور پر سے شعلہ

ساچمکا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی وزنی چیز اس سے ٹکرائی ہو۔ یہ ٹکراؤ اس قدر زوردار تھا کہ عمران جو بیٹھا ہوا تھا پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یکلخت تاریک بادل سا چھا گیا۔ البتہ ذہن کے تاریک ہونے سے پہلے اسے اپنے ساتھیوں کے حلق سے نکلنے والی مختلف آوازیں بھی سنائی دی تھیں اور آخری احساس اس کے ذہن میں یہی ابھرا تھا کہ نہ صرف انہیں مارک کر لیا گیا ہے بلکہ انہیں ہٹ بھی کر دیا گیا ہے اور ظاہر ہے اس بار انہیں زندہ رکھنے کی انہیں ضرورت ہی نہ ہو گی۔

کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں ساحل کے ساتھ ساتھ لیکن سطح سے خاصی گہرائی میں تیرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ غوطہ خوری کے جدید لباسوں کی وجہ سے انہیں کسی قسم کی کوئی دشواری محسوس نہ ہو رہی تھی۔ سکیورٹی ایریئے کی عمارت کا سایہ انہیں پانی میں صاف دکھائی دے رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد یہ سایہ غائب ہو گیا تو وہ سمجھ گئے کہ وہ عقبی طرف پہنچ گئے ہیں۔

"ہم نے یہاں کوئی خفیہ راستہ تلاش کرنا ہے۔ اوپر سطح پر مت جاؤ ورنہ تیسرے جزیرے کے ٹاور سے بھی ہمیں چیک کیا جا سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے ہیلمٹ میں موجود ٹرانسمیٹر پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب۔ سکیورٹی ایریا سے وہ سمندر کو چیک کر رہے ہوں گے۔ ایسی صورت میں وہ ہمیں بھی تو چیک کر سکتے ہیں"۔

مناظر کی آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی۔

"وہ ساحل سے دور چیک کر رہے ہوں گے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ چیکنگ کی انہیں ضرورت نہیں ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"آپ نے جو مشین ٹاور کے اسلحہ خانہ سے اٹھائی تھی اسے استعمال کریں ورنہ ایسے یہ خفیہ راستہ کیسے نظر آئے گا"...... کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

"اسے میں نے پہلے ہی آن کر کے اندر جیب میں ڈالا ہوا ہے۔ جیسے ہی خفیہ راستے سے اس کی ریز ٹکرائے گی وہ کاشن دینا شروع کر دے گی"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک پانی میں ہلچل سی ہونے لگی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے تیز ہوا چلنے سے پانی میں لہریں پھیل رہی ہوں۔ یہ غوطہ خوری کے لباس کے اندر دوسرے لباس کی جیب میں موجود اس مشین کا کاشن تھا جو اس نے ٹاور کے نیچے بنے ہوئے اسلحہ خانے سے لی تھی۔ یہ مشین الیکٹرونک لہروں کو چیک کرتی تھی اور چونکہ راستے کو کھولنے اور بند کرنے کے لئے الیکٹرونک سسٹم نصب کیا جاتا ہے چنانچہ جیسے ہی اس سسٹم سے مشین سے نکلنے والی ریز ٹکرائی انہوں نے کاشن دینا شروع کر دیا اور کرنل فریدی رک گیا۔

"مشین نے کاشن دینا شروع کر دیا ہے۔ تم دونوں یہیں رکو میں چیک کرتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے ساحل

کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی تیز نظریں پانی میں اٹھنے والی لہروں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ ساحل کے بالکل قریب جا کر ایک جگہ جیسے ہی پہنچا لہروں میں موجود ارتعاش یکلخت تیز ہو گیا تو کرنل فریدی سمجھ گیا کہ یہیں راستہ موجود ہے۔ اس نے ہیلمٹ کے اوپر موجود لائٹ آن کر دی۔ اس کے ساتھ ہی پانی کے اندر تیز روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی کی مدد سے کرنل فریدی نے ساحل کے اس کٹے پھٹے حصے کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک جگہ خاصا بڑا سیاہ رنگ کا باریک دائرہ دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے خفیہ راستہ تلاش کر لیا تھا۔ کرنل فریدی کافی دیر تک اس راستے کو چیک کرتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ابھری ہوئی جگہ پر رکھ کر اسے زور سے دبایا تو گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس سیاہ دائرے کے اندر موجود خاصی بڑی چٹان کا ٹکڑا اندر کی طرف جا کر غائب ہو گیا۔ اب وہاں ایک سرنگ صاف دکھائی دے رہی تھی جس میں پانی تیزی سے بھر رہا تھا۔

"آؤ"...... کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے اس سرنگ میں داخل ہو گیا۔ وہ پانی میں تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ سرنگ آگے جا کر اوپر کی طرف اٹھتی جا رہی تھی اور پانی کی سطح آگے جا کر کم ہوتی جا رہی تھی اور پھر ایک جگہ پہنچ کر کرنل فریدی رک گیا کیونکہ وہاں پانی موجود نہ تھا۔ اس نے لائٹ بند کی اور غوطہ خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اس کے

پیچھے آنے والے کیپٹن حمید اور مناظر نے بھی اس کی پیروی کی۔
"ہم ڈاکٹر کو کیسے لے جائیں گے"...... اچانک کیپٹن حمید نے
کہا۔
"خاموش رہو"...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا تو کیپٹن
حمید سہم کر خاموش ہو گیا۔ کرنل فریدی نے غوطہ خوری کا لباس
اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر جیب سے ایک پنسل ٹارچ نکال کر
اس نے اسے آن کر دیا۔ ٹارچ کی تیز روشنی ہیلمٹ پر موجود لائٹ
سے بھی زیادہ تیز تھی۔ سرنگ تیز روشنی سے بھر گئی۔ کرنل فریدی
آگے بڑھنے لگا اور پھر تھوڑا ہی آگے جانے کے بعد وہ سرنگ کے اختتام
پر پہنچ گئے۔ یہاں بھی ویسا ہی سیاہ دائرہ نظر آ رہا تھا۔ ٹارچ کی تیز
روشنی میں کرنل فریدی نے یہاں بھی ابھری ہوئی ایک جگہ مارک کر
لی اور پھر اس نے جیسے ہی اسے دبایا ایک اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی
پورا گول ٹکڑا اندر کی طرف ہو کر سائیڈ پر رک گیا۔ دوسری طرف
ایک بڑا سا کمرہ دکھائی دے رہا تھا جس میں ٹوٹی ہوئی پیٹیاں ہر جگہ
رکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ کمرے میں اندھیرا تھا لیکن کرنل
فریدی کے ہاتھ میں موجود ٹارچ کی تیز روشنی نے کمرے کو بھی خاصی
حد تک روشن کر دیا تھا۔ کرنل فریدی آگے بڑھا اور اس نے ٹارچ کی
روشنی میں پورے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے
پیچھے کیپٹن حمید اور مناظر بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ بائیں ہاتھ پر
کمرے میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ کرنل فریدی اس دروازے کی

طرف مڑا اور پہلے اس نے ٹارچ کی تیز روشنی میں دروازے کا جائزہ لیا
کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں دروازے پر حفاظتی انتظامات نہ ہوں
لیکن جب ایسی کوئی چیز سامنے نہ آئی تو اس نے دروازے کو پکڑ کر
جھٹکا دیا تو دروازہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ باہر ایک راہداری تھی
جو آگے جا کر گھوم گئی تھی۔ اس راہداری میں روشنی ہو رہی تھی۔
کرنل فریدی نے راہداری میں داخل ہونے سے پہلے دروازے میں
ہی رک کر راہداری کی دیواروں اور چھت کو اچھی طرح چیک کیا
لیکن دیواریں اور چھت سادہ تھی۔ البتہ جگہ جگہ لائٹس لگی ہوئی تھیں
جن میں سے چند جل رہی تھیں۔ کرنل فریدی راہداری میں داخل
ہوا اور اس نے ٹارچ بند کر کے اسے جیب میں ڈالا اور جیب سے
مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر وہ محتاط انداز میں قدم
اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری گھوم کر ایک اور دروازے پر جا کر
ختم ہو گئی۔ دروازہ بند تھا۔ یہ کافی لمبا اور چوڑا دروازہ تھا۔ کرنل
فریدی نے ہاتھ بڑھا کر اس دروازے کو دبایا تو دروازہ دب نہ سکا
جس کا مطلب تھا کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ کرنل فریدی نے جیب
سے وہ مشین نکال لی جسے اس نے پانی میں راستہ ٹریس کرنے کے
لئے ٹاور سے لیا تھا۔ اس نے سرنگ میں غوطہ خوری کا لباس اتارنے
کے بعد اسے آف کر دیا تھا۔ اس نے مشین نکالی اور اس کا ایک بٹن
آن کر کے اسے دروازے کے ساتھ لگا دیا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی
کٹاک کی آواز سنائی دی تو کرنل فریدی نے مشین کو دروازے سے

ہٹا کر اسے آف کیا اور اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور پھر اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ کرنل فریدی نے اندر جھانکا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی ۔ دوسری طرف ایک چوڑا راستہ تھا جس کے دونوں اطراف میں دروازے تھے لیکن یہ دروازے بند تھے اور اس راستے کی چھت میں موجود لائٹس جل رہی تھیں ۔ راستے کے آخر میں سیڑھیاں تھیں جو گھوم کر اوپر جا رہی تھیں ۔ کرنل فریدی دروازوں کی ساخت دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ لیبارٹری میں کام کرنے والوں کے بیڈ رومز ہیں ۔ وہ دروازہ کراس کر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید اور مناظر بھی اندر داخل ہو گئے اور پھر کرنل فریدی کے اشارے پر مناظر نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا ۔ دروازہ بند ہونے پر ہلکی سی کھٹاک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی ۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی اب سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک انہیں اوپر سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دی ۔ اس کے ساتھ ہی قدموں کی آوازیں ابھریں اور قدموں کی آوازوں سے ہی کرنل فریدی سمجھ گیا کہ باتیں کرنے والے دونوں افراد نیچے آ رہے ہیں ۔ اس نے جلدی سے ایک دروازے کو دبا کر کھولا اور اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ اندر داخل ہو گیا ۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر آ گئے ۔ یہ کمرہ واقعی بیڈ روم تھا ۔ کرنل فریدی نے دروازے کو آہستہ سے بند کیا لیکن اس میں اتنی جھری ضرور رکھ لی کہ

وہ باہر دیکھ سکے ۔ لیکن ابھی اسے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک کمرے کی چھت پر موجود ایک بلب یکلخت جل اٹھا جس کی روشنی بے حد تیز تھی ۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے چونک کر بلب کی طرف دیکھا ہی تھا کہ بلب یکلخت بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس پتھر بن کر اس کے گلے میں اٹک گیا ہو ۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن بجائے سانس آنے کے اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

جیمز سکیورٹی ایریئے کے آپریشن روم میں اپنے مخصوص شیشے والے
کمرے میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں
تھے کیونکہ پاکیشیائی اور دماک کے ایجنٹ سب ہلاک ہو چکے تھے او
اب سکیورٹی ایریئے کا چیف بھی وہ بن چکا تھا۔ چیکنگ مشینری سمند
کی نگرانی مسلسل کر رہی تھی اور ہر طرف سے اوکے کے سگنل م
رہے تھے اس لئے وہ ہر طرح سے مطمئن تھا۔ اسے معلوم تھا کہ
ماہ کی پابندی کے بعد جب تھری پرلز جزیروں کو اوپن کر دیا جائے گا
تو وہ ڈیفنس سیکرٹری کو تفصیلی رپورٹ دے کر سرکاری طور پر بھی
کرنل برانک کی جگہ سکیورٹی آفیسر بن جائے گا کہ اچانک میز پر پڑے
ہوئے فون کی گھنٹی جب اٹھی تو اس نے چونک کر فون کو دیکھا
اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس فون کا تعلق
تیسرے جزیرے کی سکیورٹی سے تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا

لیا۔

"یس ۔ چیف سکیورٹی آفیسر جیمز بول رہا ہوں"...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔ گو وہ پہلے جزیرے اور تیسرے جزیرے کے سکیورٹی انچارجوں کو کرنل برانک کی ہلاکت کے بعد اب خود چیف سکیورٹی آفیسر بننے کی اطلاع دے چکا تھا اس کے باوجود اس نے دوبارہ اپنے لئے سکیورٹی چیف کا عہدہ دوہرایا تھا۔

"بورگ بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے تیسرے جزیرے کے سکیورٹی انچارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیوں کال کی ہے"...... جیمز نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"چیف ۔ سکیورٹی ایریئے کے عقبی طرف سپیشل علاقے میں ایک عورت اور چار مردوں کو ہماری مشینوں نے مارک کیا اور ہم نے ان پر زیرو لائن ریز فائر کر کے بے ہوش کر دیا ہے۔ آپ انہیں وہاں سے اٹھوا کر ہلاک کر دیں"...... بورگ نے کہا تو جیمز کو چند لمحوں تک تو سمجھ ہی نہ آیا کہ بورگ کیا کہہ رہا ہے اس لئے وہ بت بنا خاموش بیٹھا رہا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ چیف کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بورگ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کیا ۔ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا تم نشے میں ہو ۔ کیا مطلب"۔ جیمز نے یکلخت جھٹکا کھا کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں چیف ۔ آپ چیک کر لیں"...... اس بار دوسری طرف سے بورگ نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ وہ لوگ تو ہلاک ہو چکے ہیں ۔ انہیں تو سمندر کی مچھلیاں کھا چکی ہیں"...... جیمز نے اس بار بھی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم چیف کہ کون ہلاک ہو چکا ہے اور کون نہیں میں تو آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ سیکورٹی ایریئے کے عقبی طرف حساس علاقے میں چار مرد اور ایک عورت کو مارک کیا گیا اور پھر زیرو لائن ریز سے انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اگر آپ ان میں دلچسپی نہیں لے رہے تو میں اپنے آدمی بھیج کر انہیں ہلاک کرا دیتا ہوں"...... بورگ نے اسی طرح ناگوار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ شاید اسے جیمز کے چیف بنائے جانے کے بعد اس انداز میں بات کرنے پر غصہ آ گیا تھا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ہلاک نہیں ہوئے ۔ ٹھیک ہے ۔ میں اپنے آدمی بھیج کر انہیں ہلاک کرا دیتا ہوں"...... جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر تیزی سے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک ۔ پاکیشیائی ایجنٹ جو ایگزٹ روم سے سمندر میں گر گئے تھے اور جن کے بارے میں ہم یہ سمجھے تھے کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں مچھلیاں کھا گئی ہیں وہ زندہ بچ کر سیکورٹی ایریئے کے عقبی ایریئے میں پہنچ گئے ہیں جہاں تیسرے جزیرے کے سیکورٹی انچارج بورگ نے انہیں چیک کر لیا اور ان پر زیرو لائن فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے ۔ تم اپنے ساتھ گراہم کو لے جاؤ اور انہیں وہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دو"...... جیمز نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس ۔ وہ حساس علاقہ ہے ۔ وہاں فائرنگ سے نقصان بھی ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے بلیک نے کہا تو جیمز ہنس پڑا۔

"اوہ ہاں ۔ غصے کی وجہ سے میرے ذہن سے ہی نکل گیا کہ وہاں ہر قسم کی فائرنگ سختی سے ممنوع ہے ۔ ٹھیک ہے تم آدمی لے جاؤ اور انہیں وہاں سے اٹھا کر سیکورٹی ایریئے میں لے آؤ اور پھر انہیں گولیوں سے اڑا دو ۔ جلدی کرو"...... جیمز نے کہا۔

"یس چیف ۔ آپ سیکورٹی ایریئے کا عقبی راستہ کھول دیں"۔ بلیک نے کہا۔

"اوکے"...... جیمز نے کہا اور اس نے رسیور رکھ کر مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ پھر اس نے ہاتھ روکا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"حیرت ہے ۔ یہ لوگ کس طرح زندہ بچ گئے اور پھر عقبی ایریئے

میں بھی پہنچ گئے"...... جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ فرنٹ ایریئے میں انتھونی نے کیوں چیک نہیں کیا
انہیں"...... جیمز نے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن جب
دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی تو جیمز
کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔ اس نے رسیور کریڈل پر
رکھا اور سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس نے اس پر
فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ چیف سیکورٹی آفیسر جیمز کالنگ ۔ اوور"...... جیمز
نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن ٹرانسمیٹر سے بھی جب اسے کوئی
جواب نہ ملا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور ٹرانسمیٹر آف کر
کے اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے
تین نمبر پریس کر دیئے۔

" یس چیف ۔ میں سمتھ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے
ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" بلیک کہاں ہے"...... جیمز نے پوچھا۔

" وہ عقبی طرف گئے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے
میں کہا گیا۔

"یہاں تمہارے پاس کون ہے"...... جیمز نے پوچھا۔

" میں اکیلا ہوں چیف ۔ بلیک اپنے چار ساتھیوں کو لے گیا ہے
کیونکہ وہاں سے پانچ افراد کو اٹھا کر ساتھ لے آنا تھا"...... دوسری
طرف سے جواب دیا گیا۔

" میں فرنٹ وے کھول رہا ہوں ۔ فرنٹ ٹاور سے انتھونی کال
اٹنڈ نہیں کر رہا تم جا کر چیک کرو اور جو صورت حال ہو وہ مجھے وہاں
سے فون پر بتاؤ"...... جیمز نے کہا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیمز نے رسیور
رکھا اور مشین کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے ۔ فرنٹ وے کھول کر وہ
ایک بار پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ۔ اس کے چہرے پر عجیب سے
تاثرات تھے جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ انتھونی اسے کیوں جواب
نہیں دے رہا اور پھر تقریباً بیس منٹوں کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی
تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" سمتھ بول رہا ہوں چیف ۔ فرنٹ ٹاور سے"...... دوسری طرف
سے سمتھ کی انتہائی متوحش سی آواز سنائی دی تو جیمز چونک پڑا۔

" کیا ہوا ہے"...... جیمز نے چیخ کر کہا۔

"چیف ۔ انتھونی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور
یہاں موجود تمام مشینری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے ۔ ٹاور
کے نیچے موجود اسلحے کے سٹور کا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے"...... سمتھ
نے جواب دیا تو جیمز ایک بار پھر اچھل پڑا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ ٹاور تو ساحل سے

کافی ہٹ کر بنا ہوا ہے اور کوئی ذی روح جیسے ہی ساحل پر آئے وہ چیک ہو جاتا ہے ۔ پھر یہ کیسے ہو گیا"...... جیمز نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف ۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔ انتھونی اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں یہاں پڑی ہوئی ہیں"...... سمتھ نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے یہاں پہنچ کر انتھونی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا اور پھر وہ سمندر کے راستے عقبی طرف پہنچ گئے ۔ بہرحال اب تو ان کا یقینی طور پر خاتمہ ہو جائے گا"...... جیمز نے اس انداز میں کہا جیسے وہ خود کلامی کر رہا ہو۔

"میرے لئے کیا حکم ہے چیف"...... سمتھ نے پوچھا۔

"تم انتھونی اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں ڈال دو ورنہ فرنٹ ایریئے میں ان کی لاشیں گلنے سڑنے سے بدبو پیدا ہو جائے گی اور پھر تم واپس آجاؤ ۔ اب مجھے آپریشن روم سے دو آدمی وہاں بھجوانے پڑیں گے"...... جیمز نے کہا۔

"لیکن چیف ۔یہاں موجود تمام مشینری تو تباہ کر دی گئی ہے ۔ اب آدمی یہاں آکر کیا کریں گے"...... سمتھ نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ ٹھیک ہے ۔ بہرحال تم آجاؤ اور آتے ہوئے آٹومیٹک انداز میں راستہ کھول لینا"...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ان حیرت انگیز واقعات نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے" ۔ جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اب اسے بلیک کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور پھر تقریباً مزید نصف گھنٹہ گزر جانے کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ جیمز بول رہا ہوں"...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

"بلیک بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے بلیک کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیا ہوا"...... جیمز نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے چیف ۔ ان پانچوں کو سکیورٹی ایریئے میں لا کر ہم نے گولیوں سے اڑا دیا ہے لیکن چیف ان میں سے ایک کے پاس عجیب سی مشین ہے جس پر اے سی ون الیون میگا کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں ۔ اس مشین کا کیا کرنا ہے"...... بلیک نے کہا تو جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

"اے سی ون الیون میگا ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ یہ تو آٹومیٹک فائر ہونے والا ایٹم بم ہے ۔ ویری بیڈ ۔ یہ اگر فائر ہو گیا تو تینوں جزیرے ہی صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے ۔ ویری بیڈ ۔ تم نے اسے چھیڑا تو نہیں"...... جیمز نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا ۔ وہ چونکہ اسلحے اور مشینری کا ماہر تھا اس لئے اسے اس بم کی کارکردگی کا بخوبی علم تھا یہ دنیا کا انتہائی خطرناک ترین بم سمجھا جاتا تھا اور یہ ایک باکس کی شکل میں ہوتا ہے جس پر ڈائل اور بٹن موجود ہوتے ہیں اس لئے

عام دیکھنے والا اسے کوئی مشین ہی سمجھتا تھا۔ اگر اسے ایڈجسٹ کر دیا جائے تو ٹائم بم کے انداز میں آٹومیٹک انداز میں فائر بھی ہو جاتا ہے لیکن اس سے ٹائم بم کی طرح ٹک ٹک کی آوازیں نہیں نکلتیں اس لئے عام نظروں سے اسے چیک نہیں کیا جا سکتا کہ اسے ایڈجسٹ کر دیا گیا ہے یا نہیں۔ صرف مشینری کا ماہر ہی اسے چیک کر سکتا ہے۔

" نہیں چیف۔ میں نے تو صرف اسے دیکھا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے بے ہوش ہونے سے پہلے اس کے ساتھ کچھ کیا ہو کیونکہ یہ علیحدہ ایک جھاڑی کی اوٹ میں رکھا ہوا تھا۔ میری نظریں اچانک اس پر پڑیں تو میں نے اسے اٹھا لیا"...... بلیک نے کہا۔

" اوہ۔ تم ایسا کرو کہ اسے احتیاط سے اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ میں آپریشن روم کا دروازہ کھول دیتا ہوں لیکن اسے انتہائی احتیاط سے لے آنا"...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیمز نے رسیور رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب مشین سے ہلکی گونج کی آواز سنائی دی تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ گونج کی آواز کا مطلب تھا کہ آپریشن روم کو آنے والا خصوصی راستہ جو ہر وقت بلاک رہتا ہے کھل گیا ہے۔ اب اسے بلیک کا انتظار تھا۔ اس کی نظریں شیشے کی دیوار میں سے آپریشن روم کے مین گیٹ پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

" سمتھ بول رہا ہوں چیف "...... سمتھ کی انتہائی متوحش آواز سنائی دی تو جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا ہوا۔ یہ تمہارے لہجے کو کیا ہوا ہے۔ کیا کسی بھوت کو دیکھ لیا ہے "...... جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" چ۔ چ۔ چیف یہاں قتل عام ہوا پڑا ہے۔ بلیک اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں "...... دوسری طرف سے سمتھ نے کہا تو جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو "...... جیمز نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے کوئی جواب ملتا اسے باہر سے گولیاں چلنے اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار اچھل کر ادھر مڑا اور دوسرے لمحے رسیور اس کے ہاتھ سے گرتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گیا۔

کرنل فریدی کے ذہن میں روشنی سی پھیلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں کسی کے دوڑنے کی آوازیں پڑیں ۔ یہ بہت سے قدموں کی آوازیں تھیں ۔ کرنل فریدی بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی بیڈ روم میں موجود تھا ۔ بیڈ روم کا دروازہ بند تھا اور اس کے ساتھ کیپٹن حمید اور مناظر بھی اب اس انداز میں حرکت کر رہے تھے جیسے وہ ہوش میں آنے کے مراحل سے گزر رہے ہوں ۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ اندر آنے والے کہاں گئے ۔ یہ راستہ تو کھلا ہوا ہے ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے "...... اچانک کرنل فریدی کے کان میں باہر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی ۔

" بیڈ رومز کے دروازے بھی بند ہیں "...... ایک دوسری آواز

سنائی دی ۔

" ڈاکٹر شیکل کو اطلاع دو ۔ چلو "...... اس آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی قدموں کی آواز واپس سیڑھیوں کی طرف جاتی سنائی دی اسی لمحے کیپٹن حمید اور مناظر بھی پوری طرح ہوش میں آ گئے ۔ کرنل فریدی کے پاس ہی اس کا مشین پسٹل گرا ہوا تھا جو اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھا لیا تھا ۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو راستہ خالی تھا ۔

" باہر آ جاؤ "...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور باہر نکل گیا ۔

" وہ ۔ وہ بیڈ روم نمبر تھری میں ہیں ۔ ڈاکٹر شیکل کو اطلاع مل گئی ہے ۔ ان پر آٹو میٹک ریز فائر ہوئی اور وہ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہوں گے "...... اچانک کرنل فریدی کے کانوں میں دور سے آتی ہوئی ایک آواز پڑی تو وہ سمجھ گیا کہ بیڈ روم کا دروازہ بے وقت کھلنے پر وہاں آٹو میٹک ریز فائر ہوتی ہوں گی اور ساتھ ہی کچھ وقفے کے لئے اندر داخل ہونے والا بے ہوش ہو جاتا ہو گا لیکن یہ بے ہوشی تھوڑی دیر کے لئے ہوتی ہو گی اس لئے انہیں بھی جلدی ہوش آ گیا تھا اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دینے لگیں ۔ قدموں کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ دوڑ کر آنے والے تین ہیں ۔ کرنل فریدی دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا کھڑا تھا جبکہ کیپٹن حمید اور مناظر بھی دیوار کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے ۔ پھر سیڑھیاں اترنے کی

آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی تین آدمی جن میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی آتے دکھائی دیئے۔ مسلح آدمی کے پیچھے آنے والے دونوں آدمی خالی ہاتھ تھے اور اس مسلح آدمی سے بڑی عمر کے تھے۔ جیسے ہی وہ سامنے آئے کرنل فریدی نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی مسلح آدمی اور اس کے پیچھے آنے والا ایک آدمی گولیاں کھا کر چیختے ہوئے نیچے گرے تو تیسرا آدمی یکلخت واپس مڑا۔

"رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"...... کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا تو وہ آدمی مڑ گیا۔ اس نے خود ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لئے تھے۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ مسلح آدمی اور اس کا ساتھی دونوں نیچے گر کر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے اور مناظر نے اس مسلح آدمی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والی مشین گن اٹھا لی۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو"...... اس آدمی نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"مناظر کیپٹن حمید کے ساتھ جاؤ اور یہاں جتنے بھی مسلح افراد ہوں ان سب کو گولیوں سے اڑا دو"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو مناظر اور کیپٹن حمید دونوں دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... کرنل فریدی نے آگے بڑھتے ہوئے اس

شخص سے پوچھا۔

"میرا نام ڈاکٹر جانسن ہے۔ ڈاکٹر جانسن"...... اس آدمی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہاں اس لیبارٹری میں تارکیہ کا سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ لایا گیا ہے۔ وہ کہاں ہے"...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ تو بیمار ہے۔ اس سے فارمولا حاصل کرنے کے لئے اسے پر تشدد کیا گیا تو وہ مرنے کے قریب ہو گیا اس لئے اب اس کے تندرست ہونے کا انتظار کیا جا رہا ہے تاکہ اب تشدد کی بجائے اس کے ذہن سے مشینری کے ذریعے فارمولا حاصل کیا جا سکے"...... ڈاکٹر جانسن نے رک رک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ یہاں بیڈ روم نمبر آٹھ میں بند ہے۔ میں اور ڈاکٹر رینالڈ اسے جکشن لگانے آئے تھے کہ ہم نے سپیشل وے کا راستہ کھلا ہوا دیکھا انے جا کر ڈاکٹر شکیل کو اطلاع دی تو ڈاکٹر شکیل نے بتایا کہ بیڈ م نمبر تھری میں اس نے تین افراد کو بے ہوش پڑے ہوئے چیک اہے۔ اس نے سیکورٹی کے آدمی کو ساتھ بھیجا تاکہ انہیں ہلاک کیا سکے"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا تو کرنل فریدی چونک پڑا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ دکھاؤ مجھے ڈاکٹر عبداللہ کہاں ہے"...... کرنل ی نے کہا تو ڈاکٹر جانسن آگے بڑھ گیا۔ البتہ اس نے دونوں ہاتھ

مسلسل اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے۔

" ہاتھ نیچے کر لو"...... کرنل فریدی نے اس کے عقب میں آتے ہوئے کہا تو اس نے دونوں ہاتھ نیچے کر لئے اور پھر وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔

" اس بیڈ روم کے اندر ہے ڈاکٹر عبداللہ "...... ڈاکٹر جانسن نے مڑ کر کہا تو کرنل فریدی کا ہاتھ یکلخت بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر جانسن چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ کرنل فریدی کی لات گھومی اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا ڈاکٹر جانسن کنپٹی پر پڑنے والی زور دار ضرب سے یکلخت ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا تو کرنل فریدی تیزی سے آگے بڑھا گیا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھما کر اسے کھولا لیکن وہ اندر داخل نہ ہوا تھا۔ سامنے ہی بیڈ پر ایک بوڑھا آدمی آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر کمبل تھا۔ کرنل فریدی چونکہ اس سے ملا ہوا تھا اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر عبداللہ ہے۔ اسی لمحے اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے سائیڈ پر ہوا ہی تھا کہ اس نے مناظر کو دوڑ کر آتے ہوئے دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" کیا ہوا مناظر "...... کرنل فریدی نے پوچھا تو دوڑ کر آتا ہوا مناظر بے اختیار رک گیا۔

" سر۔ لیبارٹری میں موجود تمام افراد کو کیپٹن صاحب نے ہلاک

کر دیا ہے لیکن ڈاکٹر عبداللہ صاحب کہیں بھی نہیں ملے۔ ہم نے ساری لیبارٹری کو چیک کر لیا ہے"...... مناظر نے کہا۔

" سب کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک کو زندہ رکھ کر اس سے پوچھ گچھ ہو سکتی تھی"...... کرنل فریدی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر۔ وہاں پوزیشن ہی ایسی بن گئی تھی کہ ہمیں نان سٹاپ ایکشن لینا پڑا ورنہ ہم دونوں بھی ختم ہو سکتے تھے"...... مناظر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اب کیپٹن حمید کہاں ہے "...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" وہ آپریشن روم کے ساتھ موجود ہیں"...... مناظر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ادھر آؤ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ یہاں موجود ہیں۔ تم انہیں اٹھا لو۔ میں اس ڈاکٹر جانسن کو اٹھاتا ہوں۔ اب یہ ڈاکٹر جانسن تمام باتیں بتائے گا"...... کرنل فریدی نے کہا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اسی لمحے اس نے باہر کھڑے مشین پسٹل کا رخ اس بلب کی طرف کیا جو چھت پر ایک سائیڈ پر لگا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی بلب کرچی کرچی ہو کر نیچے گر گیا کیونکہ وہ بیڈ سے ہٹ کر تھا اس لئے اس کی کرچیاں ڈاکٹر عبداللہ پر نہ گری تھیں۔

" اب جاؤ اور ڈاکٹر عبداللہ کو اٹھا کر باہر لے آؤ"...... کرنل فریدی نے کہا تو مناظر آگے بڑھا اور اس نے بیڈ پر بے ہوش پڑے

ہوئے ڈاکٹر عبداللہ کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور باہر آگیا جبکہ کرنل فریدی نے دروازے کے قریب ہی بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر جانسن کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران کے تاریک ذہن میں اچانک روشنی اس طرح نمودار ہوئی جیسے تاریک کمرے میں اچانک تیز روشنی کا بلب جل اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں جولیا کی تیز چیخ سنائی دی تو عمران کا جسم ایک جھٹکے سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے جولیا کی ایک بار پھر چیخ سنائی دی۔

"جتنا مرضی آئے چیخ لو۔ یہاں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہیں ہے"...... اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھا اور بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جس کے کھلے دروازے سے جولیا کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں اور پھر اس نے دروازے میں رک کر ایک لمحے کے لئے جو کچھ دیکھا تو اس کے ذہن میں بے اختیار آتش فشاں پھٹنے لگا کیونکہ اس بڑے کمرے کے درمیان جولیا ایک بیڈ پر رسیوں سے جکڑی ہوئی بندھی

پڑی تھی اور بیڈ کے گرد چار افراد شیطانی انداز میں کھڑے تھے جبکہ ایک آدمی کا ہاتھ جولیا کے لباس کی طرف بڑھا ہوا تھا۔ جولیا کو اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتی تھی اور اس کے حلق سے بار بار چیخیں نکل رہی تھیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل نکالا اور پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں ان پانچوں کو زمین پر گرنے اور تڑپنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب گر کر تڑپتے ہوئے آدمی کی گردن پر اس نے پیر رکھ کر موڑ دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بلیک۔ بلیک"...... اس آدمی کے منہ سے خرخراہٹ نما آواز نکلی۔

"ہم کہاں ہیں اور تم لوگ کون ہو۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے پیر کو موڑتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی سی کوشش سے عمران نے معلوم کر لیا کہ بلیک اور اس کے ساتھیوں کا تعلق سیکورٹی سے ہے اور وہ اس وقت سیکورٹی ایریئے میں ہیں اور جیمز کو جو اوپر آپریشن روم میں ہے کو تیسرے جزیرے سے اطلاع ملی کہ عقبی طرف عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہیں تو اس نے سیکورٹی ایریئے کا عقبی دروازہ کھولا اور بلیک اور اس کے ساتھی انہیں اٹھا کر یہاں لے

آئے کیونکہ عقبی ایریا انتہائی حساس ایریا ہے اور وہاں فائرنگ ممنوع ہے۔ ان کا ارادہ ان سب کو یہاں لا کر گولیاں مار کر ہلاک کرنے کا تھا لیکن ان کی نیت جولیا کو دیکھ کر خراب ہو گئی اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش تھے اس لئے انہوں نے پہلے اپنی شیطانی خواہشات پوری کرنے کا سوچا اور انہیں ساتھ والے کمرے میں بے ہوش چھوڑ کر وہ جولیا کو اس بیڈ روم نما کمرے میں لے آئے اور پھر جولیا کو باندھ کر انہوں نے اسے ہوش دلایا اور اب وہ اپنی شیطانی خواہشات کی تکمیل کے لئے کوشاں تھے لیکن جولیا باوجود بندھی ہونے کے حتی الامکان مزاحمت بھی کر رہی تھی اور ساتھ ہی اس لئے چیخ بھی رہی تھی کہ شاید اس طرح اس کی آواز اس کے ساتھیوں کے کانوں میں پہنچ جائے اور واقعی ہوا بھی ایسے ہی تھا کیونکہ یقیناً یہ اس کی چیخیں تھیں جنہوں نے عمران کے لاشعور کو حرکت دے دی اور عمران کو فوری طور پر ہوش آ گیا۔ عمران نے بلیک سے اپنے مطلب کی تمام باتیں پوچھ لیں تو پیر موڑ کر اسے ہلاک کر دیا۔ عمران اس کے کھڑے ہونے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس گروپ کا انچارج وہی ہے اس لئے اس نے باقی چار افراد پر اس انداز میں فائرنگ کی تھی کہ وہ زیادہ دیر تڑپ ہی نہ سکے اور بلیک کی صرف ٹانگوں کو اس نے گولیوں کا نشانہ بنایا تھا۔ یہ عمران کی قیافہ شناسی تھی جو اکثر درست ثابت ہوتی تھی اور اب بلیک سے اسے اپنے مطلب کی سب باتوں کا علم ہو گیا تھا۔ بلیک کے ہلاک ہوتے ہی

عمران تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔ جولیا دوبارہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ عمران نے جلدی سے اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے۔

"جولیا۔ اب تم محفوظ ہو۔ باہر آجاؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا جہاں اس کے ساتھی ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے ملحقہ باتھ روم سے پانی ایک جگ میں ڈالا اور پھر اس نے باری باری اپنے ساتھیوں کے حلق میں پانی انڈیل دیا تو چند لمحوں بعد وہ سب ہوش میں آنے لگ گئے۔ اسی لمحے جولیا بھی اس کمرے میں آ گئی۔

"تم کیسے ہوش میں آ گئے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"تمہاری چیخوں نے میرے لاشعور کو جھنجھوڑ دیا تھا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو جولیا کا چہرہ یکلخت بہار کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"میں تمہاری شکر گزار ہوں"...... جولیا نے قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میرا فرض تھا۔ تمہاری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تب بھی میں یہی کرتا"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا

کر اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جولیا نے عمران کے اس جواب پر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے شدید جذباتی دھچکے کے تاثرات ابھرے لیکن پھر وہ ایک طویل سانس لے کر نارمل ہو گئی۔ اس کے ساتھی ہوش میں آ رہے تھے اس لئے وہ ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔ عمران چونکہ بلیک سے سب کچھ معلوم کر چکا تھا اس لئے اس نے جیمز کے خصوصی نمبر پریس کئے اور پھر اس نے بطور بلیک جیمز کو انتہائی خوفناک مشین بم کے بارے میں بتا کر اسے بوکھلانے پر مجبور کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جیمز مشینری کا ماہر ہے اس لئے اس نے اسے بتایا کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے لیکن ان سے اسے انتہائی خطرناک ترین مشین ملی ہے۔ اسے یقین تھا کہ جیمز اس مشین کے بارے میں سنتے ہی اسے فوراً مشین سمیت وہیں آپریشن روم میں کال کر لے گا اور خود ہی آپریشن روم کو جانے والا راستہ بھی کھول دے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ اس نے رسیور رکھا تو اس کے تمام ساتھی ہوش میں آ چکے تھے۔

"آؤ۔ اب ہم نے جیمز اور اس کے آپریشن روم کا خاتمہ کرنا ہے تاکہ ہمارا عقب ہر طرح سے محفوظ ہو سکے۔ پھر لیبارٹری کے بارے میں سوچیں گے"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔ جس راستے کے بارے میں بلیک نے بتایا تھا وہ راستہ واقعی انہیں کھلا ہوا ملا تھا اور

پھر وہ اوپر والی منزل پر پہنچ گئے۔ سامنے ایک دروازہ تھا جس کے اوپر ایک بلب موجود تھا لیکن یہ بلب بجھا ہوا تھا۔

"دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا ہے اس لئے بلب بجھا ہوا ہے لیکن ہم نے اندر داخل ہو کر سوائے جیمز کے باقی کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو سرگوشانہ انداز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ان میں سے جیمز کون ہے"۔ جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایسے آپریشن رومز میں جو انچارج ہوتا ہے اس کا پورشن علیحدہ ہوتا ہے۔ وہاں کنٹرولنگ مشین ہوتی ہے۔ یا تو ایسا پورشن شیشے کی دیواروں سے بنایا جاتا ہے یا پھر مخصوص طریقے سے پارٹیشن کی جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا سب نے مشین پسٹلز ہاتھ میں پکڑ لئے تھے۔ عمران نے دروازے کو زور سے دبایا اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ مشینیں نصب تھیں اور ان میں سے چھ مشینوں کے سامنے سٹولوں پر آدمی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ باقی مشینیں آٹو میٹک تھیں۔ سائیڈ پر ایک شیشے کی دیواروں سے بنا ہوا کمرہ نظر آ رہا تھا جس میں ایک آدمی بیٹھا فون پر باتیں کر رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دیا جبکہ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ پر بنے ہوئے اس شیشے کے کیبن

کی طرف بڑھ گیا۔ فون کرنے والا گولیوں کی آوازیں اور اپنے ساتھیوں کی چیخیں سن کر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ اس طرح لہراتا ہوا نیچے گرا جیسے اچانک کسی بیماری کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا ہو اور عمران بجلی کی سی تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"چیف۔ چیف۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ چیف۔ گولیوں اور چیخوں کی آوازیں کیسی ہیں"۔۔۔۔۔۔ فون کے رسیور سے ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے رسیور بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کے قریب سے اٹھا کر اسے کریڈل پر رکھا دیا۔ اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔ عمران نے فون کی میموری پر آجانے والے نمبر کو دیکھا تو وہ چونک پڑا کیونکہ یہ وہی نمبر تھا جو نیچے اس کمرے میں موجود تھا جہاں سے اس نے جیمز سے بات کی تھی۔

"صفدر۔ واپس جاؤ۔ جہاں سے ہم آئے ہیں وہاں سے کوئی آدمی فون پر ابھی جیمز کو وہاں کے بارے میں اطلاع دے رہا تھا۔ ہم بروقت یہاں پہنچ گئے اگر ہمیں چند لمحے بھی دیر ہو جاتی تو پھر جیمز آپریشن روم کا دروازہ نہ کھولتا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے جھک کر کرسی کے ساتھ بے ہوش پڑے ہوئے جیمز کو اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب۔ مشینوں کو تباہ تو نہیں کرنا"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن

شکیل نے پوچھا۔

" ابھی نہیں ۔ ہو سکتا ہے اس میں ایسی مشینری ہو جو ہمارے مشن میں معاون ثابت ہو سکے ۔ تم کوئی رسی تلاش کرو"۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب جیمز کو کرسی پر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا گیا تو عمران کیپٹن شکیل کو وہیں چھوڑ کر باہر آپریشن روم میں آ گیا اور اس نے وہاں موجود مشینوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا ۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور صفدر اندر داخل ہوا تو عمران چونک کر اس کی طرف مڑا۔

" کیا ہوا "....... عمران نے پوچھا۔

" وہاں ایک آدمی موجود تھا ۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو وہ بلیک کا آدمی تھا لیکن جیمز نے اسے فرنٹ ایریئے کی طرف بھیجا تھا کیونکہ فرنٹ ایریئے میں موجود واچ ٹاور پر موجود انتھونی جیمز کی کال کا جواب نہ دے رہا تھا ۔ اس نے وہاں سے فون کر کے جیمز کو بتایا کہ انتھونی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے اور ٹاور کے نیچے بنے ہوئے اسلحہ کے سٹور کا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے ۔ اس پر جیمز نے اسے واپس بلا لیا ۔ جب وہ واپس آیا تو یہاں اس نے کمرے میں بلیک اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تو اس نے جیمز کو فون کر کے اس کی اطلاع دی ۔ ابھی وہ بات کر رہا تھا کہ اس نے فون پر گولیاں چلنے اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنیں اور پھر فون پر خاموشی طاری ہو گئی تو وہ اب

آپریشن روم کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں میں نے اسے چھاپ لیا"....... صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اب کیا پوزیشن ہے اس کی"....... عمران نے پوچھا۔

" میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے کیونکہ وہ کسی بھی لمحے ہمارے لئے خطرہ بن سکتا تھا"....... صفدر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے "....... عمران نے کہا اور پھر وہ مشینری کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ تمام مشینوں کا جائزہ لے کر وہ واپس جیمز والے کمرے میں آ گیا اور اس نے جیمز کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا چند لمحوں بعد جیمز نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کوشش کرنے تک ہی محدود رہ گیا تھا۔

" تمہارا نام جیمز ہے اور تم یہاں کے انچارج ہو"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم ۔ تمہیں تو بلیک نے ہلاک کر دیا تھا ۔ پھر تم ۔ تم سب یہاں ۔ یہ کیسے ممکن ہے"....... جیمز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرے سوال کا جواب دو ۔ تمہارے سب ساتھیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے لیکن ہم ماہرین کی قدر کرتے ہیں ۔ لیکن اس وقت تک جب تک وہ ماہر ہمارے لئے خطرہ نہ بنے "....... عمران نے کہا تو جیمز کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو"...... جیمز نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر جو کچھ میں پوچھوں اس کے بارے میں سچ سچ بتا دو"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوچھا کہ اسے ان کے بارے میں اطلاع کیسے ملی تو جیمز نے اسے بتایا کہ عقبی طرف کی چیکنگ تیسرے جزیرے پر موجود ٹاور سے کی جاتی ہے اور وہاں سے یہاں پر ریز بھی فائر ہو سکتی ہے جبکہ اسلحہ کی فائرنگ ممنوع ہے کیونکہ یہ انتہائی حساس ایریا ہے۔ ٹاور کی طرف سے کال آئی تھی کہ عقبی ایریئے میں انہوں نے پانچ افراد کو مارک کر کے ریز کی مدد سے بے ہوش کر دیا ہے تو اس نے سکورٹی ایریئے کے عقبی دروازے کو کھول کر بلیک اور اس کے ساتھیوں کو وہاں بھیجا تاکہ وہ انہیں وہاں سے اٹھا کر سکورٹی ایریئے میں لے آئیں اور انہیں ہلاک کر دیں۔

"لیبارٹری کا راستہ کیسے کھلوایا جا سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ایسا باہر سے ممکن ہی نہیں۔ راستہ صرف اندر سے ہی کھل سکتا ہے"...... جیمز نے جواب دیا۔

"کیا لیبارٹری کا کوئی دوسرا راستہ بھی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک راستہ سمندر کے اندر سے ہے جسے اب مستقل طور پر

بلاک کر دیا گیا ہے۔ اب صرف عقبی طرف والا راستہ ہی ہے"۔ جیمز نے کہا۔

"کون ہے لیبارٹری کا انچارج"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر شیکل"...... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مہارا اس سے رابطہ کیسے ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہمارا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ وہ ہمیں فون کر کے ہدایات دیتا ہے اور ہم اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے پابند ہیں"...... جیمز نے جواب دیا۔

"ہدایات پر عمل کرنے کے بعد اسے رپورٹ کیسے دیتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"کوئی رپورٹ نہیں دی جاتی۔ اندر لیبارٹری سے وہ خود ہی سب کچھ معلوم کر لیتا ہے"...... جیمز نے جواب دیا۔

"تیسرے جزیرے کے ٹاور کا انچارج کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہاں کا انچارج بورگ ہے"...... جیمز نے جواب دیا۔

"اس سے تمہارا رابطہ کیسے ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سامنے جو نیلے رنگ کا فون ہے یہ تیسرے جزیرے کے ٹاور کے لئے مخصوص ہے۔ اس پر ایک دو تین نمبر پریس کرنے سے رابطہ ہو جاتا ہے"...... جیمز نے جواب دیا۔

"یہاں سے اگر کسی آدمی کو لے جانا ہو تو ہیلی کاپٹر کہاں سے مل

سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" یہاں کوئی ہیلی کاپٹر نہیں ہے اور دو ماہ کے لئے ان تینوں جزیروں سے ہر قسم کے رابطے بھی ختم کر دیئے گئے ہیں ۔ صرف ڈیفنس سیکرٹری خود رابطہ کر سکتے ہیں اور بس"...... جیمز نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک اسی نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" بورگ کی کال ہے"...... جیمز نے چونک کر کہا تو عمران نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ جیمز بول رہا ہوں"...... عمران نے جیمز کے لہجے میں کہا۔

" بورگ بول رہا ہوں چیف ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔ پہلے بھی ایک عورت اور چار مرد عقبی ایریئے میں نظر آئے تھے ۔ انہیں آپ نے اٹھوا لیا تھا ۔ اب ایک اور حیرت انگیز بات ہوئی ہے کہ اچانک لیبارٹری کا سپیشل وے کھلا اور اس میں سے چار آدمی باہر آ گئے ۔ یہ چاروں زخمی تھے جس پر میں نے فوری طور پر ان پر زیرو ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ سب حکومت کے حکم پر ریہرسل ہو رہی ہے کیونکہ ان جزیروں پر دشمن ایجنٹوں کے حملے کا خطرہ تھا"...... عمران نے جیمز کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا ۔ یہ بات ہے ۔ پھر تو یہ اپنے ہی آدمی ہوئے ۔ لیکن آپ

مجھے پہلے بتا دیتے تو ہم ان پر ریز فائر نہ کرتے"...... بورگ نے کہا۔

" تو پھر ریہرسل کیسے ہوتی ۔ یہی بات چیک کرنے کے لئے ریہرسل کی جا رہی ہے کہ سیکورٹی کام کر رہی ہے یا نہیں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اب میرے آدمی انہیں وہاں سے اٹھا کر سیکورٹی ایریئے میں لے آئیں گے ۔ لیکن تم نے کوئی ایکشن نہیں لینا"...... عمران نے کہا۔

" آپ کے آدمیوں کے خلاف میں کیسے ایکشن لے سکتا ہوں چیف ۔ بلیک اور اس کے ساتھیوں کو ہم پہچانتے ہیں ۔ وہ ہمارے ہی تو ساتھی ہیں"...... بورگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ضروری نہیں کہ بلیک اور اس کے ساتھی ہی یہ کام کریں ۔ تم نے بہرحال مداخلت نہیں کرنی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" اوکے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" اب بتاؤ کہ عقبی وے کہاں ہے اور اسے کیسے کھولا جا سکتا ہے"...... عمران نے جیمز سے پوچھا تو جیمز نے تفصیل بتا دی۔

" کیا یہاں سے اس تیسرے جزیرے کے ٹاور کی مشینری کو بلاک کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" بلاک ۔ اوہ نہیں"...... جیمز نے چونک کر کہا۔

" میں نے خود وہ بلاکنگ مشین دیکھی ہے اور تم کہہ رہے ہو

نہیں"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے
ساتھ ہی جیمز کی کھوپڑی بے شمار ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... پاس موجود جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں اور چوتھا
آدمی لازماً ڈاکٹر عبداللہ ہو گا۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے
باہر کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی، ڈاکٹر عبداللہ، مناظر اور کیپٹن حمید کے ساتھ
بارٹری کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھا۔ ڈاکٹر عبداللہ کو چونکہ
ان کے سائنس دانوں نے انجکشن لگا کر مصنوعی طور پر بے ہوش
ر کھا تھا تاکہ اس کے ذہن کو مسلسل آرام دیا جا سکے اور بعد میں
ں کے ذہن سے مشینوں کے ذریعے فارمولا حاصل کر لیا جائے اس
ہ کرنل فریدی نے لیبارٹری میں موجود اینٹی انجکشن لگا کر ڈاکٹر
راللہ کو ہوش دلا دیا تھا جبکہ مناظر اور کیپٹن حمید نے کرنل
یدی کے حکم پر لیبارٹری میں موجود تمام چھوٹی بڑی مشینری کو
رنگ کر کے تباہ کر دیا تھا۔ البتہ مشینری کی تباہی کا حکم دینے سے
، کرنل فریدی نے جزیرے پر نکلنے والا راستہ نہ صرف چیک کر لیا
بلکہ اس مشین کو بھی اس نے تباہ کرنے سے منع کر دیا تھا۔ گو
ی لیبارٹری کی انہوں نے اس خیال کو ذہن میں رکھ کر نہایت

باریک بینی سے تلاشی لی تھی کہ یہاں سے غوطہ خوری کے جدید لباس مل سکیں لیکن ایسا نہ ہو سکا تھا کیونکہ ان کے پاس غوطہ خوری کے صرف تین لباس تھے جبکہ اب یہاں سے نکلتے ہوئے ان کی تعداد ڈاکٹر عبداللہ کی وجہ سے چار ہو چکی تھی۔

"سر۔ میں ویسے ہی تیر کر ساحل پر پہنچ جاؤں گا۔ آپ ڈاکٹر عبداللہ کو میرے والا لباس پہنا دیں"...... مناظر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"احمقوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ لیبارٹری جزیرے کی سطح سے تقریباً ایک ہزار فٹ نیچے ہے اور بغیر غوطہ خوری کے جدید لباس کے تم جیسے ہی لیبارٹری سے باہر نکلو گے تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں پانی کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ جائیں گی"...... کرنل فریدی نے سخت اور سرد لہجے میں کہا تو مناظر نے شرمندہ سے انداز میں سر جھکا لیا۔

"اس جزیرے والے راستے پر کیا خطرہ ہے۔ پہلے بھی تو ہم جزیرے کے اوپر سے ہو کر پانی میں گئے تھے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"یہ راستہ جزیرے کے عقبی طرف نکلتا ہے۔ سامنے کے رخ پر نہیں اور یہ جگہ سیکورٹی ایریئے کے بھی عقب میں ہے اس طرف ٹاور نہیں ہیں اس لئے لامحالہ ادھر کی نگرانی تیسرے جزیرے کے ٹاور سے کی جاتی ہو گی اور ہمارے پاس ایسا کوئی ہتھیار نہیں ہے کہ ہم تیسرے جزیرے کے ٹاور کو یہاں سے تباہ کر سکیں جبکہ وہاں یقیناً

ایسے میزائل یا مشینری موجود ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کرنل صاحب۔ ہمیں بہرحال یہاں سے نکلنا تو ہے"...... ڈاکٹر عبداللہ نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم اگر چیک کر لئے گئے تو ہمیں تو انہوں نے ہلاک کر دینا ہے اور آپ کو کسی اور لیبارٹری میں پہنچا دینا ہے۔ اس طرح معاملہ اسی جگہ آ جائے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... ڈاکٹر عبداللہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فی الحال اور کوئی صورت نہیں ہے اس لئے اب رسک لینا ہی پڑے گا۔ ہم باہر نکل کر جھاڑیوں کی اوٹ میں فوراً پیچھے کی طرف ہٹیں گے اور پھر ساحل سے سمندر میں کود کر ساحل کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے سیکورٹی ایریئے کے سامنے کے رخ پر پہنچیں گے۔ پھر جو آگے ہو گا دیکھا جائے گا"...... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر عبداللہ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک ایک کر کے جزیرے کے عقب میں کھل جانے والے لیبارٹری کے راستے سے باہر آ گئے۔ دور سے تیسرے جزیرے پر موجود ٹاور انہیں نظر آ رہا تھا لیکن یہاں ہر طرف اونچی نیچی جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا اس لئے وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ لے کر پیچھے ہٹنے لگے۔ وہ اپنی طرف سے بے حد محتاط اور ہوشیار تھے اس لئے ان کی رفتار انتہائی آہستہ تھی لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی پیچھے ہٹے ہوں گے کہ اچانک انہیں دور ٹاور سے نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکتا ہوا

نظر آیا اور اس کے ساتھ ہی پلک جھپکنے میں سٹک کی آواز کرنل فریدی کو سنائی دی اور اس آواز کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت جیسے تاریک سمندر میں غوطہ کھا گیا لیکن جلد ہی اس کا ذہن بالکل اسی طرح روشن ہو گیا جس طرح تاریک ہوا تھا لیکن ہوش میں آتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ بجائے جزیرے کی جھاڑیوں کے وہ ایک کمرے میں کرسی پر موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر ڈاکٹر عبداللہ، کیپٹن حمید اور مناظر بھی موجود تھے اور عمران کا ایک ساتھی سب سے آخر میں موجود مناظر کے منہ میں بوتل سے پانی ڈال رہا تھا گو اس کی پشت کرنل فریدی کی طرف تھی لیکن کرنل فریدی اسے دیکھتے ہی فوراً پہچان گیا تھا کہ یہ عمران کا ساتھی صفدر ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ، کیپٹن حمید اور مناظر ہوش میں آنے کے مراحل سے گزر رہے تھے۔

" عمران کہاں ہے صفدر "...... کرنل فریدی نے صفدر کے مڑتے ہی کہا تو صفدر چونک پڑا۔

" السلام علیکم کرنل صاحب۔ عمران صاحب ابھی آرہے ہیں۔ وہ یہاں سے صحیح سلامت نکلنے کے بارے میں لائحہ عمل بنا رہے ہیں "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وعلیکم السلام۔ یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں یہاں کیسے لایا گیا ہے اور تم یہاں کیوں اور کیسے موجود ہو "...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" یہ سیکورٹی ایریا ہے۔ ہم ساحل کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے عقبی طرف پہنچے تھے کہ ہمیں تیسرے جزیرے کے ٹاور سے چیک کر کے ریز فائر کے ذریعے بے ہوش کر دیا گیا۔ عقبی طرف چونکہ انتہائی حساس علاقہ ہے اس لئے وہاں فائرنگ ممنوع ہے۔ ٹاور والوں نے اس کی اطلاع سیکورٹی چیف جیمز کو دی تو اس نے آدمی بھیج کر ہمیں وہاں سے اٹھوا کر یہاں منگوا لیا۔ ان آدمیوں کی تعداد پانچ تھی۔ انہوں نے ہمیں لا کر فوری طور پر گولیاں مارنے کی بجائے مس جولیا سے دست درازی کی کوشش شروع کر دی۔ مس جولیا کے چیخنے پر عمران صاحب خود بخود ہوش میں آ گئے اور پھر نہ صرف مس جولیا ان کی دست درازی سے بچ گئی بلکہ عمران صاحب نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر ہمیں بھی ہوش میں لایا گیا اور اس کے بعد عمران صاحب نے آپریشن روم کا راستہ کھلوا کر آپریشن روم پر ریڈ کر دیا اور وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر کے جیمز کو بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر جیمز کو ہوش میں لا کر عمران صاحب نے اس سے یہاں کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی۔ اسی دوران تیسرے جزیرے کے ٹاور کے انچارج بورگ کی کال آ گئی۔ عمران صاحب نے جیمز کی آواز اور لہجے میں اس سے بات کی تو اس نے بتایا کہ عقبی ایریئے میں لیبارٹری کا دروازہ کھلا ہے اور وہاں سے چار افراد باہر آ گئے ہیں جنہیں مارک کر لیا گیا اور پھر ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے تو عمران صاحب سمجھ گئے کہ یہ آپ ہوں گے اور آپ کے ساتھ چوتھا آدمی یقیناً

ڈاکٹر عبداللہ صاحب ہوں گے ۔چنانچہ انہوں نے عقبی راستہ کھولا اور ہم جا کر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو یہاں لے آئے"۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی مزید کوئی سوال کرتا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مرشد کے حضور مرید خاص سلام بغیر مٹھائی کے پیش کرتا ہے کیونکہ یہاں مٹھائی باوجود کوششوں کے کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکی اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع بھرے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام ۔ مٹھائی دستیاب نہ ہونے کا مطلب ہے کہ یہاں سے باہر صحیح سلامت جانے کا تمہیں کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی صاحب تصرف مرشد ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ ڈاکٹر عبداللہ ہیں اور ڈاکٹر صاحب یہ علی عمران ہے ۔ نہ صرف پاکیشیا بلکہ پورے عالم اسلام کا انتہائی قیمتی سرمایہ"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سرمایہ نہیں مایہ کہیں ۔ میرا باورچی آغا سلیمان پاشا تو ساری عمر سرمایہ کا انتظار کرتے کرتے بوڑھا ہونے کو آگیا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا ۔اسی لمحے کمرے میں جو

داخل ہوئی اور پھر اس نے بھی کرنل فریدی کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے کرنل صاحب ۔ آپ نہ صرف لیبارٹری میں داخل بھی ہو گئے بلکہ آپ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو بھی ساتھ لے آئے ہیں اور ہم بس وہ کیا کہتے ہیں آنے جانے میں ہی رہ گئے"...... عمران نے کہا۔

"آنے جانے کا کیا مطلب"...... ڈاکٹر عبداللہ نے چونک کر کہا۔ شاید ان کی سمجھ میں عمران کا یہ فقرہ نہ آیا تھا اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کے پیچھے ایک دلچسپ کہانی ہے ڈاکٹر صاحب ۔ ایک کوے نے گلہری کی دعوت کی اور دنیا جہاں کے پھل لا کر گھونسلے میں جمع کر دیئے اور گلہری نے خوب دعوت اڑائی ۔ پھر گلہری نے جواب میں کوے کی دعوت کی اور اسے ایک درخت پر بلایا جس پر وہ رہتی تھی کوا آ کر بیٹھ گیا تو گلہری نے ایک درخت سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر اور تیسرے سے پھر پہلے پر اور پہلے سے دوسرے پر مسلسل آنا جانا شروع کر دیا۔ کوا جب بھوک سے بے چین ہو گیا تو اس نے گلہری سے پوچھا کہ دعوت کا کیا ہوا تو گلہری نے کہا کہ دعوت کو چھوڑو میرا آنا جانا دیکھو"...... عمران نے باقاعدہ کہانی سناتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر عبداللہ بے اختیار مسکرا دیئے۔

"یہاں سے نکلنے میں کیا رکاوٹیں ہیں"...... کرنل فریدی نے

پوچھا۔

"وہی جو آپ کو چوتھا غوطہ خوری کا لباس نہ ملنے کی وجہ سے پیش آئی ہیں ورنہ ہم یہاں واقعی آنے جانے میں لگے رہتے اور آپ ڈاکٹر عبداللہ صاحب سمیت دماک پہنچ بھی چکے ہوتے"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں تمہارے طنز کو سمجھتا ہوں عمران۔ میں واقعی ایسا ہی کرتا کیونکہ ایک تو مجھے تمہاری یہاں موجودگی کا علم نہ تھا دوسرا بہرحال ہم نے مشن مکمل کرنا تھا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"میں طنز نہیں کر رہا کرنل صاحب۔ صرف رکاوٹوں کی بات کر رہا ہوں۔ یہاں مسئلہ یہی ہے کہ ہم درمیانی جزیرے میں ہیں۔ ابھی تک لیبارٹری کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے اور یہاں کوئی ایسی سواری نہیں ہے جس سے ہم ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو یہاں سے بحفاظت نکال سکیں"...... عمران نے کہا۔

"یہاں آپریشن روم میں سمندر میں حفاظتی انتظامات کی مشینری ہو گی۔ اسے آف کر دو تو سمندر محفوظ ہو جائے گا اور ہم کسی بھی لانچ کے ذریعے آسانی سے نکل جائیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اس مشینری کی وجہ سے یہاں موجود ایکریمین میزائل اڈوں کی سیکورٹی مطمئن ہے۔ جیسے ہی یہ انتظامات ختم ہوئے وہ سب چونک پڑیں گے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہاں ایکریمین ایئر فورس اور کمانڈو فوج پہنچ سکتی ہے ایک بات اور دوسری بات یہ کہ یہاں کوئی لانچ

نہیں ہے۔ جس بوٹ میں ہم آئے تھے وہ بوٹ پہلے جزیرے کی کھاڑی میں ہے۔ کرنل برانک ہمیں وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا تھا اور وہ بوٹ وہیں رہ گئی"...... عمران نے کہا۔

"یہاں غوطہ خوری کے لباس تو ہوں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں ہیں ورنہ تو کوئی نہ کوئی راستہ نکل ہی آتا"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل فریدی کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔

"اب تو ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ ہم یہاں سے کسی ایئر فورس کے اڈے پر کال کر کے ہیلی کاپٹر طلب کریں اور آسمان پر موجود حفاظتی نظام آف کر دیں۔ جب وہ ہیلی کاپٹر یہاں پہنچ جائے تو پھر اس پر قبضہ کر کے یہاں سے فوراً نکل جائیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ایسے اڈے والے ہیلی کاپٹر نہیں بھیجیں گے۔ وہ پوری تحقیقات کرائیں گے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم ڈیفنس سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں انہیں حکم دو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہ ہی میں نے ڈیفنس سیکرٹری کی آواز سنی ہے اور نہ ہی ان کا فون نمبر مجھے معلوم ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا ہی تھا کہ یکلخت باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو کرنل فریدی، عمران اور باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" عمران صاحب ۔عجیب ساخت کا ایک طیارہ تیزی سے ہمارے جزیرے کی طرف بڑھ رہا ہے ۔میں نے سکرین پر چیک کیا ہے ۔ویسے یہ جنگی طیارہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ کرنل فریدی بھی اس کے پیچھے باہر نکل گیا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں کرسی پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ایکریمین بیٹھا ہوا تھا ۔سائیڈ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کی سکرین پر سبز رنگ میں اوکے کے الفاظ مستقل طور پر نظر آ رہے تھے ۔یہ ایکریمیا کے سپر میزائل اڈے کا سیکورٹی روم تھا اور کرسی پر بیٹھا ہوا ایکریمین کرنل ٹارگ تھا جس کا تعلق اس اڈے کی سیکورٹی سے تھا ۔چونکہ یہ اڈا خاص طور پر زیر زمین تھا اور باہر باقاعدہ سیکورٹی کے علیحدہ انتظامات تھے اس لئے اس کا کام صرف وقت گزارنا تھا یا اڈے کی اندرونی سیکورٹی کو چیک کرتے رہنا ۔وہ کرسی پر بیٹھا ایک باتصویر رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس فون کا تعلق بیرونی سیکورٹی سے تھا اور بیرونی سیکورٹی کا انچارج کرنل برانک تھا جو کبھی کبھار اس فون پر اس سے

گپ شپ لگا لیتا تھا۔ اس لئے وہ یہی سمجھا تھا کہ یہ کال کرنل برانک
کی طرف سے کی گئی ہو گی اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

" یس ۔ کرنل ٹارگ بول رہا ہوں ۔ ایس ایم ون ایریا سے "۔
کرنل ٹارگ نے کہا۔

" بورگ بول رہا جناب ۔ پی تھری کے ٹاور سے ۔ میں یہاں اس
ٹاور کا انچارج ہوں "...... دوسری طرف سے اجنبی آواز سنائی دی تو
کرنل ٹارگ بے اختیار اچھل پڑا۔

" کون ہو تم اور کیسے یہاں فون کیا ہے "...... کرنل ٹارگ نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے بتایا ہے جناب کہ میں پی تھری کے ٹاور کا سیکورٹی
انچارج ہوں ۔ آپ کو شاید باہر کے حالات کا علم نہیں ہے اس لئے
میں نے فون کیا ہے کہ باہر کے حالات بے حد خراب ہو چکے
ہیں "...... بورگ نے کہا۔

" حالات خراب ہو چکے ہیں ۔ کیا مطلب ۔ کرنل برانک کہاں ہے
اس نے کیوں فون نہیں کیا "...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

" جناب ۔ کرنل برانک کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ
آپریشن روم انچارج جیمز نے لے لی ہے لیکن اب جیمز کو بھی ہلاک کر
دیا گیا ہے اور اب باہر سیکورٹی ایریئے میں دشمنوں کا مکمل قبضہ ہے
اور جناب انہوں نے لیبارٹری پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور وہاں سے

مسلمان سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو بھی وہ نکال کر لے گئے ہیں "۔
بورگ نے کہا تو کرنل ٹارگ کا چہرہ حیرت سے مسخ سا ہو گیا۔

" یہ سب کیا کہہ رہے ہو ۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ۔
کون مسلمان سائنس دان اور کون دشمن ۔ یہ سب کیا کہہ رہے
ہو "...... کرنل ٹارگ نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

" میں آپ کو پوری تفصیل بتاتا ہوں جناب ۔ اس وقت آپ کا
میزائل اڈا بھی شدید خطرے سے دوچار ہے اور ان کے خاتمے کے لئے
کام بھی آپ ہی کر سکتے ہیں ۔ آپ ایئر فورس اڈے سے بمبار طیارہ
منگوا سکتے ہیں "...... بورگ نے کہا۔

" تم تفصیل بتاؤ "...... کرنل ٹارگ نے سرد لہجے میں کہا۔

" جناب ۔ آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ پی ٹو پر ایک خفیہ لیبارٹری
ہے جس کا راستہ سیکورٹی ایریئے کے عقبی طرف کھلتا ہے "۔ بورگ
نے کہا۔

" ہاں ۔ مجھے معلوم ہے ۔ پھر "...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

" ایک مسلمان سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو یہاں حکومت کی
طرف سے بھیجا گیا اور اس کے ساتھ ہی ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے
دو ماہ تک تینوں جزیروں کو ہر لحاظ سے آف کرا دیا اور سمندر اور
آسمان پر سیکورٹی کے تمام انتظامات اوپن کر دیئے گئے اور یہ بتایا گیا
کہ اسلامی سیکورٹی کونسل کے ایجنٹ کرنل فریدی اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس علیحدہ علیحدہ اس سائنس دان کو واپس حاصل کرنے

کے لئے ان جزیروں پر پہنچ سکتے ہیں لیکن یہاں کے انتظامات ایسے تھے
کہ کرنل برانک مطمئن تھے کہ یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا ۔ میں
تیسرے جزیرے کے ٹاور کا انچارج ہوں ۔ اچانک مجھے اطلاع دی گئی
کہ کرنل برانک اور اس کے کئی ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور
یہ کام پاکیشائی ایجنٹوں نے کیا ہے اور اب آپریشن روم انچارج جیمز
سیکورٹی چیف ہے ۔ جیمز نے بتایا کہ کرنل برانک اور اس کے
ساتھیوں کو جنہوں نے ہلاک کیا تھا انہیں ایگزٹ روم کے ذریعے
سمندر میں پھینک دیا گیا اور ان کی لاشیں مچھلیاں کھا گئیں ۔ لیکن
پھر اچانک میں نے عقبی طرف ایک عورت اور چار مردوں کو چیک
کیا تو میں نے انہیں ریز فائر کر کے بے ہوش کر دیا کیونکہ اس ایریئے
میں فائرنگ ممنوع ہے ۔ پھر میں نے جیمز کو اطلاع دی ۔ جیمز نے
سیکورٹی کے افراد بھجوا کر انہیں باہر سے اٹھوا لیا اور میں مطمئن ہو گیا
کہ اب ان بے ہوش افراد کو سیکورٹی کے آدمی آسانی سے ہلاک کر
دیں گے ۔ لیکن پھر اچانک لیبارٹری کا راستہ کھلا اور لیبارٹری سے
چار افراد باہر آ گئے ۔ میں نے ان پر بھی ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش
کر دیا اور پھر جیمز کو اطلاع دی لیکن جیمز نے جو کچھ بتایا وہ خاصا
مشکوک تھا جس پر میں مطمئن نہ ہو سکا ۔ چنانچہ میں نے سیکورٹی
ایریئے سے آکر بے ہوش افراد کو لے جانے والوں کو چیک کیا تو وہ
سب اجنبی افراد تھے ۔ سیکورٹی کے لوگ نہیں تھے جس پر میں مزید
مشکوک ہو گیا اور میں نے سیکورٹی ایریا کے خفیہ کنٹرول کو

ایکٹویٹ کیا ۔ ایسا سسٹم انتہائی حفاظتی انتظام کے تحت موجود تھا ۔
میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سیکورٹی ایریئے پر دشمنوں کا قبضہ تھا
اور سیکورٹی کے تمام افراد جیمز سمیت ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور ان کی
لاشوں کو چیک کرنے کے بعد میں حیران رہ گیا ۔ میں یہاں سے ان
کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا ۔ اچانک مجھے کرنل برانک کی بات یاد
آ گئی ۔ انہوں نے ایک بار بتایا تھا کہ ایمرجنسی میں ایسا انتظام رکھا
گیا ہے کہ اگر دشمنوں پر قابو پانے کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو ایئر
فورس سے خصوصی بمبار طیارہ جس کا کوڈ نام ڈولفن ہے منگوایا جا
سکتا ہے ۔ اس طیارے میں ایسے جدید سسٹم موجود ہوتے ہیں جو
زمین کے نیچے موجود کسی بھی تنصیب پر اثر انداز نہیں ہوتے لیکن
زمین کے اوپر موجود عمارت میں موجود آدمیوں کو یہ ایک لمحے میں
راکھ کا ڈھیر بنا دیتے ہیں تو مجھے آپ کا خیال آ گیا ۔ آپ کا نمبر بھی تمام
ٹاورز انچارجوں کو کرنل برانک نے دیا تھا ۔ آپ ڈولفن طیارہ منگوا
کر سیکورٹی ایریئے میں موجود دشمنوں کو جلا کر راکھ کر سکتے ہیں"۔
بورگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جیسے جیسے وہ بولتا جا رہا تھا
کرنل ٹارگ کا چہرہ ساتھ ساتھ رنگ بدلتا جا رہا تھا۔

"اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ اوپر معاملات اس حد تک پہنچ گئے ہیں اور ہمیں
یہاں نیچے کسی بات کا علم ہی نہیں ہے"...... کرنل ٹارگ نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو تفصیل بتا دی ہے جناب ۔ میں خود اس سے

زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کریں"...... بورگ نے کہا۔

" کیا ایسا ممکن ہے کہ سیکورٹی ایریئے میں موجود حالات کو میں خود دیکھ سکوں"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

" یس سر۔ اپ کے پاس زو کو تھاؤزنڈ آپریٹس مشین موجود ہے اس میں سیکورٹی ایریئے کو خفیہ طور پر چیک کرنے کی ڈیوائس موجود ہے ۔ آپ اسے آن کر کے اس پر سیکورٹی ایریئے کو ٹارگٹ کریں تو آپ وہاں سب کچھ دیکھ لیں گے"...... بورگ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں چیک کرنے کے بعد کارروائی کرتا ہوں۔ شکریہ"...... کرنل ٹارگ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا آفس سے نکل کر ساتھ موجود سیکورٹی آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ وہاں موجود افراد اسے اس طرح دوڑ کر آتے دیکھ کر چونک پڑے۔

" کیا ہوا جناب ۔ خیریت "...... ایک آدمی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیائی دشمن ایجنٹوں نے سیکورٹی ایریئے پر قبضہ کر لیا ہے اور ہم یہاں غافل بیٹھے ہوئے ہیں"...... کرنل ٹارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے سر"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم باتیں چھوڑو اور فوراً زو کو تھاؤزنڈ آپریٹس مشین آن کر کے اس پر سیکورٹی ایریئے کو ٹارگٹ کرو ۔ جلدی کرو ۔ ہری اپ"۔ کرنل ٹارگ نے چیختے ہوئے کہا تو وہ نوجوان تیزی سے دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود مشین کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے مشین پر موجود سرخ رنگ کا کپڑا ہٹایا اور اسے آن کر کے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ کرنل ٹارگ اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد مشین پر موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی ۔ اس پر جھلملاہٹ سی ہو رہی تھی اور پھر ایک جھماکے سے اس پر سیکورٹی ایریئے کی عمارت نظر آنے لگی۔

" عمارت کے اندرونی کیمروں کو ایکٹویٹ کرو"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

" یس سر"...... آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بار پھر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑے کمرے کا منظر نظر آنے لگ گیا ۔ وہاں فرش پر چھ سات لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

" ہونہہ ۔ ٹھیک ہے ۔ اب باری باری تمام کمروں کو چیک کرو"...... کرنل ٹارگ نے کہا تو آپریٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آپریشن روم میں موجود مشینری کے سامنے فرش پر پڑی ہوئی لاشیں بھی انہیں نظر آنے لگیں ۔ دو آدمی اور ایک عورت ایک برآمدے میں کھڑے تھے جبکہ چار مرد ایک کمرے میں کرسیوں پر بے ہوشی کے

انداز میں پڑے ہوئے تھے۔اسی طرح آپریشن روم میں دو آدمی موجود تھے لیکن یہ سب ایشیائی تھے البتہ عورت سوئس نژاد تھی۔

"ٹھیک ہے۔اسے آف کر دو۔اس کا مطلب ہے کہ بورگ کی بات درست ہے۔ سیکورٹی ایریئے پر دشمن ایجنٹوں کا مکمل قبضہ ہے"...... کرنل ٹارگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ کون لوگ ہیں سر"...... آپریٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دشمن ایجنٹ"...... کرنل ٹارگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے پیچھے ہٹ کر میز کی سائیڈ پر پڑی ہوئی اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر پہلے مشین آپریٹ کرنے والا بیٹھا ہوا تھا۔اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میں آپریشن روم سے بول رہا ہوں۔لارک ایئر فورس اڈے کے انچارج ایئر کمانڈر جیکب سے میری بات کراؤ"...... کرنل ٹارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ٹارگ نے رسیور رکھ دیا۔

"مارجر"...... کرنل ٹارگ نے رسیور رکھ کر آپریٹر سے بات

کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... آپریٹر نے مڑ کر کرنل ٹارگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیکورٹی ایریئے کو اب بیرونی طرف سے سکرین پر لے آؤ۔ میں ایئر فورس سے ڈولفن طیارہ طلب کر رہا ہوں تاکہ وہ یہاں سیکورٹی ایریئے پر ریڈ ریز فائر کر دے جس سے عمارت کو تو نقصان نہ پہنچے لیکن اندر موجود افراد راکھ کا ڈھیر بن جائیں۔ تم نے چیک کرتے رہنا ہے۔جب ڈولفن طیارہ پہنچ جائے تو مجھے بتانا"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"یس سر"...... آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ٹارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔کرنل ٹارگ بول رہا ہوں"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"ایئر کمانڈر جیکب سے بات کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔کرنل ٹارگ بول رہا ہوں۔ایس ایس اے ون سیکورٹی چیف"...... کرنل ٹارگ نے بھاری لہجے میں کہا۔

"یس۔ایئر کمانڈر جیکب بول رہا ہوں۔کیا بات ہے کرنل ٹارگ۔آپ نے کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کمانڈر جیکب۔آپ کو تو معلوم ہے کہ تھری پرلز کی کیا اہمیت ہے۔آپ کا یہ سپاٹ انہیں مدد دینے کے لئے بنایا گیا ہے"۔کرنل ارگ نے کہا۔

"ہاں ۔ کیا ہوا ہے"....... کمانڈر جیکب نے کہا۔

"پی ٹو پر جہاں ایس ایس اے ون میزائل اڈے انڈر گراؤنڈ ہیں وہاں ایک زیر زمین لیبارٹری بھی ہے ۔ اس لیبارٹری میں حکومت اکیریمیا نے ایک ایشیائی سائنس دان کو بھجوایا تھا لیکن ایشیائی ایجنٹ اس کے پیچھے یہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ہمارے جزیرے پر موجود سیکورٹی عمارت پر قبضہ کر لیا اور وہاں موجود تمام سیکورٹی کے افراد کو ہلاک کر دیا ہے اور لیبارٹری سے وہ اس سائنس دان کو بھی نکال کر یہاں لے آئے ہیں اور کسی بھی لمحے وہ ایس ایس اے ون اور ایس ایس اے ٹو کو بھی تباہ کر سکتے ہیں ۔ چونکہ سیکورٹی کے تمام انتظامات ان کے قبضے میں ہیں اس لئے ہم اس عمارت میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ۔ آپ کے پاس ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لئے ڈولفن ریڈ ریز کرافٹ موجود ہے جس پر سیکورٹی انتظامات کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور آپ اس طیارے سے سیکورٹی ایریئے پر وہ ریز فائر کر سکتے ہیں جن سے اس عمارت کے اندر موجود تمام انسان راکھ کا ڈھیر بن جائیں گے"....... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"ہاں ہے"....... ایئر کمانڈر جیکب نے جواب دیا۔

"تو اسے بھیجو یہاں اور پورے جزیرے پر وہ ریز فائر کر دو ۔ جلدی فوراً ورنہ دشمن ایجنٹ کسی بھی لمحے کوئی خوفناک کارروائی کر سکتے ہیں"....... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"لیکن ایسا تحریری حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا"....... کمانڈر جیکب

نے کہا۔

"اس وقت تحریر وغیرہ کی بات مت سوچو ۔ میرا حکم ٹیپ کر لو ۔ بس یہی تحریر ہے ۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ۔ اگر تمہاری طرف سے دیر ہونے کی بنا پر جزیرے پر موجود سپر میزائل اڈے کو کوئی نقصان پہنچا تو تم تو کیا تمہارا پورا خاندان موت کے گھاٹ اتر جائے گا"۔ کرنل ٹارگ نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ہوں ۔ آپ کا کہا ہوا ہر لفظ یہاں ٹیپ ہو چکا ہے ۔ میں ابھی طیارہ بھیجتا ہوں لیکن اس کی چیکنگ کیسے ہو گی ۔ کیا آپ خود کریں گے"....... کمانڈر جیکب نے اس بار سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ایئر فورس کمانڈوز بعد میں بھجوا دینا ۔ لیکن ریز فوراً فائر کراؤ اور سنو ۔ تمام جزیرے پر فائر کرانا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ فرنٹ سائیڈ یا عقبی طرف سے باہر نکل جائیں ۔ انہیں ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے"....... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"او کے ۔ میں ڈولفن طیارہ بھیج رہا ہوں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ٹارگ نے رسیور رکھ دیا۔

"اب جب ڈولفن طیارہ نظر آئے تو مجھے بتانا"....... کرنل ٹارگ نے آپریٹر سے کہا۔

"یس سر"....... آپریٹر مارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر

تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد مارجر نے اسے ڈولفن طیارے کی آمد کا بتایا تو وہ کرسی سے اٹھ کر تیزی سے مشین کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈولفن طیارہ پی ٹو کے اوپر پہنچ گیا۔ ایک بار اس نے پورے جزیرے کا چکر لگایا۔ اس کی بلندی کافی تھی۔ پھر اچانک اس میں سے نیلے رنگ کا شعلہ نکلا اور سیدھا سیکورٹی ایریئے کی عمارت سے ٹکرا کر چنگاریوں میں تبدیل ہو کر ختم ہو گیا۔ پھر دوسری بار شعلہ چمکا اور پہلے کی طرح وہ بھی عمارت سے ٹکرا کر چنگاریوں میں تبدیل ہو کر ختم ہو گیا۔ سیکورٹی ایریئے پر ایسے ہی پانچ فائر کیئے گئے۔ پھر جزیرے کے عقبی طرف ڈولفن طیارے نے اسی طرح چار پانچ جگہوں پر فائرنگ کی اور اس کے بعد اس نے فرنٹ کی طرف فائرنگ شروع کر دی اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

"اب جزیرے کے اوپر کوئی انسان زندہ نہ بچا ہو گا۔ سب راکھ بن گئے ہوں گے"...... کرنل ٹارگ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن سرچیکنگ کیسے ہو گی"...... مارجر نے کہا۔

"تم پہلے کی طرح چیک کرو"...... کرنل ٹارگ نے کہا تو مارجر نے مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی اور پھر اس نے باری باری عمارت کے تمام کمروں کو چیک کیا۔ اب عمارت کے ہر اس کمرے میں جہاں زندہ انسان اور لاشیں پڑی ہوئی تھیں اب وہاں ان تمام کی لاشیں راکھ بنی پڑی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"اب عقبی ایریئے کو کور کرو"...... کرنل ٹارگ نے کہا تو مارجر نے مشین کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد سیکورٹی ایریئے کا عقبی حصہ سکرین پر نظر آنے لگی لیکن یہاں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صرف اونچی نیچی جھاڑیاں موجود تھیں۔

"اب فرنٹ ایریئے کو چیک کرو"...... کرنل ٹارگ نے کہا تو مارجر نے اس کے حکم کی تعمیل کی لیکن سیکورٹی ایریئے کی عمارت کے فرنٹ حصے میں بھی کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا۔

"او کے۔ سب ختم ہو گئے ہیں۔ آف کر دو مشین"...... کرنل ٹارگ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سر وہ ایئر فورس والے چیکنگ کرنے آئیں گے۔ کیا آپ نے نہیں چیک نہیں کرنا"...... مارجر نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ جب اوپر کوئی زندہ آدمی ہی نہیں رہا پھر کیا چیک کریں"...... کرنل ٹارگ نے جواب دیا اور مڑ کر ونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا ے معلوم تھا کہ جب یہ سارے معاملات ڈیفنس سیکرٹری تک یں گے تو یقیناً اسے کوئی بڑا عہدہ مل جائے گا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو ڈولفن طیارہ ہے ۔ ویری بیڈ" ...... عمران نے
باہر آکر آسمان پر اڑتے ہوئے ایک عجیب سی ساخت کے طیارے کو
دیکھتے ہوئے کہا۔
"کرنل صاحب ۔ ڈاکٹر صاحب کو اور اپنے ساتھیوں کو باہ
نکالیں ہم نے فرنٹ پر جانا ہے ورنہ ہم یہاں جل کر راکھ ہو جائیں
گے" ...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔
"ہاں ۔ مجھے معلوم ہے ۔ تم باہر کا راستہ کھولو ۔ جلدی کرو"
کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس بھاگ پڑے ج
عمران نے اپنے ساتھیوں کو فرنٹ ایگزٹ وے پر پہنچنے کا کہا اور
وہ آپریشن روم میں پہنچ گیا ۔ اس نے فوری طور پر مشین کو آپریٹ
کے پہلے فرنٹ وے کھولا اور پھر عقبی وے کھول کر اس نے ج
سے مشین پسٹل نکالا اور وہاں موجود تمام مشینری پر فائر کھول

چند لمحوں میں ہی اس نے تمام مشینری تباہ کر دی اور پھر وہ اس قدر
تیزی سے بھاگتا ہوا فرنٹ وے کی طرف بڑھا جیسے ہنڈرڈ میٹر ریس
میں حصہ لے رہا ہو ۔ چند لمحوں بعد وہ وہاں پہنچ چکا تھا ۔ کرنل فریدی
اس کے ساتھی اور عمران کے تمام ساتھی وہاں موجود تھے ۔ طیارہ اب
جزیرے پر چکر لگا رہا تھا۔
"جیسے ہی یہ عقبی طرف جائے گا ہم نے دوڑ کر ٹاور میں پناہ لینی
ہے" ...... عمران نے کہا۔
"اور پھر جیسے ہی وہ عمارت کے بعد عقبی سائیڈ پر جائے گا تو ہمیں
دوبارہ عمارت میں پناہ لینی ہو گی" ...... کرنل فریدی نے کہا۔
"لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ وہ عقبی طرف جا کر پہلے فائر
کرے" ...... صفدر نے کہا۔
"ہاں ۔ کیونکہ تمام تنصیبات عقبی طرف ہیں اس لئے وہ لوگ
پہلے اس کی حفاظت کا سوچیں گے" ...... کرنل فریدی نے جواب دیا
تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"میں نے عقبی وے بھی کھول دیا ہے" ...... عمران نے کہا تو
کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ اسی لمحے ڈولفن طیارہ کچھ دیر
عمارت کے اوپر معلق رہا پھر ایک جھٹکے سے عقبی طرف مڑ گیا تو
عمران نے باہر نکلنے کا اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی دونوں پارٹیاں
عمارت سے نکل کر دوڑتی ہوئیں ٹاور کی طرف بڑھتی چلی گئیں ۔ ٹاور
عمارت سے کافی فاصلے پر تھا اور انہیں خطرہ تھا کہ ڈولفن طیارہ کسی

بھی لمحے واپس آ سکتا ہے اس لئے وہ سب اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہے تھے اور پھر جیسے ہی وہ سب ٹاور کے نیچے بنے ہوئے اسلحہ خانے میں داخل ہوئے طیارہ فرنٹ سائیڈ پر آ گیا۔ عمران اور کرنل فریدی وہیں رک گئے تھے اور پھر طیارے نے عمارت پر ریز فائرنگ شروع کر دی ۔ اس نے جگہ بدل بدل کر پوری عمارت پر پانچ فائر کئے اور پھر عقبی طرف کو گیا تو تمام لوگ ایک بار پھر ٹاور سے نکل کر عمارت کی طرف دوڑ پڑے ۔ جیسے ہی وہ عمارت میں داخل ہوئے ڈولفن طیارے نے فرنٹ سائیڈ پر ریز فائرنگ شروع کر دی ۔ خاص طور پر ٹاور پر بھی ریز فائرنگ کی گئی اور اس کے بعد طیارہ واپس چلا گیا۔

" اب ہمیں دوبارہ ٹاور میں جانا ہو گا کیونکہ کہیں نہ کہیں سے عمارت کی دوبارہ چیکنگ ہونی ہے اور اس پہلی چیکنگ کی وجہ سے خصوصاً ڈولفن طیارہ سامنے آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اس کے ساتھ ساتھ یہاں کوئی نہ کوئی فورس آئے گی ۔ چاہے ہیلی کاپٹروں پر آئے یا میزائل اڈے سے سیکورٹی والے آئیں" ۔ کرنل فریدی نے کہا اور ایک بار پھر وہ عمارت سے نکل کر ٹاور کی طرف دوڑنے لگے ۔

" عجیب عذاب میں پھنس گئے ہیں ۔ بار بار چوہوں کی طرح ہمیں دوڑایا جا رہا ہے"...... تنویر کی پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" چوہوں کا کام ہی دوڑنا ہوتا ہے ۔ چاہے بلی کے خوف سے

دوڑیں یا ڈولفن طیارے کے خوف سے"...... عمران نے دوڑتے ہوئے جواب دیا۔

" یہ تم نے بلی کا اشارہ کس کے لئے دیا ہے"...... کرنل فریدی نے بھی دوڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" تنویر سمجھتا ہے کہ اس کے لئے بلی کون ہے ۔ ایک ہی گھرکی میں بے چارہ سہم کر خاموش ہو جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" بکواس مت کرو ۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ اس طیارے کو آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا تھا"...... تنویر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا وہ سب ٹاور کے نیچے موجود اسلحہ خانے میں داخل ہو گئے ۔ ڈولفن طیارہ اب ان کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا ۔ چند لمحوں تک لمبے لمبے سانس لینے کے بعد عمران اسلحہ خانے کے دروازے پر کھڑا ہو گیا ۔ اس کی نظریں اسی طرف جمی ہوئی تھیں جس طرف سے طیارہ آیا تھا۔

" تم نے حفاظتی انتظامات کی مشینری تباہ کر دی تھی یا نہیں"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

" ہاں کر دی تھی ۔ اب باہر یا آسمان پر کوئی حفاظتی انتظامات موجود نہیں ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا کیونکہ انہیں تو اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس عمارت میں داخل نہ ہوں

اور جب تک انہیں صورت حال معلوم نہ ہو وہ کسی صورت بھی آدمی یہاں نہیں بھیج سکتے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" لیکن مسئلہ تو ایک غوطہ خوری کے لباس کا ہے ۔اس کے بغیر ہم سمندر میں کیسے آگے بڑھ سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" تمہاری وہ بوٹ پہلے جزیرے پر کہاں موجود ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

" آپ اسے یہاں لانا چاہتے ہیں یا وہیں سے آگے لے جانا چاہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں مناظر کو بھیج کر اسے یہاں منگوا لیتا ہوں ۔ اس میں بہرحال ڈاکٹر عبداللہ تو لازماً جائیں گے ۔ باقی جتنے افراد بھی جا سکیں انہیں لے جاتے ہیں جبکہ باقی ساتھی یہاں رہیں گے ۔ پھر ان کے لئے لانچ بھجوا دی جائے گی ۔میں ڈاکٹر عبداللہ کو ہر صورت میں فوراً کسی محفوظ مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں"...... کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں مناظر کے ساتھ صفدر کو بھیج دیتا ہوں ۔ اسے جگہ معلوم ہے اور وہاں ہمارے اپنے غوطہ خوری کے لباس بھی موجود ہیں ۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس بوٹ میں بھی بغیر غوطہ خوری کے لباس کے سمندر کی سطح کے نیچے سفر نہیں کیا جا سکتا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر تو واقعی مسئلہ بن گیا"...... کرنل فریدی نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

" ایسے حالات میں کرنل صاحب آپ کی بات درست ہے ۔ ڈاکٹر عبداللہ کو فوری طور پر محفوظ جگہ پر پہنچانا ضروری ہے ۔ابھی حکومت ایکریمیا تک اس ساری کارروائی کی اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر ان کی پوری فوج یہاں پہنچ جائے گی ۔آپ اپنے ساتھیوں، ڈاکٹر عبداللہ اور میرے ساتھیوں کو لے جائیں ۔ میں یہاں رہوں گا اور بہرحال میں یہاں سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لوں گا"...... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ایسا ممکن نہیں ہے ۔میں تمہیں یہاں ان حالات میں چھوڑ کر تمہاری جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔میں یہاں رہوں گا تم سب کو لے جاؤ ۔ چلو جاؤ جلدی کرو ۔ وقت بے حد قیمتی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" کرنل صاحب ۔پہلی بات تو یہ ہے کہ مشن آپ نے مکمل کیا ہے ۔ہم تو صرف سکیورٹی ایریئے تک محدود رہے ہیں ۔اصل کام آپ نے کیا ہے ۔دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے ۔آپ انہیں کسی محفوظ جگہ پر پہنچا سکتے ہیں ۔ میں تو بہرحال انہیں پاکیشیا ہی لے جا سکتا ہوں اور وہاں ان کا اس انداز میں جانا ٹھیک نہیں ہے ورنہ سارے یہودی اور ایکریمین ایجنٹ پاکیشیا کا رخ کر لیں گے جبکہ آپ انہیں ایسی جگہ پہنچا سکتے ہیں جس کا علم دوسروں کو نہ ہو سکے گا"...... عمران نے کہا۔

" یہ تمہاری اعلیٰ ظرفی ہے ۔ لیکن تم یہاں اکیلے کیا کرو گے "...... کرنل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ جو دلائل عمران نے دیئے تھے وہ واقعی وزن رکھتے تھے۔

" آپ میری فکر چھوڑیں ۔ مجھ جیسے کئی مرید مرشد کو مل جائیں گے ۔ لیکن آپ جیسا مرشد نہیں ملے گا"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ تم بہرحال باقی ساتھیوں کی نسبت اپنی حفاظت زیادہ اچھے انداز میں کر سکتے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

کرنل ٹارگ اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ٹارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل ٹارگ بول رہا ہوں "...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

" بورگ بول رہا ہوں جناب ۔ پی تھری کے ٹاور سے "۔ دوسری طرف سے بورگ کی آواز سنائی دی۔

" اوہ تم ۔ مجھے تمہارے نمبر کا علم نہیں تھا ورنہ میں تمہیں اطلاع دے دیتا کہ تمہاری دی گئی اطلاع کی وجہ سے میں نے ساری کارروائی کرا دی ہے۔ دشمن ایجنٹوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے"۔ کرنل ٹارگ نے کہا۔

" جناب میں ڈولفن طیارے کو چیک کرتا رہا ہوں ۔ لیکن وہاں چیکنگ کیسے ہو گی"...... بورگ نے کہا۔

"پہلے میں نے سوچا تھا کہ اسی سپاٹ سے ہیلی کاپٹروں پر کمانڈوز

آئیں اور چیک کریں لیکن پھر میں نے انہیں خود ہی روک دیا ہے کیونکہ جزیروں کے گرد انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں جو ابھی تک موجود ہیں اور جن کی وجہ سے ہیلی کاپٹر تو فضا میں ہی جل کر راکھ ہو جائیں گے ۔ البتہ میں نے خصوصی کنٹرولنگ مشین کی مدد سے تمام چیکنگ کر لی ہے ۔ اس عمارت کے اندر موجود تمام افراد کی لاشیں راکھ بن چکی ہیں“...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

”اوکے سر۔ تو اب ہم کس کے تحت کام کریں گے کیونکہ پہلے کرنل برانک ہلاک ہوئے اور پھر جمیز“...... بورگ نے کہا۔

”فی الحال تو تم ان کے انچارج ہو۔ لیکن جب جزائر اوپن ہوں گے تو میں جو رپورٹ ڈیفنس سیکرٹری کو دوں گا اس سے مجھے یقین ہے کہ تمہیں یہاں کا مستقل چیف سیکورٹی آفیسر بنا دیا جائے گا“...... کرنل ٹارگ نے جواب دیا۔

”تھینک یو سر“...... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اپنا فون نمبر بتاؤ تاکہ اگر کسی وقت ضرورت ہو تو تم سے رابطہ کیا جا سکے“...... کرنل ٹارگ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

”اوکے“...... کرنل ٹارگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... کرنل ٹارگ نے کہا کیونکہ گھنٹی کی مخصوص آواز بتا رہی تھی کہ فون سیکرٹری کی طرف سے کال کی گئی ہے۔

”ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے“...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ میں کرنل ٹارگ بول رہا ہوں۔ ایس ایس اے ون کا سیکورٹی چیف“...... کرنل ٹارگ نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کرنل ٹارگ۔ وہاں جزیروں پر کیا ہو رہا ہے۔ مجھے ابھی ابھی ایئر کمانڈر کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے کہ آپ نے ایئر سپاٹ سے خصوصی طور پر ڈولفن طیارے کو کال کر کے پی ٹو کے سیکورٹی ایریئے کی عمارت اور پورے جزیرے پر خصوصی طور پر ریز فائر کرائی ہیں“...... ڈیفنس سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ دشمن ایجنٹوں نے اس عمارت پر قبضہ کر لیا تھا اور وہاں کے سیکورٹی چیف کرنل برانک آپریشن روم انچارج جمیز اور باقی تمام سیکورٹی کے افراد کو بھی انہوں نے ہلاک کر دیا تھا اور مجھے پی تھری کے واچ ٹاور کے انچارج بورگ نے یہ ساری تفصیل بتائی اور اس نے بتایا کہ لیبارٹری کا وہ راستہ بھی اندر سے کھلا ہوا تھا جو سیکورٹی ایریئے کے عقبی طرف کھلتا ہے اور وہاں سے چار افراد باہر آئے جن پر بورگ نے بے ہوش کر دینے والی ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا جبکہ اس سے پہلے بورگ نے عقبی ایریئے میں اچانک نمودار ہونے والے چار مردوں اور ایک عورت کو اسی طرح

بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر اس نے جیمز کو اطلاع دی تو جیمز نے عقبی طرف سے انہیں اٹھوایا اور سیکورٹی ایریئے کے بلیک روم میں لے گئے لیکن وہاں انہیں ہلاک کرنے کی بجائے وہ خود ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ چونکہ ایس ایس اے ون کو کسی صورت کھولا نہ جا سکتا تھا اس لئے میں نے ڈولفن طیارہ طلب کیا اور اس طرح سیکورٹی ایریئے میں موجود تمام افراد کو ریز سے جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ چونکہ دو ماہ کے لئے جزائر کو اوپن نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا"...... کرنل ٹارگ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ دشمن ایجنٹ وہاں پہنچ گئے اور لیبارٹری سے چار افراد باہر نکلے۔ سیکورٹی کے تمام افراد ہلاک ہو گئے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"...... ڈیفنس سیکرٹری نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے خصوصی مشینری کے ذریعے یہاں اڈے کے اندر سے سیکورٹی ایریئے کو چیک کیا ہے۔ وہاں موجود تمام افراد جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے تمام جزیرے کو بھی چیک کر لیا ہے۔ سب دشمن ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں"...... کرنل ٹارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کا کیا ہوا اور ڈاکٹر عبداللہ کہاں ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ میں ایس ایس اے ون دو ماہ

کے لئے اوپن نہیں کر سکتا"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"تو اب میرا دوسرا حکم سنو۔ اپنے سیکورٹی کے افراد وہاں بھجواؤ اور وہاں کی تفصیلی رپورٹ مجھے دو اور سنو۔ وہاں ہمارے ایکریمین سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو بھجوایا گیا تھا۔ یہ دشمن ایجنٹ اس ڈاکٹر عبداللہ کو حاصل کرنے کے لئے وہاں پہنچے ہوں گے۔ اس ڈاکٹر عبداللہ کا کیا ہوا مجھے تفصیلی رپورٹ دو۔ میں نصف گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا"۔ چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ٹارگ نے کریڈل دبایا اور پھر خود ہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بورگ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بورگ کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ٹارگ بول رہا ہوں"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"یس سر۔ کوئی خاص بات سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی کال آئی ہے۔ انہوں نے لیبارٹری کی اندرونی رپورٹ طلب کی ہے۔ میں ایس ایس ون کو اوپن کر کے اپنے آدمی وہاں بھیج رہا ہوں۔ تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ کہیں تم انہیں بھی دشمن ایجنٹ سمجھ کر بے ہوش نہ کر دو"۔ کرنل ٹارگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب ایسا نہیں

ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ٹارگ نے اوکے کہہ کر
رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے
تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی
دی۔

"سیکورٹی انچارج انتھونی سے بات کراؤ"...... کرنل ٹارگ نے
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ٹارگ بول رہا ہوں۔

"کیپٹن انتھونی بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ایک
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن انتھونی۔ اپنے ساتھ چار مسلح آدمی لے کر لیبارٹری میں
جاؤ اور وہاں مکمل چیکنگ کر کے مجھے فوری رپورٹ دو"...... کرنل
ٹارگ نے کہا۔

"لیبارٹری میں۔ مگر جناب وہ تو بند ہے"...... کیپٹن انتھونی نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ٹارگ نے اسے مختصر طور پر ساری
تفصیل بتا دی۔

"اوہ اچھا جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہاں تم نے ایک ایشیائی سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو خصوصی
طور پر چیک کرنا ہے۔ گیٹ کھول لو"...... کرنل ٹارگ نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک
فوجی یونیفارم میں ملبوس کیپٹن اندر داخل ہوا اور اس نے باقاعدہ
فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اس کا چہرہ متوحش سا ہو رہا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... کرنل ٹارگ نے پوچھا۔

"سر۔ پوری لیبارٹری میں لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ لیکن یہ تمام
لاشیں ایکریمین اور یورپی افراد کی ہیں۔ کسی ایشیائی آدمی کی لاش
وہاں نہیں ہے اور لیبارٹری کی تمام مشینوں کو فائرنگ کر کے مکمل
طور پر تباہ کر دیا گیا ہے"...... کیپٹن انتھونی نے تیز تیز بولتے ہوئے
کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میرا پہلے ہی یہی خیال تھا۔ ٹھیک ہے تم
جاؤ"...... کرنل ٹارگ نے کہا تو کیپٹن انتھونی نے ایک بار پھر
سیلوٹ کیا اور واپس چلا گیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو کرنل ٹارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کریں جناب"...... دوسری
رف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ میں کرنل ٹارگ بول رہا ہوں سر"...... کرنل ٹارگ
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے لیبارٹری اور ڈاکٹر عبداللہ کے بارے
ں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے پوچھا۔

"جناب ۔ لیبارٹری کے تمام سائنس دانوں اور ٹیکنیشنز اور دیگر تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود تمام مشیزی بھی تباہ کر دی گئی ہے ۔ وہاں ہر طرف مشینوں کے ٹکڑے اور لاشیں بکھری ہوئی ہیں ۔ البتہ کسی ایشیائی کی کوئی لاش وہاں موجود نہیں ہے"...... کرنل ٹارگ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ڈاکٹر عبداللہ کو ساتھ لے گئے ہیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"نہیں جناب ۔ وہ لوگ اسے لیبارٹری سے تو لے گئے لیکن پھر سیکورٹی ایریئے میں وہ سب جل کر راکھ ہو گئے"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا ہے یہ"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"جناب ۔ میں نے پہلے چیک کیا تو وہاں زندہ افراد بھی موجود تھے لاشیں بھی تھیں اور بے ہوش افراد بھی ۔ پھر ڈولفن طیارے کی ریز فائرنگ کے بعد میں نے چیک کیا تو وہاں موجود تمام افراد راکھ میں تبدیل ہو چکے تھے اس لئے وہ لوگ وہاں سے باہر ہی نہیں نکل سکے ۔ میں نے جناب بعد میں پورے سیکورٹی ایریئے اور پورے جزیرے کی چیکنگ کرائی ہے"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں کرنل ٹارگ ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس او کرنل فریدی دونوں دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں ۔ تم دیکھو ک ہماری بے پناہ کوششوں اور انتہائی سخت ترین حفاظتی اقدامات کے

باوجود وہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہونے اور وہاں سب کچھ ختم کر کے سائنس دان کو ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے ۔ ایسے لوگ اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"سر ۔ میں نے خود ان ایشیائیوں کی جلی ہوئی لاشیں دیکھی ہیں سر"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"کیا واقعی"...... ڈیفنس سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

"یس سر ۔ میں درست کہہ رہا ہوں"...... کرنل ٹارگ اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"اوہ ۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور پھر اب تو عالم اسلام زیرو بلاسٹر نہ بنا سکے گا اور ایکریمیا جو آلہ تیار کر رہا ہے وہ سب سے زیادہ ایڈوانس سمجھا جائے گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں سر"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"کیا سیکورٹی ایریئے میں موجود لاشیں پہچانی جا رہی ہیں"۔ یفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"اوکے ۔ میں چیف سیکرٹری صاحب کو رپورٹ کرتا ہوں ۔ پھر یے وہ حکم دیں ویسے ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس لے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ٹارگ نے ایک بار پھر رسیور

رکھا اور انٹرکام کے ذریعے اس نے کیپٹن انتھونی کو کال کر لیا۔

"یس سر"...... کیپٹن انتھونی نے اندر داخل ہو کر فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن انتھونی۔ آؤٹ وے کھول کر باہر جاؤ اور سیکورٹی ایریئے میں داخل ہو کر وہاں چیک کرو کہ دشمن ایجنٹوں کی لاشوں کی کیا صورت حال ہے۔ یہ سب دشمن ایشیائی ہیں اور پھر مجھے وہیں سے فون پر رپورٹ دو"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن انتھونی نے کہا اور سیلوٹ کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ٹارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل ٹارگ بول رہا ہوں"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"کیپٹن انتھونی بول رہا ہوں سر"...... کیپٹن انتھونی نے ایک بار پھر متوحش لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... کرنل ٹارگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر۔ یہاں کسی ایشیائی کی کوئی جلی ہوئی لاش نہیں ہے۔ تمام راکھ شدہ لاشیں سیکورٹی کے افراد کی ہیں اور یہاں کی تمام حفاظتی اقدامات کی مشینری کو فائرنگ کر کے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے"...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ایشیائی ایجنٹوں کی لاشیں نہیں ہیں وہاں

کیا مطلب۔ وہ تو اندر تھے جب وہاں ریز فائر کی گئی"...... کرنل ٹارگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں اور سر میں نے فرنٹ سائیڈ پر جا کر بھی چیکنگ کی ہے۔ وہاں بھی کسی ایشیائی کی لاش موجود نہیں ہے اور سر سیکورٹی ایریئے کا عقبی اور فرنٹ وے بھی کھلا ہوا ہے"...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

"ویری بیڈ۔ سنو۔ تم ایسا کرو کہ سیکورٹی ایریئے میں موجود لاشوں کی راکھ کو بکھیر دو تاکہ وہ پہچانی نہ جا سکیں اور فرنٹ وے کو اندر سے بند کر دو اور پھر واپسی پر عقبی وے کو بھی باہر سے بند کر دینا۔ سمجھ گئے ہو"...... کرنل ٹارگ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی کرو"...... کرنل ٹارگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ تو واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ لیکن یہ کیسے بچ کر نکل گئے۔ بہرحال اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب تو یہی کہنا پڑے گا کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں"...... کرنل ٹارگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس انداز میں کاندھے اچکائے جیسے اس بات پر اڑے رہنے کا اس نے حتمی فیصلہ کر لیا ہو۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ کم از کم میں تو تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ یہ میرا حتمی اور آخری فیصلہ ہے"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ جب میں خود کہہ رہا ہوں تو تمہیں کیا اعتراض ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہاں سے نکالنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں یہاں رہوں گا۔ تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ تمہاری زندگی پورے عالم اسلام کے لئے قیمتی ہے۔ میرا کیا ہے۔ میری کیا حیثیت ہے"...... تنویر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"تم واقعی خوش قسمت ہو عمران۔ تمہارے ساتھی واقعی تم پر اپنی جانیں بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کیپٹن حمید کو یہاں چھوڑ دیا جائے۔ کیوں کیپٹن حمید"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن حمید سے کہا۔

"اگر کرنل صاحب کہیں تو میں یہاں رہوں گا ورنہ نہیں"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"چھوڑو ان باتوں کو۔ ہم نے فوری فیصلہ کرنا ہے۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"...... کرنل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ ڈاکٹر عبداللہ کو یہاں چھوڑیں اور مناظر کو بھی۔ مناظر کا غوطہ خوری کا لباس صفدر کو پہنا دیں۔ صفدر آپ کی رہنمائی اس کھاڑی تک کرے گا جہاں وہ خصوصی بوٹ اور غوطہ خوری کے لباس موجود ہیں۔ آپ انہیں لے کر واپس آ جائیں۔ پھر فیصلہ ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کرنل فریدی کیپٹن حمید اور صفدر غوطہ خوری کے لباس پہن کر سمندر میں اتر کر غائب ہو گئے تو عمران اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"ہم میں سے ایک کو تو بہرحال رہنا ہو گا ورنہ ہم سب ہی مارے جا سکتے ہیں اور خاص طور پر ڈاکٹر عبداللہ والا مشن بھی ناکام ہو سکتا ہے اس لئے تم سب جاؤ۔ میں خود ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کر لوں گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تمہیں اگر مشن کی زیادہ فکر ہے تو پھر تم ساتھ چلے جاؤ۔ میں یہاں رہوں گی"...... جولیا نے کہا

اور پھر باری باری سب نے ہی یہاں رہنے کی آفر کر دی۔

"حیرت ہے عمران صاحب۔ آپ اپنے ساتھیوں میں اس قدر مقبول ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا"...... ڈاکٹر عبداللہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ عمران صاحب عالم اسلام کے لئے کتنا بڑا سرمایہ ہیں۔ آپ تو ہماری باتوں پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس پر تو پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کرنل صاحب بھی اس لئے ان کی بے حد تعریف کر رہے تھے"...... ڈاکٹر عبداللہ نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ تنویر میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے بے شک آپ اس سے ہی پوچھ لیں"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ رکاوٹ سے کیا مطلب۔ وہ تو"...... ڈاکٹر عبداللہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے اگر اس رکاوٹ کو کراس کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں ایک لمحے میں گولی مار دوں گا۔ سمجھے"...... تنویر نے یکلخت آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"سن لیا ڈاکٹر صاحب آپ نے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا تو ڈاکٹر عبداللہ کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا جبکہ عمران کے باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے اور پھر جب کیپٹن شکیل نے انہیں جولیا، تنویر اور عمران کی کہانی کے بارے میں بتایا تو ڈاکٹر عبداللہ بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ سب واقعی بے حد دلچسپ ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میری آپ لوگوں سے ملاقات ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر عبداللہ نے کہا اور پھر کچھ دیر تک اسی انداز میں باتیں ہوتی رہیں۔

"عمران صاحب۔ موٹر لانچ آ رہی ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ وہ اس دوران ٹاور کے اوپر چلا گیا تھا اور اس نے وہیں سے آواز دے کر کہا تھا۔

"موٹر لانچ۔ کیا مطلب"...... عمران نے اچھلتے ہوئے کہا اور نہ صرف عمران بلکہ باقی ساتھی بھی کیپٹن شکیل کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے تھے اور پھر عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔

"کہاں ہے لانچ"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اشارہ کر دیا جہاں دور سمندر میں ایک دھبہ سا دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ موٹر لانچ ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا۔ ابھی تو یہ دھبہ سا دکھائی دے رہا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری آدھی عمر تو سمندر میں ہی گزری ہے عمران صاحب"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں ۔ یہ واقعی موٹر لانچ ہے ۔ لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کرنل فریدی اور ان کے ساتھی ہوں گے کیونکہ ان کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ ہم نے سیکورٹی ایجنسی کی تمام مشینری تباہ کر دی ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں ۔ واقعی ۔ لیکن موٹر لانچ ان کے ہاتھ کہاں سے لگ گئی اور پہلے جزیرے کے ٹاور سے بھی تو اسے چیک کر لیا گیا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ واقعی یہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں ۔ آؤ نیچے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے نیچے اترنے لگا ۔ کیپٹن شکیل نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر تھوڑی دیر بعد لانچ کنارے پر آ لگی تو کرنل فریدی، صفدر اور کیپٹن حمید نیچے اتر آئے۔

"یہ لانچ کہاں سے مل گئی کرنل صاحب"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جائے تو اسباب خود بخود بن جاتے ہیں ۔ ہم وہاں پہنچے تو کھاڑی سے پہلے یہ لانچ ہمیں ایک دوسری کھاڑی میں موجود نظر آ گئی ۔ یہ لانچ ایمرجنسی میں استعمال کے لئے

ہے اور اس میں ہر طرح کی ریز سسٹم سے تحفظ کے آلات بھی نصب ہیں ۔ اس طرح یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ کون آدمی پیچھے رہے گا ۔ مجھے چونکہ ٹاور کی طرف سے چیکنگ کا خطرہ تھا اس لئے کیپٹن حمید کو لانچ پر چھوڑ کر میں اور صفدر جزیرے پر اس طرف سے اوپر پہنچے جہاں سے ٹاور قریب ہی تھا ۔ میرے ذہن میں پہلے ہی سے یہ بات موجود تھی کہ ان کے پاس ایسے آلات ہیں کہ وہ جزیرے پر ہونے والی معمولی سی حرکت کو بھی چیک کر سکتے ہیں اس لئے ہم ٹاور کے عقبی طرف سے اوپر گئے کیونکہ ان کی تمام تر توجہ لامحالہ سامنے کی طرف ہی ہو سکتی ہے اور پھر وہی ہوا ۔ ہم ان کے سر پر پہنچ گئے لیکن ان کو پتہ نہ چل سکا ۔ ان کی واقعی تمام تر توجہ سامنے کی طرف تھی ۔ وہاں چار افراد تھے ۔ دو نیچے کھڑے تھے ۔ ان دونوں کا پہلے خاتمہ کر کے اوپر والے دونوں افراد کو بھی ختم کر دیا گیا"...... کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ۔ اس بار تو تمام مسائل مرشد کی توجہ خاص سے حل ہوتے جا رہے ہیں ۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ نگاہ مرد مومن سے تقدیریں بھی بدل جاتی ہیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

کیپٹل ایجنسی

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کیپٹل ایجنسی

ایکریمیا کی ایک ٹاپ ایجنسی جس کے سپر ٹاپ ایجنٹس نے پاکیشیا میں حیرت انگیز طور پر اپنا مشن مکمل کر لیا اور سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی۔

کیپٹل ایجنسی

جس کے ٹاپ سپر ایجنٹس جان کلے اور سوزین کی کارکردگی کے سامنے عمران اور اس کے ساتھی زیرہ ہو کر رہ گئے۔

وہ لمحہ جب

جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر پاکیشیا سے چلی گئی۔ کیا واقعی۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب

کیپٹل ایجنسی کے مقابلے پر عمران دو ٹیمیں لے کر ایکریمیا پہنچ گیا۔ ایک ٹیم میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تھی اور دوسری ٹیم میں ٹائیگر، جوزف اور جوانا شامل تھے۔

وہ لمحہ جب

ٹائیگر، جوزف اور جوانا کی ٹیم نے حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

وہ لمحہ جب

جوانا نے ایکریمیا کے ایک خوفناک سینڈیکیٹ کے خوفناک غنڈوں اور بدمعاشوں کا قتل عام کر دیا۔ کیسے اور کس طرح؟

وہ لمحہ جب

عمران اور اس کے ساتھی، ٹائیگر اور جوانا سب یقینی موت کے پنجے میں بری طرح پھنس گئے اور عمران جیسے شخص نے بھی آنکھیں بند کر کے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا لیکن پھر اچانک صورتحال بدل گئی۔ کیوں؟

وہ لمحہ جب

جوزف نے عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو یقینی موت سے باہر کھینچ لیا۔ کیسے؟

وہ لمحہ جب

عمران نے کھل کر جوزف کی کارکردگی کی تعریف کی اور ساری ٹیم جوزف کے گن گانے لگی۔ کیوں؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن میں کامیاب ہو سکی۔ یا؟

تیز رفتار ایکشن اور لمحہ بہ لمحہ برپا ہونے والے ہنگاموں سے بھرپور
ایک ایسا ایڈونچر جو مدتوں قارئین کے حافظے میں محفوظ رہے گا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد موضوع پر مبنی ناول

مکمل ناول

کراسنگ ایرو

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کراسنگ ایرو پاکیشیا کے ایٹمی دفاع کا بنیادی آلہ جسے ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم نے حاصل کرلیا۔ پھر ——؟

کراسنگ ایرو جس پر پاکیشیا کے کروڑوں شہریوں کی آزادی کا دارومدار تھا۔ پھر —؟

ہوپر ایک بین الاقوامی تنظیم جس کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی جدوجہد کرنا پڑی۔ مگر ——؟

ٹائیگر جس نے اس مشن میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہٹ کر کام کیا اور اپنی کارکردگی سے وہ ان سب سے بازی لے گیا۔ کیسے ——؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کا وہ وقت آگیا جسے آخری وقت کہا جاتا ہے۔ پھر کیا ہوا ——؟

وہ لمحہ جب ٹائیگر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے مشن مکمل کرلیا۔ کیا واقعی ——؟

ٹائیگر جس کی انتہائی تیز ترین کارکردگی نے عمران سمیت سب کو حیرت زدہ کردیا۔

* انتہائی دلچسپ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ایک یادگار ناول *

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

مکمل ناول

لاسٹ ٹریپ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

لاسٹ ٹریپ = ایک ایسا مشن جس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر قدم پر موجود ٹریپ سے واسطہ پڑا۔

لاسٹ ٹریپ = ایک ایسا مشن جس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک بار بھی مخالف ایجنٹوں سے آمنا سامنا نہ ہوسکا۔ اس کے باوجود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ناکام ہوگئے۔ کیوں اور کیسے ——؟

لاسٹ ٹریپ = جس میں کامیابی آخری لمحے میں حقیقی ناکامی میں تبدیل ہوگئی اور پھر ——؟

کیا = عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی شدید جدوجہد کے لاسٹ ٹریپ میں پھنس کر ناکام ہوگئے۔ یا ——؟

انتہائی منفرد اور دلچسپ موضوع پر مبنی ایک یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں خیر و شر کے درمیان انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز جدوجہد

تاروت

سپیشل نمبر

مصنف مظہر کلیم ایم اے

تاروت شیطان اور اس کی ذریات کی ایک پراسرار شیطانی جہت جس کے ذریعے وہ پوری دنیا کو شیطانی جال میں جکڑنا چاہتے تھے۔

تاروت ایک ایسا شیطانی گروپ جس کی رہنمائی صدیوں پہلے کے ایک پجاری راہول کی روح کر رہی تھی۔

تاروت شیطانی جادو۔ جو انتہائی تیزی سے مصر اور دوسری دنیا میں اس انداز میں پھیلایا جا رہا تھا کہ خیر کی قوتیں مکمل طور پر بے بس ہو کر رہ جاتیں۔

اسرائیل جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو تاروتی جادو کے تحت لے آنے کے لئے تاروت کے بڑوں سے معاہدے کر لئے۔ پھر کیا ہوا؟

راہول پجاری صدیوں سے مصر کا ایک پجاری جس نے اپنی روح کو عالم ارواح میں جانے سے بچانے کے لئے اپنے معبد کو اس قدر خفیہ رکھا کہ مصر کے بڑے بڑے ماہرین آثار قدیمہ بھی اسے دریافت نہ کر سکے۔ لیکن؟

△ وہ لمحہ جب عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ راہول پجاری کے معبد کو تلاش کر کے کھولنے اور تاروت جادو کے خاتمے کے لئے مصر پہنچ گیا۔ لیکن؟

△ تاروت جادو کے پراسرار اور شیطان صفت آقاؤں، راہول پجاری کی روح کی شیطانی طاقتوں سمیت شیطان کی خوفناک ذریات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی پراسرار، دلچسپ، ہنگامہ خیز اور حیرت انگیز جدوجہد پر مبنی ایسی کہانی جس کی ہر سطر پر صدیوں کے اسرار پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

△ خیر و شر کے درمیان ایسی جدوجہد جس میں ایک طرف شیطان اور اس کی طاقتور ذریات تھیں مگر دوسری طرف اکیلا عمران اور اس کے ساتھی تھے اور خیر کی کوئی بڑی طاقت بھی ان کی پشت پر نہ تھی۔

△ ایک ایسی پراسرار، دلچسپ، ہنگامہ خیز اور انتہائی حیرت انگیز کہانی جس کی ہر سطر پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی خیر کے لئے کی گئی بے پناہ اور پرخلوص جدوجہد کے نشانات ثبت ہیں۔

△ آخری فتح کسے حاصل ہوئی؟ کیا تاروت جادو ختم ہو گیا — یا — عمران اور اس کے ساتھی شیطان کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے؟

خیر و شر کی کشمکش پر مبنی ایک ایسی کہانی

جس کا ہر لفظ اپنے اندر سینکڑوں طلسمات کا حامل ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان